

ظلالِ شلاشہ شرعی حکم

از افادات

حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ الامام محمد عرفان قادری ضیائی مظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)



مکتبہ بزرگ طاہرہ

انشاء اللہ عزوجل

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔

M. Shahid Raza Attari

0306-0313-7919528 اسلامی بکس، قرآن

مدنی

مدنی عطر ہاؤس

امپورٹڈ عطریات، قرآن پاک، اسلامی بکس، تسبیحات، ٹوپی، عمامے
موزے، مسواک، گلوڑ، میلاد پرچم، بینرز، گاہول سیل پوائنٹ

Shop # 2-3 Ground Floor, Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Faisalabad.
Ph: 041-2621568 E-mail: muhammadshahidattari@yahoo.com

M Awais Sultan

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

طلاقِ ثلاثہ

کا

شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

مُترَب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

==== فاشر ====

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد، بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق ادارہ جمعیت اشاعت اہلسنت محفوظ

سلسلہ اشاعت نمبر 10

نام کتاب : طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم
از افاضات : حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
مرتب : حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی
ضخامت : 368
طبع اول : 1423ھ/2002ء
(ادارہ جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔
انشاء اللہ عزوجل

مدنی اسلامي بکس، قرآن
0306-0313-7919528
مدنی عطر ہاؤس
امپورٹڈ عطریات، قرآن پاک، اسلامی بکس، تسبیحات، ٹوپی، عمامے
موزے، مسواک، گلوز، میلاد پرچم، بینرز کا ہول سیل پوائنٹ

Shop # 2-3 Ground Floor, Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Faisalabad.
Ph: 041-2621568 E-mail: muhammadshahidattari@yahoo.com

barkatulmadina@yahoo.com

Islami Books Quran & Madni Ittar House Ameen Pur Bazar Faisalabad +923139319528

اداریہ

پچھلے دور حکومت میں ہمارے ملک ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ میں ایک گروہ نام نہاد ”تحفظ حقوق نسواں“ بل کو منظور کرانے کی تگ و دو میں لگا ہوا تھا اور دوسرا گروہ اُس کی مخالفت کر رہا تھا یہ سب کچھ قومی اسمبلی میں ہوا اور پھر میڈیا پر برسرِ اقتدار فریق کی طرف سے اپنے مؤقف کی تائید میں دلائل دیئے گئے اور دوسرے فریق سے مسلسل مخالفت مع دلائل جاری رہی۔ اس کے باوجود حامی فریق نے وہ بل منظور کروالیا اس سوچ کے ساتھ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ”قرآن و سنت کا قانون عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا“۔ دوسری طرف حقائق سے نا آشنا عوام الناس گلی گلوچوں میں قرآن کی نصوصِ قطعیہ اور سنت متواترہ و مشہورہ پر نکتہ چینی کرتے رہے، قرآن و سنت کی اہمیت و عظمت کو نقصان پہنچایا گیا جو کہ ناقابلِ تلافی ہے۔

پھر انہی لوگوں کی طرف سے ایک نئی بحث کا آغاز ہوا کہ بیک مجلس تین طلاق دینا عورت کے ساتھ ظلم ہے اور حقیقت بھی یہی ہے ایسا شخص خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قانون کے مطابق قابلِ سزا ہے۔ مگر بحث کا موضوع یہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ بیک مجلس تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آٹھویں صدی ہجری سے ایک مخالف قرآن و سنت نظریہ جنم لے چکا تھا وہ یہ کہ اگر کسی نے بیک وقت تین طلاق دے دیں چاہے بیک کلمہ دے یا متعدد کلمات سے دے تو صرف ایک واقع ہوگی اور اس نظریے کا مؤجد ابن تیمیہ تھا اور اُس کا بھرپور ساتھ اُس کے شاگرد ابن قیم نے دیا۔ اُس وقت کے علماء اسلام نے اس کی بھرپور مخالفت کی کہ یہ نظریہ شرعِ مطہرہ کے خلاف ہے، قرآن و سنت کی بالادستی کے قائل حکومت وقت کی طرف سے علماء اسلام کی بھرپور مخالفت کے سبب اس نظریہ کے مؤجد اور حامی سب کو سخت سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا۔ مجرم اپنے انجام کو پہنچے مگر جو بُرائی انہوں نے پیدا کر دی وہ باقی رہی۔ ہر دور میں چند افراد اس نظریے کے حامی رہے اور علماء اسلام نے اپنے اپنے وقتوں میں اُن کی مخالفت کو جاری رکھا

اور کسی حکومت کی طرف اس باطل نظریے کی سرپرستی نہ رہی اس طرح یہ بُرائی دبی رہی۔
ایک بار پھر اس باطل نظریے نے سر اٹھایا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اندیشہ اس بات پر
ہے کہ کہیں ”تحفظ حقوق نسواں بل“ کی طرح حکومت اس کی سرپرستی نہ کر بیٹھے۔

لہذا عوام الناس اور خصوصاً وہ طبقہ جو پڑھا لکھا کہلاتا ہے ان کی رہنمائی کے لئے
ضروری محسوس ہوا کہ ”طلاق ثلاثہ“ کے موضوع پر (جس کا تعلق حلال و حرام سے ہے) کوئی
ایسا مواد شائع کیا جائے تاکہ وہ نائک اور غامدی جیسے نام نہاد مبلغین اور مصلحین کے دام فریب
میں آکر اللہ و رسول کے حرام کردہ کو حلال نہ سمجھ بیٹھیں۔

جمعیت اشاعت اہل سنت نے اس موضوع پر مہم دارالافتاء حضرت علامہ مفتی محمد عطاء
اللہ نعیمی سلمہ کا تحریر کردہ مواد (جو کہ قرآن و سنت، آثار صحابہ و تابعین، آئمہ اربعہ اور جمہور علماء
اسلام کے نظریات کو محیط ہے) کو اپنی مفت سلسلہ اشاعت میں شائع کیا۔ اس جامع کتاب سے
فقط ممبرانِ جمعیت مستفید ہوئے۔ عوام و خواص اُسے حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے ہمارے ادارہ نے
اس بے نظیر تحریر کو اشاعتِ اول کے پانچ سال بعد ۲۰۰۷ء میں شائع کرنے کا اہتمام کیا اور عوام و
خواص نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا کہ صرف چند ماہ میں ایڈیشن ختم ہو گیا، پھر اس تحریر کی ضرورت اور
افادیت کے پیش نظر اور عوام و خواص کی طرف سے اس کی بہت زیادہ مانگ کی وجہ سے اس کے
تیسرے ایڈیشن کی طباعت کا ارادہ کیا گیا اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسے شائع کیا جائے۔

ادارہ، جمعیت اشاعت اہل سنت کا مشکور و ممنون ہے کہ اُس نے اجازتِ اشاعت
مرحمت کی اور بھرپور تعاون سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ دینِ متین کی خدمت، حق کی بالادستی، لوگوں کو
حلال و حرام سے آگاہی کے لئے ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے۔

امین بجاہ النبیین اللہ میں

خادم

مکتبہ برکات المدینہ

فہرست مضامین

| | | |
|----|-------|----------------------------|
| 23 | | حرفِ اولین |
| 25 | | تقاریظ |
| 35 | | پیش لفظ |
| 37 | | طلاق کے متعلق چند فتاویٰ |
| 38 | | طلاق کے معنی و اقسام |
| 38 | | طلاق کے لغوی معنی |
| 39 | | طلاق کے اصطلاحی معنی |
| 40 | | طلاق کن حالات میں دی جائے؟ |
| 41 | | طلاق کی اقسام |
| 41 | | اِخْسن طلاق |
| 42 | | طلاق اِخْسن کے فوائد |
| 42 | | طلاق حَسَن |
| 46 | | طلاق حَسَن کے فوائد |
| 46 | | طلاق بدعی |
| 46 | | پہلی صورت |
| 48 | | دوسری صورت |
| 49 | | تیسری صورت |
| 49 | | طلاق بدعی کے نقصانات |
| 50 | | طلاق بدعی گناہ ہے |
| 50 | | طلاق دینے والے کے اوصاف |
| 52 | | نشدہ والے کی طلاق کا حکم |

صحابہ و تابعین کے نزدیک سکران (نشدہ والے)

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

6

| | | |
|----|-------|---|
| 55 | | پہلا باطل استدلال اور اس کا ابطال |
| 55 | | دوسرا باطل استدلال اور اس کا ابطال |
| 56 | | زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم |
| 57 | | جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور نبی ﷺ کا فیصلہ |
| 58 | | جبراً طلاق کا واقعہ اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ |
| 59 | | حضرت ابن عمر کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم |
| 59 | | تابعین عظام کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم |
| 60 | | ایک باطل استدلال اور اس کا ابطال |
| 61 | | طائغ اور منکرہ میں فرق |
| 62 | | مخالفین کی پیش کردہ احادیث کا جواب |
| 64 | | غصہ میں طلاق کا حکم |
| 65 | | نابالغ، مجنون اور سوئے ہوئے کی طلاق کا حکم |
| 65 | | احادیث |
| 66 | | تابعین عظام کا عمل |
| 67 | | اہل علم کا عمل |
| 68 | | والد کے کہنے پر طلاق دینا |
| 69 | | طلاق ابغض المباحات ہے |
| 69 | | بلا وجہ مطالبہ طلاق |
| 70 | | عورت جب فرمانبردار ہو |
| 71 | | اسلامی تعلیمات |
| 71 | | حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت |
| 72 | | والدین کے کہنے پر کب طلاق دے اور کب نہ دے؟ |
| 73 | | طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم |
| 74 | | |

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

7

| | | |
|-----|-------|------------------------------------|
| 75 | | قرآن |
| 75 | | طلاق دینے کا قاعدہ اور قرآن |
| 76 | | تین طلاق اور قرآن |
| 76 | | مفسر صاوی اور آیات طلاق |
| 77 | | مفسر قرطبی اور آیات طلاق |
| 77 | | مفسر قرآن ابن عباس اور آیات طلاق |
| 78 | | مفسر نیشاپوری اور آیات طلاق |
| 78 | | مفسر بیضاوی اور آیات طلاق |
| 79 | | مفسر ابو بکر حداد اور آیات طلاق |
| 79 | | ابن حزم اور آیات طلاق |
| 80' | | قاضی حیاض اور قرآن میں ذکر طلاق |
| 81 | | امام نووی اور قرآن میں ذکر طلاق |
| 81 | | ملا علی قاری اور قرآن میں ذکر طلاق |
| 82 | | ندوی غیر مقلد اور "کامعنی" |
| 82 | | مدیر حرم مکی اور قرآن سے استدلال |
| 84 | | امام شافعی اور قرآن سے استدلال |
| 84 | | مصری عالم اور قرآن سے استدلال |
| 84 | | احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء |
| 84 | | پہلی حدیث |
| 87 | | دوسری حدیث |
| 90 | | تیسری حدیث |
| 91 | | چوتھی حدیث |
| 92 | | پانچویں حدیث |
| 94 | | چھٹی حدیث |

| | | |
|-----|-------|---|
| 98 | | ساتویں حدیث |
| 101 | | آٹھویں حدیث |
| 102 | | نویں حدیث |
| 103 | | دسویں حدیث |
| 106 | | گیارہویں حدیث |
| 107 | | خیر القرون |
| 108 | | صحابہ کرام کے فتاویٰ |
| | | حضرت علی، ابن مسعود اور زید بن ثابت ؓ کا |
| 108 | | مُتَّفَقہ فتویٰ |
| | | حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور |
| 109 | | اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا مُتَّفَقہ فتویٰ |
| | | حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور |
| 110 | | ابن عمرو ؓ کا مُتَّفَقہ فتویٰ |
| | | حضرت علی، زید بن ثابت اور ابن عمر ؓ کا |
| 111 | | مُتَّفَقہ فتویٰ |
| 111 | | حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس ؓ کا مُتَّفَقہ فتویٰ |
| | | حضرت عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا |
| 115 | | مُتَّفَقہ فتویٰ |
| 116 | | حضرت علی اور ابن عمر ؓ کا مُتَّفَقہ فتویٰ |
| 116 | | حضرت عمر فاروق ؓ کا فتویٰ |
| 120 | | حضرت عثمان غنی ؓ کا فتویٰ |
| 121 | | حضرت علی ؓ کا فتویٰ |
| 122 | | حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کا فتویٰ |
| 128 | | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|---|
| 133 | | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ |
| 143 | | حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا فتویٰ |
| 145 | | حضرت ابو ہریرہؓ کا فتویٰ |
| 146 | | حضرت عمران بن حصینؓ کا فتویٰ |
| 146 | | حضرت انسؓ کا فتویٰ |
| 146 | | حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا فتویٰ |
| 147 | | حضرت امام حسنؓ کا فتویٰ |
| 148 | | حضرت امام حسینؓ کا فتویٰ |
| 149 | | اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ |
| 149 | | اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ |
| 149 | | حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا فتویٰ |
| 151 | | حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ |
| 151 | | حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ |
| 152 | | حضرت معاذ بن جبلؓ کا فتویٰ |
| 152 | | حضرت ابوسعید الخدریؓ کا فتویٰ |
| 152 | | حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا فتویٰ |
| 153 | | اہل بیت کا فتویٰ |
| 154 | | تمام صحابہ تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں |
| 155 | | تابعین عظام کے فتاویٰ |
| 155 | | امام ابن شہاب زہری کا فتویٰ |
| 155 | | قاضی شریح کا فتویٰ |
| 156 | | امام شعبی کا فتویٰ |
| 157 | | امام حسن بصری کا فتویٰ |
| 158 | | حضرت ابراہیم نخعی کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|---|
| 160 | | امام جعفر صادق کا فتویٰ |
| 161 | | حضرت سعید بن جبیر کا فتویٰ |
| 162 | | حضرت سعید بن المسیب کا فتویٰ |
| 162 | | حضرت عکرمہ کا فتویٰ |
| 163 | | حضرت سفیان ثوری کا فتویٰ |
| 163 | | امام طاؤس بن کیسان کا فتویٰ |
| | | حضرت سعید بن المسیب، سعید بن جبیر |
| 164 | | اور حمید بن عبد الرحمن کا متفقہ فتویٰ |
| | | حضرت عبد اللہ بن شداد، مصعب بن سعد اور |
| 164 | | ابو مالک کا متفقہ فتویٰ |
| 165 | | جمہور محدثین، فقہاء و علماء |
| 166 | | مذہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) |
| 167 | | جمہور علماء کے فتاویٰ |
| 167 | | محرر مذہب ابی حنیفہ امام محمد متوفی ۱۸۹ھ کا فتویٰ |
| 167 | | محدث امام اسحاق بن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ کا فتویٰ |
| 167 | | محدث امام بخاری متوفی ۲۵۵ھ کا فتویٰ |
| 169 | | محدث امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ کا فتویٰ |
| 169 | | محدث امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کا فتویٰ |
| 170 | | محدث امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ کا فتویٰ |
| 170 | | علامہ ابوبکر نیشاپوری شافعی متوفی ۳۰۹ھ کا فتویٰ |
| 170 | | امام ابو جعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کا فتویٰ |
| 171 | | امام ابوبکر حصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ کا فتویٰ |
| 171 | | فقیہ ابواللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ھ کا فتویٰ |
| 171 | | امام ابو بکر قسری حنفی متوفی ۳۶۸ھ کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|--|
| 172 | | امام ابو زید دہلوی متوفی ۴۳۰ھ کا فتویٰ |
| 172 | | علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن مالک متوفی ۴۴۴ھ کا فتویٰ |
| 172 | | امام ناطقی حنفی متوفی ۴۴۶ھ کا فتویٰ |
| 172 | | شیخ الاسلام قاضی القضاۃ امام ابوالحسن حنفی متوفی ۴۶۱ھ کا فتویٰ |
| 173 | | شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ کا فتویٰ |
| 173 | | امام سرحسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ کا فتویٰ |
| 173 | | امام الولید سلیمان بن خلف الباجی مالکی متوفی ۴۹۴ھ کا فتویٰ |
| 173 | | امام غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ کا فتویٰ |
| 174 | | امام ابوبکر شاشی شافعی متوفی ۵۰۷ھ کا فتویٰ |
| 174 | | امام بغوی شافعی متوفی ۵۱۶ھ کا فتویٰ |
| 174 | | امام ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۲۰ھ کا فتویٰ |
| 174 | | امام علاؤ الدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ |
| 175 | | فقیہ ظہیر الدین والوالجی حنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ |
| 175 | | امام طاہر بن احمد بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ کا فتویٰ |
| 176 | | امام ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ کا فتویٰ |
| 176 | | امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ کا فتویٰ |
| 176 | | امام ناصر الدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۵۶ھ کا فتویٰ |
| 176 | | علامہ عون الدین ابن ہبیرہ حنبلی متوفی ۵۶۹ھ کا فتویٰ |
| 176 | | امام سراج الدین الاوسی حنفی متوفی ۵۶۹ھ کا فتویٰ |
| 177 | | امام احمد بن محمد بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۶۹ھ کا فتویٰ |
| 177 | | شمس الاسلام ابو حفص عمر نسفی حنفی متوفی ۵۷۳ھ کا فتویٰ |
| 177 | | امام علاؤ الدین ابوبکر کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ کا فتویٰ |
| 178 | | امام قاضی خان حنفی متوفی ۵۹۲ھ کا فتویٰ |
| 178 | | شیخ الاسلام ابوالحسن مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|--|
| 178 | | علامہ فخر الدین رازی شافعی متونی ۶۰۶ھ کا فتویٰ |
| 178 | | امام ابن مازہ بخاری حنفی متونی ۶۱۶ھ کا فتویٰ |
| 179 | | قاضی القضاۃ ظہر الدین حنفی متونی ۶۱۹ھ کا فتویٰ |
| 179 | | علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی متونی ۶۲۰ھ کا فتویٰ |
| 179 | | فقیہ استرویشی حنفی متونی ۶۳۲ھ کا فتویٰ |
| 179 | | علامہ یوسف سجستانی حنفی متونی ۶۳۸ھ کا فتویٰ |
| 180 | | امام زین الدین بن ابی بکر عماد الدین حنفی متونی ۶۵۱ھ کا فتویٰ |
| 180 | | علامہ شمس الدین سبط ابن الجوزی حنفی متونی ۶۵۱ھ کا فتویٰ |
| 180 | | امام قرطبی متونی ۶۵۶ھ کا فتویٰ |
| 181 | | علامہ مختار بن محمود زاہدی حنفی متونی ۶۵۸ھ کا فتویٰ |
| 181 | | علامہ قزوینی شافعی متونی ۶۶۵ھ کا فتویٰ |
| 181 | | شارح صحیح مسلم امام نووی شافعی متونی ۶۷۶ھ کا فتویٰ |
| 182 | | علامہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ حنفی متونی ۶۸۰ھ کا فتویٰ |
| 182 | | علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متونی ۶۸۳ھ کا فتویٰ |
| 182 | | امام مظفر الدین ابن الساعاتی حنفی متونی ۶۹۴ھ کا فتویٰ |
| 182 | | حافظ الدین ابوالبرکات نسفی حنفی متونی ۷۰۱ھ کا فتویٰ |
| 183 | | امام ابوالعباس السروجی حنفی متونی ۷۱۰ھ کا فتویٰ |
| 183 | | امام خازن متونی ۷۲۰ھ کا فتویٰ |
| 183 | | امام فخر الدین زیلیعی حنفی متونی ۷۴۳ھ کا فتویٰ |
| 183 | | امام محمد بن احمد اکاکی حنفی متونی ۷۴۹ھ کا فتویٰ |
| 184 | | علامہ امیر کاتب فارابی حنفی متونی ۷۵۸ھ کا فتویٰ |
| 184 | | امام سراج الدین غزنوی حنفی متونی ۷۷۳ھ کا فتویٰ |
| 184 | | علامہ ابن کثیر حنبلی متونی ۷۷۴ھ کا فتویٰ |
| 184 | | علامہ خلیل بن اسحاق مالکی متونی ۷۷۶ھ کا فتویٰ |

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

- 185 علامہ صدر الدین شافعی متوفی ۷۸۰ھ کا فتویٰ
- 185 شارح صحیح بخاری امام کرمانی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ
- 185 امام اکمل الدین محمد بن محمود بابر تہ حنفی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ
- 186 علامہ تھنازانی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ
- 186 علامہ ابی العز حنفی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ
- 186 امام ابو بکر بن علی المعروف بالحدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ کا فتویٰ
- 186 امام ابن الشنہ کبیر حنفی متوفی ۸۱۵ھ کا فتویٰ
- 187 قدوة الامت ابن قاضی سادہ حنفی متوفی ۸۲۳ھ کا فتویٰ
- 187 حافظ الدین ابن البرز از حنفی متوفی ۸۲۷ھ کا فتویٰ
- 188 علامہ یوسف بن عمر الصوفی حنفی متوفی ۸۳۲ھ کا فتویٰ
- 188 علامہ ابن المقری شافعی متوفی ۸۳۷ھ کا فتویٰ
- 188 علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ کا فتویٰ
- 188 شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ کا فتویٰ
- 189 تحقیق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی حنفی ۸۶۱ھ کا فتویٰ
- 189 مفسر ابو حفص بن عادل حنبلی متوفی ۸۸۰ھ کا فتویٰ
- 189 علامہ خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ کا فتویٰ
- 189 علامہ یعقوب پاشا حنفی متوفی ۸۹۱ھ کا فتویٰ
- 190 امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ کا فتویٰ
- 190 قاضی جگن گجراتی حنفی متوفی ۹۲۰ھ کا فتویٰ
- 190 علامہ ابن الشنہ الصغیر حنفی متوفی ۹۲۱ھ کا فتویٰ
- 191 علامہ ابراہیم طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ کا فتویٰ
- 191 شارح صحیح بخاری امام قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ کا فتویٰ
- 191 قاضی القضاۃ ابوالسعود العمادی حنفی متوفی ۹۵۱ھ کا فتویٰ

امام علی حنفی متوفی ۹۵۶ھ کا فتویٰ

| | | |
|-----|-------|---|
| 192 | | امام ٹمبک الدین محمد خراسانی قہستانی حنفی متوفی ۹۶۲ھ کا فتویٰ |
| 192 | | علامہ شرف الدین جواد حنبلی متوفی ۹۶۸ھ کا فتویٰ |
| 192 | | علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ |
| 193 | | امام شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ |
| 193 | | امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ کا فتویٰ |
| 193 | | مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی متوفی ۱۰۰۲ھ کا فتویٰ |
| 194 | | علامہ ربیع شافعی متوفی ۱۰۰۴ھ کا فتویٰ |
| 194 | | علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ کا فتویٰ |
| 194 | | شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ ترمذی حنفی متوفی ۱۰۰۶ھ کا فتویٰ |
| 195 | | ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ کا فتویٰ |
| 195 | | علامہ مصطفیٰ ابن خیر الدین ربیع حنفی متوفی ۱۰۲۵ھ کا فتویٰ |
| 195 | | علامہ ابوالحسن کبیر سندھی حنفی متوفی ۱۰۳۸ھ کا فتویٰ |
| 196 | | شیخ الاسلام محقق زمانہ نوعی زادہ حنفی متوفی ۱۰۴۴ھ کا فتویٰ |
| 196 | | علامہ ابوالسعادات بیہوتی حنبلی متوفی ۱۰۵۱ھ کا فتویٰ |
| 196 | | علامہ مصطفیٰ باری زادہ حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ کا فتویٰ |
| 197 | | محقق فقیہ شیخ زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ کا فتویٰ |
| 197 | | علامہ خیر الدین ربیع حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ کا فتویٰ |
| 198 | | علامہ محمود نقشبندی حنفی متوفی ۱۰۸۵ھ کا فتویٰ |
| 198 | | علامہ محمد علاؤ الدین ہکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ |
| 198 | | قاضی القضاۃ محمد بن الحسنی انقروی حنفی متوفی ۱۰۹۸ھ کا فتویٰ |
| 199 | | محمد صالح انصاری لاہوری حنفی کا فتویٰ |
| 199 | | مخدوم حامد آگہی ٹھٹھوی حنفی کا فتویٰ |
| 199 | | علامہ محمد عیسیٰ سندھی حنفی کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|--|
| 200 | | مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی حنفی متونی ۱۱۳۹ھ کا فتویٰ |
| 200 | | امام زرقانی مالکی متونی ۱۱۴۲ھ کا فتویٰ |
| 200 | | شیخ نظام متونی ۱۱۵۷ھ اور ہند کے مقتدر حنفی علماء کی جماعت کا فتویٰ |
| 201 | | مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی حنفی متونی ۱۱۷۱ھ کا فتویٰ |
| 201 | | علامہ ابوالسعود مصری حنفی متونی ۱۱۷۲ھ کا فتویٰ |
| 201 | | مخدوم عبدالحی سندھی حنفی کا فتویٰ |
| 201 | | مخدوم یوسف علی ٹھٹھوی حنفی کا فتویٰ |
| 202 | | شیخ محمد بن بابزید الاجی کا فتویٰ |
| 202 | | مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی ۱۱۷۴ھ کا فتویٰ |
| 203 | | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی متونی ۱۱۷۶ھ کا فتویٰ |
| 203 | | مخدوم منیڈ نو نصر پوری سندھی حنفی متونی ۱۱۸۱ھ کا فتویٰ |
| 203 | | علامہ مصطفیٰ الطائی حنفی متونی ۱۱۹۲ھ کا فتویٰ |
| 204 | | مخدوم پیر محمد ہالائی حنفی (متونی بارہویں صدی ہجری) کا فتویٰ |
| 204 | | علامہ محمد طاہر سنبل مکی حنفی متونی ۱۲۱۸ھ کا فتویٰ |
| 204 | | قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متونی ۱۲۲۵ھ کا فتویٰ |
| 204 | | شاہ عبد العزیز محدث دہلوی حنفی متونی ۱۲۳۹ھ کا فتویٰ |
| 205 | | علامہ صاوی مالکی متونی ۱۲۴۱ھ کا فتویٰ |
| 205 | | علامہ عبدالحفیظ عجمی حنفی متونی ۱۲۴۶ھ کا فتویٰ |
| 205 | | علامہ ابن عابدین شامی حنفی متونی ۱۲۵۲ھ کا فتویٰ |
| 206 | | علامہ سید عبدالغنی المیدانی حنفی متونی ۱۲۶۸ھ کا فتویٰ |
| 206 | | شاہ محمد مسعود محدث دہلوی حنفی متونی ۱۳۰۹ھ کا فتویٰ |
| 206 | | علامہ گل محمد حنفی (متونی بعد ۱۳۲۷ھ) کا فتویٰ |
| 206 | | مخدوم عبدالغفور ہمایونی حنفی متونی ۱۳۳۶ھ کا فتویٰ |
| 206 | | علامہ محمد نظام الدین ملتانی وزیر آبادی حنفی کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|---|
| 207 | | مجذہ دین وملت الشاہ امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ |
| 207 | | مولانا محمد عبداللہ (ڈھاکہ) کا فتویٰ |
| 207 | | استاذ الاساتذہ علامہ محمد قاسم یاسینی حنفی متوفی ۱۳۴۹ھ کا فتویٰ |
| 207 | | علامہ ابوالمصطفیٰ غلام احمد ملکانی حنفی متوفی ۱۳۵۴ھ کا فتویٰ |
| 208 | | صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ |
| 208 | | صدر الافاضل حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ |
| 208 | | مفتی محمد اجمل قادری حنفی متوفی ۱۳۸۳ھ کا فتویٰ |
| 208 | | مفتی مظہر اللہ دہلوی حنفی متوفی ۱۳۸۶ھ کا فتویٰ |
| 209 | | مفتی اعظم سندھ حنفی متوفی ۱۴۰۲ھ کا فتویٰ |
| 209 | | فقیہ نور اللہ نعیمی حنفی متوفی ۱۴۰۳ھ کا فتویٰ |
| 209 | | مفتی اعظم پاکستان حنفی متوفی ۱۴۱۳ھ کا فتویٰ |
| 209 | | مفتی جلال الدین امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۲ھ کا فتویٰ |
| 210 | | مفتی اقتدار احمد نعیمی کا فتویٰ |
| 210 | | مفتی محمد عبدالحی قادری حنفی کا فتویٰ |
| 210 | | مفتی محمد ابراہیم امجدی حنفی کا فتویٰ |
| 210 | | مفتی محمد اشتیاق احمد رضوی مصباحی حنفی کا فتویٰ |
| 211 | | مفتی محمد ہارون رشید قادری گجراتی حنفی کا فتویٰ |
| 211 | | مفتی محمد عماد الدین قادری حنفی کا فتویٰ |
| 211 | | مفتی محمد اویس امجدی حنفی کا فتویٰ |
| 211 | | مفتی محمد سمیر الدین مصباحی حنفی کا فتویٰ |
| 211 | | مفتی عبدالحمید مصباحی حنفی کا فتویٰ |
| 212 | | مفتی عبدالواحد حنفی کا فتویٰ |
| 212 | | سعودی علماء کے فتاویٰ |

| | | |
|-----|-------|---|
| 213 | | شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن غدیان کا فتویٰ |
| 213 | | شیخ عبدالرزاق عصفی کا فتویٰ |
| 213 | | شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید کا فتویٰ |
| 214 | | شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ |
| 214 | | شیخ عبدالعزیز آل شیخ کا فتویٰ |
| 214 | | شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ |
| 215 | | شیخ ابراہیم خضری کا فتویٰ |
| 216 | | دیگر عرب علماء کے چند فتاویٰ |
| 216 | | علامہ عبدالحمید طہماز کا فتویٰ |
| 216 | | شیخ محمد امین بن محمد المختار کا فتویٰ |
| 216 | | شیخ محمد حبیب اللہ کا فتویٰ |
| 217 | | شیخ محمد الخضر بن مایا با کا فتویٰ |
| 217 | | شیخ احمد بن احمد المختار کا فتویٰ |
| 217 | | مصری علماء کے فتاویٰ |
| 217 | | شیخ محمد شلتوت مصری کا فتویٰ |
| 218 | | شیخ محمد علی السالیں مصری کا فتویٰ |
| 218 | | اسلامی نظریاتی کونسل کا موقف |
| 218 | | بیک وقت تین بار طلاق کو جرم قرار دیا جائے |
| 219 | | دائرۃ الاوقات دبی کا فتویٰ |
| 221 | | دائرۃ الاوقاف کویت کا فتویٰ |
| 221 | | غیر مقلدوں کے فتاویٰ |
| 221 | | ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ کا فتویٰ |
| 222 | | علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ کا فتویٰ |
| 223 | | قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ کا فتویٰ |

| | | |
|-----|-------|---|
| 224 | | قاضی شوکانی غیر مقلد تھا |
| 224 | | حافظ عبداللہ روپڑی (غیر مقلد) کا فتویٰ |
| 225 | | مفتی محمد یسین شاہ (غیر مقلد) کا فتویٰ |
| 226 | | ڈاکٹر ابو جابر دامانوی (غیر مقلد) کا فتویٰ |
| 226 | | غیر مقلد مولوی عبد الجبار غزنوی کا فتویٰ |
| 226 | | غیر مقلد مصنف محمد اقبال کیلانی کا فتویٰ |
| 227 | | مولوی شرف الدین دہلوی (غیر مقلد) کا فتویٰ |
| | | غیر مقلد کی گواہی کہ صحابہ سے لے کر سات سو سال تک |
| 227 | | تین طلاق کو ایک شمار کرنا ثابت نہیں |
| | | تین طلاق کو ایک قرار دینا یہ مسلک صحابہ، تابعین و |
| 231 | | تابع تابعین کا نہیں |
| 231 | | تین کو ایک قرار دینے کا فتویٰ ابن تیمیہ کی ایجاد ہے |
| 232 | | تین کو ایک قرار دینا اہل ظاہر اور اہل تشیع کا مذہب ہے |
| 232 | | ابن تیمیہ کی گواہی |
| 233 | | مخالفین کے باطل استدلال اور ان کے جوابات |
| 233 | | پہلا باطل استدلال |
| 237 | | دوسرا باطل استدلال |
| 242 | | تیسرا باطل استدلال |
| 242 | | فہم متحد تین و فہم غیر مقلدین میں فرق |
| 244 | | اس روایت سے استدلال ساقط ہے |
| 244 | | پہلی بات |
| 245 | | دوسری بات |
| 245 | | صحیح مسلم کی روایت غیر صحیح ہے |

| | | |
|-----|-------|---|
| 246 | | دوسری وجہ |
| 247 | | تیسری وجہ |
| 248 | | طاؤس کی یہ روایت اس کا وہم ہے یا غلطی |
| 251 | | یہ حدیث مضطرب ہے |
| 252 | | یہ حدیث منسوخ ہے |
| 256 | | ایک غلط فہمی |
| 257 | | یہ حدیث حجت نہیں |
| 257 | | اس روایت کو علماء نے قبول نہیں کیا |
| 258 | | طاؤس کی روایت کا صحیح محمل |
| 258 | | پہلا احتمال |
| 261 | | دوسرا احتمال |
| 261 | | تیسرا احتمال |
| 265 | | ایک سوال |
| 266 | | ایک اشکال |
| 266 | | حدیث ابن عباس سے عدم تمسک |
| 267 | | طلاق ثلاثہ کا نفاذ اور متعہ کی تحریم |
| 268 | | چوتھا باطل استدلال |
| 269 | | مسند امام احمد کی روایت سے استدلال کا ابطال |
| 269 | | پہلی وجہ |
| 269 | | دوسری وجہ |
| 269 | | تیسری وجہ |
| 270 | | حضرت رُکبانہ کے تین طلاق دینے کے متعلق |
| 270 | | سنن ابوداؤد کی ایک شاذ روایت |

| | | |
|-----|-------|---|
| 271 | | پہلی وجہ |
| 271 | | دوسری وجہ |
| 272 | | اس روایت سے استدلال کا ساقط ہونا |
| 272 | | یہ روایت حلت و حرمت میں ناقابل استدلال ہے |
| 272 | | اس روایت میں احتمال |
| 273 | | حضرت زکّانہ کے متعلق صحیح روایت |
| 274 | | حضرت زکّانہ سے متعلق صحیح حدیث کی تقویت |
| | | عدالت و ضبط کے اعتبار سے حضرت زکّانہ سے |
| 279 | | متعلق ”البتہ“ والی احادیث |
| 281 | | امام ابن ماجہ کی روایت |
| 282 | | امام دارمی کی روایت |
| 283 | | غیر مقلدین کی گستاخی |
| 283 | | حرام کاری کو رواج دینا |
| 284 | | جمہور اسلاف اور ائمہ فتویٰ کا اتفاق |
| 285 | | جہالت اور افتراء |
| 287 | | حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ |
| 288 | | حلالہ کی شرعی حیثیت |
| 290 | | کس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہے؟ |
| 291 | | حدیث شریف کا مطلب |
| 291 | | کس صورت میں حلالہ مکروہ نہیں؟ |
| 291 | | کسی کے گھر کو تباہی سے بچانا |
| 292 | | حلالہ میں ہمہگیری شرط ہے |
| 293 | | پہلی دلیل |

| | | |
|-----|-------|---|
| 300 | | تیسری دلیل |
| 302 | | حلالہ میں انزال شرط نہیں |
| 302 | | انزال شرط نہ ہونے کی وجہ |
| | | حلالہ مشروط ہونے میں مدخول بہا |
| 303 | | اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں |
| 304 | | قریب البلوغ کا حلالہ کرنا |
| 305 | | مُراہق کسے کہتے ہیں؟ |
| 306 | | مُراہق کے نکاح سے آزادی کی صورت |
| 306 | | بچے کی طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ |
| 308 | | نکاح بشرط حلالہ |
| 308 | | حدیث شریف |
| 308 | | اس حدیث سے نکاح بشرط حلالہ کا باطل ہونا ثابت نہیں |
| 309 | | دلیل |
| 309 | | عقود کی دو قسمیں ہیں |
| 310 | | حدیث شریف صحت نکاح پر دال ہے |
| 311 | | لعنت کی وجہ |
| 311 | | حلالہ اور مَحْصَنہ میں فرق |
| 312 | | نکاح کے اصطلاحی معنی |
| 312 | | نکاح کی ایک شرط یہ بھی ہے |
| 313 | | حلالہ نکاح ہے تو اسے حلالہ کیوں کہتے ہیں؟ |
| 313 | | مَحْصَنہ کسے کہتے ہیں؟ |
| 313 | | نکاح مَوْثِق اور مَحْصَنہ میں فرق |
| 314 | | فقہ جعفریہ کی روشنی میں مَحْصَنہ |

| | | |
|-----|-------|--|
| 322 | | کیا حلالہ عورتوں کے لئے سزا ہے؟ |
| 325 | | حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی کہنا |
| 327 | | طلاق کو معطل کرنا |
| 328 | | تعطیل بالشرط جائز ہے |
| 328 | | حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک تعطیل بالشرط |
| 329 | | حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعطیل بالشرط |
| 329 | | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعطیل بالشرط |
| 330 | | تابعین کے نزدیک تعطیل بالشرط |
| 331 | | حدیث "نکاح سے قبل طلاق نہیں" کا مطلب |
| 333 | | بوقت نکاح طلاق کا اختیار حاصل کرنا |
| 334 | | حلالہ میں نکاح کے اعلان کا حکم |
| 335 | | نکاح کے لئے گواہی شرط ہے |
| 335 | | بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا |
| 337 | | اعلان نکاح کی حدیث |
| 338 | | نکاح کے اعلان سے مراد |
| 341 | | حلالہ کے بعد سابق شوہر کتنی طلاقیں کا مالک ہوگا؟ |
| 343 | | پہلی دلیل |
| 344 | | دوسری دلیل |
| 346 | | تیسری دلیل |
| 349 | | حلالہ کے بعد دوسرے شوہر کی عدت پہلے شوہر کے گھر گزارنا |
| 349 | | اللہ تعالیٰ کا حکم |
| 350 | | نکاح کی اجازت |
| 351 | | نکلنے کی اجازت |
| 352 | | نئے مکان کے تعین کا اختیار |

حرف اولیں

علمی و ادبی حلقوں میں مفتی اعظم سندھ شیخ الحدیث والنفیر شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں حضرت اپنی ساری زندگی دین متین کی خدمت کرتے رہے اور بعد وفات بھی آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے جو کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبزادہ گوٹھ ملیر کے احاطہ میں ہے آپ کی زندگی میں ہی آپ کے بے شمار شاگردوں نے مختلف مقامات پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا ان ہی میں سے ایک نام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی صاحب مدظلہ العالی کا ہے جنہوں نے پہلے پہل دو بی اور پھر شاہ بندر ٹھٹھہ میں درس و تدریس و افتاء کا سلسلہ شروع کیا اور پھر مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمہ کے وصال پر ان کے باغ کی آبیاری کے لئے ملیر کراچی تشریف لا کر درس حدیث اور افتاء کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنے ادارے کو غریب آباد ملیر جیسے پسماندہ علاقے میں منتقل کیا اس طرح غالباً ۱۹۹۴ء تک دونوں جگہ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ حضرت کی محنت و لگن کا نتیجہ ہے کہ آپ کے اکثر شاگرد آج درس و تدریس اور افتاء کے ذریعے دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ان ہی کے شاگرد خاص اور داماد ہیں۔ مفتی صاحب موصوف انتہائی مخلص، دین متین کی بے غرض خدمت کرنے والے اور انتہائی محنت اور لگن سے اپنے فرائض انجام دینے والے شخص ہیں ان کے فتاویٰ میں جامعیت اور تدبیر جھلکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی علم دین سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت روزانہ موٹر سائیکل پر ملیر سے میٹھادر کے دور دراز علاقے کا سفر کر کے درس و تدریس کے لیے ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے مرکزی دفتر نور مسجد کاغذی بازار تشریف لاتے ہیں نیز ہمارے ہاں دارالافتاء کا کام بھی آپ نے ہی شروع کیا ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت مفتی صاحب قبلہ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے اس کتاب میں حضرت

نے ”تین طلاق“ کے موضوع پر بڑی جامع اور مدلل بحث کی ہے نہ صرف قرآن و حدیث بلکہ

افعال، اقوال و آثار صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے آپ نے اپنے موضوع پر دلائل دیے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر بات باحوالہ اور مدلل ہے تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ اس کتاب کو ترتیب دینے والے ہماری تنظیم کے ناظم اعلیٰ اور ہمارے استاد محترم جناب محمد عرفان ضیائی صاحب ہیں۔ جبکہ فیضِ ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نعیمی دامت برکاتہما کی تصدیقات و تقاریض اور پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قادری، سرمایۂ اہلسنت مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب، مفتی اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق صاحب قادری دامت برکاتہم القدسیہ، اور شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تقاریض بھی شامل اشاعت ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی اس کتاب سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علم و عمل اور عمر میں خیر و برکت نازل فرمائے اور ان کو یوں ہی دین متین کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ حسن اتفاق کہ یہ ہمارے ادارے کی جانب سے شائع ہونے والی 100 ویں کتاب تھی۔ ادارہ چونکہ اپنے ممبران کے لئے ہر ماہ ایک مخصوص تعداد میں کتب و رسائل شائع کرتا ہے، ایک عرصہ سے یہ کتابیں ہمارے پاس بھی ختم ہو گئیں تھیں اور پھر علماء کرام اور عوام المسلمین کی طرف سے اس کی مسلسل مانگ کے پیش نظر ادارہ نے برکات المدینہ (بہار شریعت مسجد، بہادر آباد) کے تعاون سے کچھ اضافہ اور تصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تاکہ ملک بھر کے کتاب خانوں پر یہ کتاب ہر وقت دستیاب ہو سکے، امید ہے ہماری یہ کاوش اہل تحقیق کے لئے معاون اور متلاشیانِ حق کے لئے راہنما ثابت ہوگی۔

فقط

محمد سکندر قادری

صدر مدرس مدرسہ (درس نظامی)

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

تقاریظ

- ۱۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ
- ۲۔ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ
- ۳۔ حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ
- ۴۔ حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز خٹکی مدظلہ
- ۵۔ حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری مدظلہ

تقریظ

شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی والصلوة والسلام علی امام الانبیاء و علی آلہ و اصحابہ اجمعین
”طلاق ثلاثہ“ کا مسئلہ ابن تیمیہ کی بدعات سے ہے یعنی تین طلاقیں بیک وقت وقوع
کا انکار جمہور سے ہٹ کر اپنا عندیہ (جیسا کہ ابن تیمیہ کی عادت تھی) اسی نے مداخلت فی
الدین کا ارتکاب کیا عرصہ تک تو نجدیوں نے اسکی پیروی کی چند سالوں سے نجدی بھی اس مسئلہ
میں جمہور کے ساتھ آ کر ملے ہیں لیکن غیر مقلدین (وہابی) تا حال ابن تیمیہ سے چمٹے ہوئے
ہیں۔ (انوار الباری شرح البخاری از احمد رضا بجنوری تلمیذ انور شاہ کشمیری دیوبندی)

علمائے اہلسنت احناف نے اپنے مؤقف پر بھرپور دلائل سے ابن تیمیہ اور اسکے
ہمنواؤں کا رد کیا متعدد تصانیف و رسائل معرض وجود میں آئے۔

فقیر نے چند مقامات کو دیکھا راحت و مسرت ہوئی اللہم زد فزُد بیساختہ زبان سے
سرزد ہوا خدا کرے زور قلم ہو اور زیادہ۔

فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زید مجذہ نے اس موضوع کو خوب
نبھایا قرآن و حدیث مبارکہ کے علاوہ صحابہ کرام و تابعین عظام و مذاہب اربعہ اور جمہور ائمہ
علماء کی تصریحات سے مسئلہ کو بہترین انداز میں موثق فرمایا ہے طرفہ یہ کہ خود غیر مقلدین کے
صنادید سے مسئلہ ہذا کی تائیدات لائے ہیں اور انکے اعتراضات کے جوابات تسلی بخش لکھے
ہیں۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ فتاویٰ کی ترتیب مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد عرفان
ضیائی مدظلہ نے دی ہے یہ فتاویٰ پر سونے پر سہاگہ کا کام ہو گیا ہے۔

مولیٰ عزوجل مفتی صاحب زید مجذہ اور مرتب گرامی سلمہ کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیب الکریم الامین

مدینے کا بھکاری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان۔ وارد کراچی باب المدینہ، ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس فقیر نے، فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلمہ کی کتاب ”طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم“ کو کہیں کہیں سے پڑھا، جہاں جہاں سے بھی پڑھا تو اسے خوب سے خوب تر پایا، شستہ اردو، عام فہم زبان، دلائل و براہین کا ایک سیلاب، ہر بات مدلل، اصل عبارتوں کی نقل، ہر بات بحوالہ کتب، قرآنی آیات کا متن، جہاں احادیث سے استدلال کیا وہاں حدیث کا پورا متن مسئلہ زیر بحث پر جتنے عنوانات ممکن تھے ان پر بحث، تین طلاقوں کو ایک کہنے والوں کا ردِ بلیغ، ان کے تقریباً تمام شکوک و شبہات جو زیر بحث مسئلہ میں پیدا ہوئے ان کے جوابات، طلاق کے لغوی معنی و اصطلاحی معنی، طلاق کی اقسام، احسن طلاق اور طلاق حسن، طلاق بدعی، نشہ میں طلاق دینے کا حکم، بالجبر طلاق دلوائی گئی اس کا حکم، حلالہ کے متعلق اہم گفتگو، متعہ کے جواز کے قائلین کی سرزنش، مسئلہ زیر بحث پر جدید صحابہ کرام و تابعین اور علماء علیہم الرضوان کے اقوال و فتاویٰ اور ان کا عمل اس جیسے کئی نوادرات آپ اس کتاب میں پائیں گے۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ فاضل نوجوان مصنف کی ان مسائل پر کافی و شافی گرفت ہے میں سمجھتا ہوں جو لوگ تین طلاقوں کو ایک گردانتے ہیں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اب ان کو حقیقت کو مان لینے سے گریز نہیں کرنا چاہئے ساتھ ہی ہمارے زمانے کے وہابیہ جو اس مسئلہ میں اہلسنت کو گمراہ کر رہے ہیں ان کے بھی مسکتو بات اس کتاب میں موجود ہیں۔

میں اپنی بے انتہا مصروفیت کی وجہ سے بالاستیعاب تو نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی میں نے پڑھا دل کو ایک طمانیت حاصل ہوئی میری دانست میں جہاں عوام کیلئے یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے اتنی ہی علماء کے لئے بھی مفید ہے اس لئے کہ ماخذ و مراجع اس حسن

و ترتیب سے ہیں کہ ہر عالم کو اس کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے، لوگوں کو گمراہی و بے راہ روی سے راہ ہدایت پر آنے کا بھی ثواب مرحمت فرمائے اور موصوف کی عمر و علم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین تم آمین

بجاہ نبی کریم

علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

امیر جماعت اہلسنت پاکستان، کراچی

یکم ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

۱۴ فروری ۲۰۰۲ء

تقریظ

سرماۃ الہدٰی حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی مدظلہ العالی
 دین اسلام وہ مذہب مُہدّب ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات سے
 متعلق واضح ہدایات و تعلیمات ذکر کیں۔ بنیادی احکام و مسائل بیان فرمائے۔ مہد سے
 لیکر لحد تک کوئی شعبہ تشنہ نہیں چھوڑا جس میں راہنمائی نہ کی ہو۔ ازدواجی حوالہ سے ایک
 پہلو میاں بیوی کے باہمی حقوق و تعلقات بڑی اہمیت کے حامل ہیں ان میں اگر توازن
 قائم نہ ہو تو ناہمواری پیدا ہو جاتی ہے اور تعلقات ناخوشگوار ہو جاتے ہیں اور حالات اس
 قدر کشیدہ ہو جاتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان طلاق ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل
 طلاق کی بہت کثرت ہے۔ اس کا اندازہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زید مجدّد سے مختلف اوقات
 میں دریافت کئے گئے طلاق سے متعلق استفتاء سے بھی ہوتا ہے۔ ہر دارالافتاء میں یہی
 صورت حال ہے کہ صبح طلاق شام طلاق۔ محّی مفتی محمد عطاء اللہ زید مجدّد نے طلاق سے
 متعلق مسائل کے جو جوابات دیئے ہیں ان کو قرآن و احادیث صحیحہ، اقوال جمہور صحابہ اور
 مستند فقہاء متقدمین و متأخرین کے فتاویٰ جات سے مرصع کیا طرز بیان سادہ اور عام فہم
 ہے۔ جس سے ہر خاص و عام مستفید ہو سکتا ہے اس رسالہ طلاق کے ذریعہ مسائل طلاق
 سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ لوگوں کو آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسالہ کی قبولیت
 و مقبولیت اور مُجیب مُصیب کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و علی الہ و صحبہ اجمعین

عبدالعزیز حنفی غفرلہ

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء

دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين

والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين

و على اله الطيبين الطاهرين و أصحابه الهادين المهديين

اما بعد! فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلمہ نے مسئلہ طلاق ثلاثہ (بیک وقت وقوع طلاق ثلاثہ) پر بڑی محنت کے ساتھ تحقیقی فتویٰ لکھا ہے اور بھرپور دلائل قاطعہ سے ابن تیمیہ اور ان کے متبعین غیر مقلدین (وہابیوں) کی اچھی طرح سے خبر لی ہے۔ علماء اہلسنت احناف کے مذہب حقہ کی حقانیت کو دلائل سے واضح کیا ہے۔ قرآن و حدیث کے علاوہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور جمہور علماء کی تصریحات سے مسئلہ طلاق ثلاثہ کو مؤید فرمایا ہے اور مخالفین کے باطل مستدلّات کا دلائل کی روشنی میں جواب باصواب دیا ہے پورا رسالہ ناچیز کی نظر سے گزرا ہے پڑھ کر خوشی اور مسرت ہوئی۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ قُرْذُکَ دَعَائِیَہ کَلِمَاتِ زَبَانِ سَے بِنُحُوذِ سِرِّ دُہُوئے اور بڑی خوشی کی بات کہ اس رسالہ کے فتاویٰ کی ترتیب حضرت علامہ مولانا محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ العالی نے دی ہے۔ دعا ہے کہ ربِّ کریم جلّ شانہ بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ مؤلف صاحب اور مرتب صاحب کو علمی ترقی عطا فرمائے اور مزید دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

٢٦ شعبان المعظم ١٢٢٢ هـ

شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم انوارالمجد دیتہ العظیمیہ

محلہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

اس پرفتن اور آوارگی کے دور میں کلمہ پڑھنے والے مرد اور عورتیں، گمراہوں کا سہارا لے کر ان پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ شکوک شبہات سے نہیں بچتے، اجماع اور جمہور کے فیصلہ کو پس پشت ڈال کر ایک کمزور ترین اور مجروح راستہ اختیار کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی واضح نصوص اور احادیث نبویہ کثیرہ اور جمہور بلکہ اجماع صحابہ و اہل بیت کا انکار کر کے عیاشی سے کام لے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ بد عملی سے بد مذہبی تک پہنچ رہے ہیں۔ نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ حلال کم اور حرام زیادہ پھیل رہا ہے۔ جوش میں ہوش سے کام نہیں لیتے پھر نادام ہوتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب ”تعارف ابن تیمیہ“ میں ابن تیمیہ کے مفردات کا بیان کیا ہے۔ طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا یہ بھی ابن تیمیہ کے مفردات میں سے ہے کہ یہ خوارج کا امام تھا کچھ لوگ اس کی تابعداری کر کے تین طلاق کو ایک قرار دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زید زخندہ کو جنہوں نے طلاق کے مباحث کو تحقیق سے بیان فرمایا ان کی کتاب ”لا جواب“ طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم میں ”طلاق مکروہ“ کی بحث سرسری نگاہ سے پڑھی اور ”طلاق ثلاثہ“ کی بحث کے اکثر حصہ کو پڑھا، ماشاء اللہ تعالیٰ موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ صراط مستقیم ہے۔ فن حدیث اور اصول حدیث اور جرح قدح کے سمندر میں مفتی صاحب نے غوطہ لگا کر موتی چنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تہمیں اور غیر مقلدین کے رد کے لئے لا جواب تحقیق ہے، حضرت مولانا محمد عرفان صاحب قادری اور جمعیت اشاعت اہلسنت کے لئے بھی تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ جن کی مساعی جلیلہ سے حق کی نشر و اشاعت ہو رہی ہے۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ کثرت مصروفیات اور ذہن پر بوجھ نہ ہوتا تو بہت کچھ لکھتا، تحقیق مزید رقم کرتا۔ فی الحال انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام

محمد منظور احمد فیضیؒ

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ و فیض الاسلام،

احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور، پاکستان

المستفیض از قطب الاقطاب خواجہ فیض محمد شاہ جمالی و والد کریم، غزائی زماں امام کاظمی، قطب مدینہ امام ضیاء الدین مدنی، مفتی احمد یار خان نعیمی، قلندر پیر غلام یاسین شاہ جمالی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں، قطب مکہ شیخ سید محمد امین رحمہ اللہ، درمہم اللہ تعالیٰ و افاض اللہ تعالیٰ علی من یشاء (یہ کلمات منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے تحریر کردہ ہیں اور حضرت نے جب یہ تقریر رقم فرمائی اس وقت آپ عالمگیر اسلامی و دینی تحریک دعوت اسلامی کے ادارے ”جامعہ المدینہ“ گلستان جوہر، کراچی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا و مولانا محمد و على اله
و اصحابه اجمعين

اسلام ایک عالمگیر و آفاقی مذہب ہے اس لئے اسلام نے استحکام معاشرہ کے لئے
نہایت وسیع اقدامات کئے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بہت جامع تعلیمات پیش فرمائی
ہیں۔

مطالعہ اسلام سے واضح ہوتا ہے استحکام معاشرہ کے لئے لازم ہے کہ معاشرہ کی
بنیادی اِکائی یعنی فرد کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا جائے اور اس پر باقاعدہ عمل کیا
جائے۔

پھر انسان مدنی الطبع ہے لہذا وہ مل جل کر رہے گا تو تب ہی وہ اپنے وظائف صحیح
طور پر ادا کر سکے گا اور یقیناً معاشرہ میں سب سے پہلی نظر مدنیت کی آتی ہے تو ایک گھر کا
تھوڑا ذہن میں اُجاگر ہوتا ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ اسلام کا اصل ہدف جو استحکام
معاشرہ ہے یہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک گھر میں مکمل اطمینان کی کیفیت نہ ہو۔
اور گھر میں اطمینان اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گھر کے دونوں بنیادی ارکان
میاں و بیوی کے آپس کے معاملات خوشگوار ہونگے اور یہ حالات و معاملات خوشگوار
ہونگے احکام اسلامی پر عمل کرنے سے لیکن افسوس کہ تعلیمات دینی سے بے خبری اور
دوری کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ اور اس کے اکثر گھر بے چینی کا شکار ہیں۔ ذرا ذرا سی
بات پر طلاق کی نوبت آ جاتی ہے اور اسلام کی مقررہ کردہ یہ حدود و بازیچہ اطفال بنتی نظر
آتی ہیں بہت ضرورت ہے کہ علماء اسلام اس طرف توجہ فرمائیں تاکہ صحیح اسلامی معاشرہ

کے حقیقی قیام و استحکام کی طرف پیش قدمی ہو سکے۔
 زیر نظر کتاب طلاق جیسے اہم مضمون پر مشتمل ہے طلاق آج محض اسکی حقیقت سے
 بے خبری اور اس کے غلط استعمال کی وجہ سے پریشانی کی صورت اختیار کر گئی ہے۔
 کتاب کے ملاحظہ سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب کے مُصنّف حضرت علامہ مفتی
 محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ ایک انتہائی بالغ نظر عالم دین ہیں جنہوں نے تمام
 زاویوں پر پوری پوری توجہ مبذول فرما کر حقیقت طلاق اور طلاق کی تمام صورتوں پر
 مفصل و مدلل گفتگو فرمائی ہے اور طلاق کے سلسلہ میں بھی مسلمانوں میں دورِ حاضر میں
 پائے جانے والے غیر مقلدین کے ایک فتنہ پر گھل کر ہر اعتبار سے کلام محقق ارشاد فرمایا
 ہے۔

اللہ تعالیٰ جلّ شانہ مصنف حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی و مرتب حضرت
 علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو تمام
 مسلمانوں کے لئے ذریعہ اصلاح بنائے۔ آمین

فقیر محمد اشفاق احمد غفرلہ

خادم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم

خانیوال

پیش لفظ

چند دن ہوئے ہمارے دیرینہ دوست اور ساتھی جناب محمد فاروق صاحب جن کا تعلق ناگوری برادری سے ہے میرے پاس تشریف لائے مختلف مسائل پر بات چیت جاری تھی دوران گفتگو تین طلاقوں کا مسئلہ زیر بحث آیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ غیر مقلد حضرات کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے عام لوگوں میں عموماً اور ان کی برادری میں خصوصاً بہت غلط طریقے سے جڑ پکڑ رہا ہے چونکہ ان کے علاقے میں غیر مقلد حضرات کچھ زیادہ تعداد میں ہیں اور انہوں نے اپنے مسلک کے پھیلاؤ کے لیے اس مسئلہ کو ایک اہم ذریعہ بنایا ہوا ہے اس لیے ہر وہ شخص کہ جس سے طلاق جیسا فعل سرزد ہو جاتا ہے وہ بعض اوقات تو لاعلمی اور غیر مقلدین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے اور بعض اوقات جان بوجھ کر صرف اور صرف دنیاوی مفاد کے پیش نظر کسی غیر مقلد دارالافتاء سے رجوع کرتا ہے اور کچھ رقم خرچ کر کے تین طلاقوں کو ایک طلاق لکھوا لیتا ہے اور اس کے بعد ساری زندگی حرام کاری میں گزارتا ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ "تین طلاقوں کے مسئلہ" پر کسی سنی عالم دین کی کوئی ایسی کتاب شائع ہونی چاہیے کہ جس میں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف صالحین سے اس مسئلہ کی کما حقہ وضاحت ہوتا کہ عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ غیر مقلدین کے دام فریب سے نجات دلائی جائے بلکہ ان کو اس حرام کاری سے بھی بچایا جائے۔

چنانچہ میں نے اس مسئلے پر لکھی گئی علمائے اہلسنت و جماعت کی کتابوں کو دیکھنا شروع کیا کسی کتاب میں صرف قرآن و حدیث کے ذریعے اس مسئلے کی وضاحت کی گئی تھی تو کسی میں صرف آثار و افعال صحابہ کے ذریعے اپنے موضوع پر دلائل دیے گئے تھے جبکہ وقت کی ضرورت یہ تقاضہ کر رہی تھی کہ کوئی ایسی جامع اور مبسوط تحریر ہو جس میں قرآن و حدیث اور اقوال و افعال صحابہ و تابعین سے اس مسئلہ کی وضاحت ہونے کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر تک کے جمہور علماء کا موقف بیان ہو اور مخالفین کے باطل مُسند لات کا کافی شافی جواب بھی موجود ہو۔ نیز اس تحریر میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ہر بات باحوالہ، مدلل اور اتنی آسان پیرائے میں ہو

کہ ہر آدمی اس سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔

حسن اتفاق سے میری نگاہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب پر پڑی جو کہ ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے تحت جاری شبینہ کلاسوں میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے دارالافتاء کی مسند پر بھی متمکن ہیں موصوف کم سخن، سنجیدہ طبیعت اور انتہائی لگن، خلوص اور محنت سے اپنا کام کرنے والے ایک با علم و با عمل شخص ہیں میں نے مفتی صاحب قبلہ سے اپنا یہ مسئلہ عرض کیا تو انہوں نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے باوجود اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر قلم اٹھانے کی حامی بھر لی۔ میں نے اس کتاب کو ترتیب دیتے وقت ہمارے دارالافتاء سے جاری کیے گئے مفتی صاحب قبلہ کے ہی چند فتاویٰ مثلاً طلاق کے معنی و اقسام، طلاق دینے والے کے اوصاف، نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم، عورت کا نکاح کے وقت اپنے لیے طلاق کا حق حاصل کرنا، زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم، نابالغ، مجنون اور نیند کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم نیز حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ شامل اشاعت کر دیے ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت میں یک گونہ اضافہ ہو گیا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج ہمارے ہاتھوں میں تین طلاقوں کے مسئلہ پر ایک ایسی تحریر ہے جو کہ اپنے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ العالی اور سرمایہ اہلسنت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد صاحب نعیمی مدظلہ العالی کی فتاویٰ پر تصدیقات نے اس کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفتی صاحب قبلہ کے علم میں عمر میں اور عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کو مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط

محمد عرفان قادری ضیائی

ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

طلاق کے متعلق چند فتاویٰ

طلاق کے معنی و اقسام

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی ازدواجی زندگی میں نہایت غیر اطمینانی محسوس کر رہا ہوں اور جدائی ناگزیر پاتا ہوں، نباہ کی ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ لی مگر دوسری جانب سے کوئی خاطر خواہ تعاون نہیں۔ بچے کوئی نہیں، لہذا دونوں باہم متفق ہیں کہ معاملہ ختم ہو جانا چاہیے۔ محترم مفتی صاحب میں آپ کی راہنمائی کا طلبگار ہوں کہ برائے مہربانی مجھ پر بیان فرمائیں کہ طلاق کی حقیقت کیا ہے؟ نیز طلاق دینے کے کون کون سے طریقے ہیں؟ اور ان میں سب سے بہتر کونسا ہے کہ گناہ کا عنصر نہ پایا جائے؟ برائے مہربانی ہماری راہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

طلاق کے لغوی معنی:

”لسان العرب“ میں ہے:

”التَّطْلِيقُ: التَّخْلِيَةُ، وَالْإِرْسَالُ، وَحَلُّ الْعَقْدِ“ (۱)

یعنی، ترک کر دینا اور چھوڑ دینا اور گرہ کھولنا۔

”کتاب الفقہ“ میں طلاق کے لغوی معنی حَلُّ الْقَيْدِ (بیڑی یا بندش کھولنا) ہے۔

چاہے قید جیسی ہو جیسے قَيْدُ الْأَسِيرِ (قیدی کی بندش) اور قَيْدُ الْفَرَسِ (گھوڑے کی

بندش)۔ یا معنوی ہو جیسے قَيْدُ النِّكَاحِ۔ (۲)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں، طلاق بمعنی تطلق ہے جیسے سلام بمعنی

۱۔ لسان العرب، المجلد (۱۰)، حرف القاف مع الطاء، ص ۲۲۹

۲۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الأربعة، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، تعریفہ، ص ۲۷۸

تسلیم، کہا جاتا ہے:

”طَلَّقَ يُطَلِّقُ تَطْلِيقًا وَطَلَّقْتُ (بِفَتْحِ اللَّامِ) تَطَلَّقَ طَلَاقًا فَهِيَ طَالِقٌ
وَطَالِقَةٌ أَيْضًا“۔ (۳)

اور لکھتے ہیں:

”هُوَ لَغَةٌ رَفَعُ الْقَيْدِ مُطْلَقًا مَا خُوِذَ مِنْ إِطْلَاقِ الْبَعِيرِ وَهُوَ إِرسَالٌ
مِنْ عِقَالِهِ“۔ (۴)

یعنی، وہ لغت میں مطلقاً قید اٹھانا ہے جو ”إطلاق البعير“ سے
ماخوذ ہے اور وہ اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کو کھولنا ہے۔

طلاق کے اصطلاحی معنی:

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

”وَفِي الشَّرْعِ: رَفَعُ قَيْدِ النِّكَاحِ وَيُقَالُ: حُلُّ عُقْدَةِ التَّزْوِيجِ“۔ (۵)
یعنی، شرعاً وہ نکاح کی قید کو اٹھا دینا ہے اور کہا گیا، شادی کی گرہ
کھولنا ہے۔

علامہ ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں، الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے
مال نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ جو صراحۃً یا کنایۃً
طلاق پر مشتمل ہوں، اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے قاضی کی
تفریق بھی شامل ہے۔ طلاق بایںہ کی وجہ سے نکاح کی قید فی الفور اٹھ جاتی ہے اور طلاق
رجعی کی وجہ سے نکاح کی قید از روئے مال اٹھ جاتی ہے۔ (۶)

۳۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، ص ۲۲۵

۴۔ شرح الكنز للعینی، الجزء (۱)، کتاب الطلاق، ص ۱۳۸

أيضاً عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، ص ۲۲۵

۵۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۴)، کتاب الطلاق، ص ۲۲۵

۶۔ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۴۱۰

طلاق کن حالات میں دی جائے؟

طلاق صرف اور صرف ناگزیر حالات میں دی جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ شوہر کو اگر بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَعَا شَرُّوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (۷)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنز الایمان)

اور حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ"۔

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

عَنْ مَحَارِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ"۔ (۸)

یعنی، حضرت محارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال فرمایا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ اسلامی ہدایات یہ ہیں کہ طلاق صرف اور صرف ان حالات میں دی جائے جب نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے ورنہ شوہر پر لازم ہے کہ اختلاف کی صورت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے۔ طلاق اگر ناگزیر ہو جائے تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر طلاق دے۔

طلاق کی اقسام:

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن، حسن اور بدعی۔ طلاق دینے والے کو چاہئے کہ وہ طلاق کے احسن طریقہ کو اختیار کرے یا پھر حسن کو اور طلاق بدعی سے احتراز کرے اگرچہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے مگر گناہ ہے۔

۱۔ احسن طلاق: احسن طلاق کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مجامعت بھی نہ کی ہو تو ان ایام میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے یہاں تک کہ تین حیض (یعنی ماہواریاں) گزر جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے اُسے چاہیے کہ ایک طلاق دے پھر چھوڑ دے کہ عورت تین حیض (یعنی ماہواریاں) گزارے۔

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: اگر لوگ طلاق کی حد کو پہنچ جائیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے پھر تین ماہواریاں گزارنے تک چھوڑ دے تو وہ اپنی طلاق پر نادم نہیں ہوتا۔

اور ان ہی سے مروی ہے کہ ”حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) نے بیان کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان (طلاق دینے میں) اس کو مستحب جانتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دی جائے پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ (۹)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی نقل کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک طلاق دے کر عدت گزرنے تک چھوڑ دینے کو مستحب جانتے تھے اور ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کی مذکورہ بالا روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۱۰)

طلاق احسن کے فوائد: جب کوئی شخص طلاق احسن طریقہ پر دیتا ہے تو

تین ماہ واریوں تک مرد کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔
اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو اسے بھی اپنے مطالبے پر غور کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور عین ممکن ہے کہ عورت اپنا مطالبہ ترک کر دے۔

اگر طلاق کی نوبت عورت کے غلط طرز عمل کی وجہ سے آئی ہو تو عورت کو اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھنے کے لئے اپنے طرز عمل کو تبدیل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

عدت گزرنے تک مرد کو رجوع کا اختیار رہتا ہے۔
بالفرض مرد دورانِ عدت رجوع نہ بھی کرے پھر بھی عدت گزرنے کے ساتھ صرف نکاح ختم ہوتا ہے طلاق مغلطہ واقع نہیں ہوتی کہ طلاق مغلطہ کے بعد سوائے حلالہ شرعیہ کے نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی جبکہ طلاق احسن کی صورت میں عدت کے بعد بھی اگر حالات سازگار ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲۔ طلاق حسن: طلاق حسن کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے

۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۲) ما يستحب من طلاق السنة

کیف ہو؟، ص ۵، الحدیث: ۱-۴-۵

۱۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق

پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں پہلی طلاق دے۔
اس کے بعد جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں
دوسری طلاق دے دے پھر جب ایک ماہواری اور گزر جائے تو بغیر مقاربت کئے
پاکیزگی کے اس دور میں تیسری طلاق دے دے، اسے طلاقِ سنت بھی کہتے ہیں۔

چنانچہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: "طَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا فِي كُلِّ طَهْرٍ
تَطْلِيقَةً"۔ (۱۱)

یعنی، حضرت عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ طلاقِ سنت یہ ہے کہ مرد
عورت کو ہر طہر (پاکیزگی کے زمانہ) میں ایک طلاق دے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حضور ﷺ
نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب ماہواری سے پاکیزگی
کا دور آئے تو ہر ماہواری کے بعد پاکیزگی کے دور میں ایک طلاق دے۔ (۱۲)
اور طلاق اس طہر (پاکیزگی کے زمانے) میں ہو جس میں مقاربت نہ کی ہو چنانچہ
امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ لکھتے ہیں:

"وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ"

یعنی، اور طلاقِ سنت یہ ہے کہ طلاق طہر میں بغیر جماع کے دی
جائے۔

اور امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما کے لئے فرمایا:

۱۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۳) الاختیار للزوج أن لا يطلق
إلا واحدة، ص ۵۴۳، الحدیث: ۱۴۹۴۷

۱۲۔ الدرابة فی تعریج أحادیث الهدایة علی هامش الهدایة، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق
السنة، ص ۳۵۵

”إِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمْسُ“۔ (۱۳)

یعنی، اگر وہ طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے۔

اسی طرح امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا جب اس کی بیوی ماہواری سے پاک ہو جائے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس پاکیزگی کی مدت میں اس سے مقاربت نہ کی ہو۔ (۱۴)

اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ”مَنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَ السُّنَّةَ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ،

فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ“ (۱۵)

یعنی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص سنت کے مطابق

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے طلاق دینا چاہے اسے چاہئے کہ

پاکیزگی کے ایام میں جماع کئے بغیر طلاق دے۔

اور امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: ”طَلَّاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيقٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِ

جَمَاعٍ فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى، فَإِذَا حَاضَتْ وَ

طَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى الْخ“ (۱۶)

یعنی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: طلاق

۱۳۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱) قول اللہ الخ، ص ۴۱۰،
الحديث: ۵۲۵۱

۱۴۔ صحیح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، ص ۵۴، الحديث: ۱۴۷۱

۱۵۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۲) وجه الطلاق الخ، ص ۲۳۷،
الحديث: ۱۰۹۷۲

۱۶۔ السنن الكبرى للنسائي، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۲)، طلاق السنة، ص ۳۴۲،
الحديث: ۱/۵۵۸۷

سنت وہ طلاق ہے جو پاکی کے زمانہ میں ہمبستری کئے بغیر دی جائے، پھر جب وہ حیض والی ہو اور پاک ہو تو اُسے دوسری طلاق دی، پھر جب وہ حیض والی ہو اور حیض سے پاک ہو تو اُسے (تیسری) طلاق دے۔ الخ

امام احمد بن حنبل (۱۷) اور اُن سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۸) روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا:

فَإِذَا طَهَّرَتْ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، أَوْ لِيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أُمِرَ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ“

یعنی، پس جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اُسے ہمبستری کرنے سے قبل جدا کر دے یا چاہئے کہ روک لے، پس یہی عِدَّت ہے عورتوں کو اسی پر طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔
اس حدیث کے بارے میں عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں:

وإسناده صحيح (۱۹)

یعنی، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

اور امام احمد (۲۰) سے دوسری روایت ہے کہ جسے علامہ ابن کثیر (۲۱) نے نقل کیا:

”فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا حِينَ تَطْهَرُ قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ“

۱۷- المسند ۲/۵۴، ۱۰۲

۱۸- جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، (۲۴۳) نافع أبو عبد اللہ المدنی مولیٰ ابن عمر عنہ، ص ۱۱۶، ۱۲۵، الحديث: ۱۶۶۹، ۱۶۹۷

۱۹- تحقیق جامع المسانید و السنن ۱۱۶/۲۹

۲۰- المسند: ۲/۱۶۴

۲۱- جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، (۲۴۳) نافع عنہ، ص ۲۲۱، الحديث: ۱۹۹۸

یعنی، پس اگر وہ چاہے تو جب وہ ماہواری سے پاک ہو تو ہمبستری کرنے سے قبل اُسے طلاق دے دے، پس یہی وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

طلاق حسن کے فوائد: اگر کوئی شخص حسن طریقہ پر طلاق دیتا ہے تو اسے تیسری طلاق دینے تک اپنے فیصلہ پر غور و فکر کا موقع میسر آتا ہے۔

اگر خامی مرد کی طرف سے ہوگی تو اتنے عرصے میں دوسری یا تیسری طلاق سے پہلے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائیگا اور وہ ازدواجی تعلقات منقطع کرنے سے باز رہے گا۔ اور مطالبہ اگر عورت کی طرف سے ہو تو اسے اپنا مطالبہ ترک کرنے کے لئے سوچ و بچار اور اپنے رشتہ داروں سے مشورے کا موقع ملتا ہے۔

طلاق کی وجہ اگر عورت کا غلط طرز عمل ہو تو اسے اتنے عرصے میں اپنے طرز عمل کو درست کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عورت اگر ازدواجی تعلقات کو بچانا چاہتی ہو تو ہر صورت میں وہ پہلی یا دوسری طلاق کے بعد اپنے طرز عمل کو درست کر لے گی یا اس کے ماں، باپ، بہن، بھائی اس پر دباؤ ڈال کر تبدیلی پر آمادہ کر لیں گے۔

مرد جب پہلی طلاق دے گا اور ماہواری کے وقفے کے بعد دوسری طلاق دے گا تو عورت کو یقین ہو جائے گا کہ میرے شوہر نے پہلی طلاق کے بعد اگر دوسری طلاق بھی دے دی تو وہ تیسری طلاق دینے سے بھی باز نہیں آئے گا اگر وہ اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہتی ہوگی تو اپنی روش درست کر لے گی۔

۳۔ طلاق بدعی: اس کی چند صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دینا:

ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دینا خواہ ایک ساتھ ہوں جیسے تم کو تین طلاقیں دیں یا کلماتِ متعدّدہ کے ساتھ ہوں جیسے تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی۔

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا، ”میرے سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟“ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! میں اسے قتل نہ کر دوں۔ (۲۲)

اور امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۲۳)، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۲۴) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۲۵) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک ایسا شخص آیا جس نے غصہ میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے“، اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈراتو میں تیرے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق دینے کا جس طریقہ سے حکم دیا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔ (۲۶)

۲۲۔ سنن النسائی، المجلد (۳)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۶) الثلاث المجموعة الخ، ص ۱۴۲،

۱۴۳، الحدیث: ۳۳۹۸

۲۳۔ سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) بقية نسخ المراجعة الخ، ص ۴۴۹،

الحدیث: ۲۱۹۷

۲۴۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۸۸۲، ۳۹۸۹، ص ۱۱-۱۲-۳۲

۲۵۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۱۳) الإختیار للزوج أن

لا يطلق إلا واحدة، ص ۵۴۲، الحدیث: ۱۴۹۴۴

۲۶۔ صحيح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱) تحريم طلاق الحائض

الخ، ص ۵۵، الحدیث: ۴- (۱۴۷۱)

لہذا بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں۔

دوسری صورت: عورت کے ماہواری یا خونِ ولادت کے ایام میں طلاق دینا:

ماہواری کے ایام میں طلاق دینا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ (۲۷)

ترجمہ: اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے

وقت پر انہیں طلاق دو۔ (کنز الایمان)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے عہد رسالت ﷺ میں اپنی بیوی کو ماہواری کی حالت میں ایک طلاق دی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس طلاق سے رجوع کریں پھر ماہواری ختم ہونے تک بیوی کو رکھیں پھر جب وہ ماہواری سے پاک ہو جائے تو ایک حیض گزرنے تک اسے مہلت دیں اور جب وہ اس دوسری ماہواری سے پاک ہو جائے اور وہ اس کو طلاق دینا چاہیں تو ماہواری سے پاکیزگی کے اس دور میں طلاق دیں بشرطیکہ پاکیزگی کے اس دور میں بیوی سے مجامعت نہ کی ہو اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینا کا حکم دیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے عبید اللہ کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا جو طلاق دی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا اس طلاق کو شمار کیا گیا۔ (۲۸)

اور یہی سوال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کیا گیا، چنانچہ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۹) روایت کرتے ہیں اور ان سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۳۰) نقل

۲۷۔ الطلاق: ۱/۶۵

۲۸۔ صحیح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱) تحریم طلاق الحائض،

ص ۵۴، الحدیث: ۲ (۱۴۷۱)

۲۹۔ المسند، المجلد (۲)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ص ۱۲۸

جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۸)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، أنس بن سیرین،

کرتے ہیں کہ یہی سوال انس بن سیرین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

وَمَا لِي لَا أَعْتَدُ بِهَا

یعنی، مجھے کیا ہوا کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق شمار نہ کرتا۔

شیخ احمد بن احمد المختار الحکیمی الشنقیطی لکھتے ہیں کہ دارقطنی کی شعبہ سے روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ (ابن عمر کی حالت حیض میں دی ہوئی) طلاق شمار کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ اور لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی شعبہ تک ثقات ہیں۔ (مواعب الحلیل: ۱۴۲/۳-۱۴۳)

تیسری صورت: پاکیزگی کے جن ایام میں مجامعت کی ہو ان ایام میں طلاق دینا:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”اگر تو طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے۔“ (۳۱)

لہذا پاکیزگی کے جس دور میں مجامعت کی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے۔ طلاق بدعی کے نقصانات: تیسری طلاق آخری حد ہے۔ اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے تیسری طلاق دینے سے قبل غور و فکر کرنے کا موقع احسن اور حسن طریقہ پر طلاق دینے کی صورت میں میسر آتا ہے۔ بیک کلمہ یا بیک وقت یا بیک مجلس یا بیک طہر تینوں طلاقیں دینے میں یہ موقع نہیں ملتا پھر سوائے ندامت، پشیمانی و پریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسی لئے بکثرت احادیث و آثار میں اس طرح تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا گیا ہے اور اس طرح طلاق دے کر بندہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے۔

۳۱۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱) قول اللہ ﷻ، ص ۴۱۰،

طلاق بدعی گناہ ہے:

اور طلاق بدعی دینا گناہ ہے اور دینے والا گنہگار ہوتا ہے چاہے تینوں صورتوں میں سے کسی صورت پر بھی دے۔ لہذا اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو احسن یا حسن طریقہ پر دی جائے یہی دو طریقے جواز کے ہیں اور تیسرا طریقہ (طلاق بدعی) عدم جواز کا ہے اگرچہ اس طریقہ پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق دینے والے کے اوصاف

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طلاق دینے والے میں کن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو سکے؟ بینوا وتوجروا عند اللہ

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

طلاق دینے والے کا عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

”و يقع طلاق کل زوج إذا کان عاقلًا بالغًا“۔ (۳۲)

یعنی، ہر شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ وہ عاقل بالغ ہو۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا

طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ“۔ (۳۳)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ ہر طلاق واقع ہے سوائے بوہرے کی طلاق کے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ: ”وَكُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ“۔ (۳۴)

یعنی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ”ہر طلاق واقع ہے سوائے معتوہ

(یعنی بوہرے) کی طلاق کے“۔

شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ روایت نقل کرتے ہیں

کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ“۔ (۳۵)

یعنی، ہر طلاق واقع ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

اور امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تین اشخاص مرفوع القلم ہیں ایک سویا ہوا شخص جب تک نہ جاگے مرفوع القلم

ہے، دوسرا بچہ جب تک بالغ نہ ہو مرفوع القلم ہے، اور مجنون جب تک اسے جنون سے

إفاقہ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے“۔ (۳۶)

لہذا معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کے لئے دو صفوں عقل اور بلوغ کا اکٹھا پایا جانا

ضروری ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

۳۳۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوہ،

ص ۲۴۴، الحدیث: ۱۱۹۱

۳۴۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق الخ، ص ۴۱۶

کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۲۵۰

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نشہ والے کی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ واقع نہیں ہوتی کیونکہ حالت نشہ میں جب نماز نہیں ہوتی تو طلاق کیسے ہوگی؟ اور بعض لوگ حضرت ماعز بن مالک کے واقعہ سے دلیل لیتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بینوا و توجروا عند اللہ
باسمہ تعالیٰ وتقّدر

الجواب:

”نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے، افیون کی پیگ میں طلاق دے دی تو بھی واقع ہو جائے گی“۔ (۳۷)
حدیث شریف میں ہے:

”ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، هَزْلُهُنَّ جِدٌّ، النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ،
وَالرَّجْعَةُ“۔ (۳۸)

- ۳۷۔ بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، احکام فقہیہ، ص ۸
۳۸۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۹) ما جاء فی الحدّ والهزل، ص ۲۴۰، الحدیث: ۱۱۸۴
ایضاً سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۹) فی الطلاق علی الهزل، ص ۴۴۷، الحدیث: ۲۱۹۴
ایضاً سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۳) من طلق أو نکح أو راجع لاعباً، ص ۵۱۵

یعنی، تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے، نکاح، طلاق اور رجوع کرنا۔

اور حدیث شریف میں ہے:

”كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ“۔ (۳۹)
یعنی، ہر (شوہر کی) طلاق واقع ہے سوائے اُس بوہرے کی طلاق
کے جس کی عقل پر بوہرہ بہن غالب ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے:

”كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ“۔ (۴۰)
یعنی، ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔
مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
صحابہ و تابعین کے نزدیک سکران کی طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:-

- ☆ مجاہد نے کہا سکران (نشہ میں مست) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔
- ☆ حسن اور محمد نے کہا نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے اور اُس کی پیٹھ پر مارا جائے۔
- ☆ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔
- ☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز سکران (نشہ والے) کی طلاق کو جائز قرار دیتے اور اسے کوڑے مارتے۔

☆ امیر اہم نخعی نے فرمایا نشہ والے کی طلاق جائز ہے۔

☆ میمون بن مہران نے فرمایا اُس کی طلاق جائز ہے۔

☆ حمید بن عبدالرحمن نے کہا اُس کی طلاق واقع ہے۔

- ☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نشہ والے کی طلاق کو جائز قرار دیا۔
- ☆ امام زہری نے فرمایا نشہ والا جب طلاق دے یا غلام آزاد کرے تو طلاق ہو جائے گی اور غلام آزاد ہو جائے گا اور اُس پر حد قائم کی جائے گی۔
- ☆ شعبی نے فرمایا سکران کی طلاق جائز ہے اور اُس کی پیٹھ پر حد لگے گی۔
- ☆ حاکم نے کہا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کے نشہ میں طلاق دے تو اُس کی طلاق کچھ نہیں اور جو شیطانی نشہ میں طلاق دے تو اُس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔
- ☆ قاضی شریح فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔ (۴۱)
- علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں مجاہد اس طرف گئے کہ سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح محمد، حسن، سعید ابن المسیب، ابراہیم بن یزید نخعی، میمون بن مہران، حمید بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار، شعبی، سالم بن عبد اللہ، اوزاعی اور ثوری نے بھی یہی کہا کہ سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ (۴۲)
- امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں امام مالک نے بیان کیا کہ حضرت سعید ابن المسیب اور سلیمان بن یسار سے سکران (نشہ والے) کی طلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو دونوں نے فرمایا: سکران (نشہ والا) جب طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر وہ قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا اور امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔
- اسی طرح امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم سے روایت کیا تو انہوں نے فرمایا: سکران (نشہ والے) کی طلاق وعتاق (غلام

۴۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۳۴) من أجاز طلاق السكران،

ص ۳۰-۳۱، الحدیث: ۱-۳-۴-۵-۶-۸-۹-۱۰-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶

۴۲۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق الخ،

آزاد کرنا) دونوں واقع ہوتے ہیں۔

اور فرمایا، امام حسن بصری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، سکران (نشے والے) کی طلاق وعتاق (آزادی) دونوں واقع ہوتے ہیں۔ (۴۳)

پہلا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

اور قرآن کی اس آیہ کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ﴾ سے بھی استدلال باطل ہے کیونکہ خطاب کا حالت سکر (نشہ) میں ہونا ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کا حالت سکر (نشہ) میں امر اور نہی سے خطاب فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ باری تعالیٰ نے اسے قائم العقل کے مثل اعتبار کیا ہے ورنہ عدیم العقل کو خطاب نہیں کیا جاتا۔ لہذا ہم بھی سکران (نشے والے) کو حالت سکر (نشہ) میں قائم العقل اعتبار کر کے وقوع طلاق کا حکم لگاتے ہیں۔

دوسرا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حضرت ماعز بن مالک ؓ کے واقعہ سے استدلال قابل قبول نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے توحد زنا کو ساقط کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ شاید تو نے شراب پی ہے اور نشہ میں زنا کا اقرار کر رہا ہے کیونکہ حدیث سے ساقط ہو جاتی ہے۔

چنانچہ امام ابو بکر بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

فبين في هذا أنه قصد إسقاط إقراره بالسكر كما قصد إسقاط

إقراره بالجنون، فدل أن لا حكم لقوله: ومن قال بالأول أجاب

عنه بأن ذلك كان في حدود الله تعالى التي تدرك بالشبهات

والله أعلم۔ (۴۴)

۴۳۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلع والطلاق، باب (۳۴) من قال يجوز طلاق

السكران الخ، ص ۵۸۹، الحديث: ۱۵۱۱۲

السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلم والطلاق، باب (۳۵) من قال لا يجوز طلاق

یعنی، اس حدیث میں تو یہ بیان ہے کہ نبی ﷺ نے سکر (نشہ) سے ان کے اقرار کو ساقط کرنے کا قصد فرمایا جیسا کہ بخون سے اُسے ساقط کرنے کا قصد فرمایا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے قول پر حکم نہیں لگے گا اور جس نے پہلی بات کہی (یعنی حضرت ماعز کی حدیث سے ثابت ہوا کہ نشہ والے کی طلاق نہیں ہوتی) تو اسے جواب دیا جائے گا کہ وہ (نشہ والے کے قول کا اعتبار نہ کرنا) حدود اللہ میں تھا جو کہ شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

لہذا نشہ والے کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زبردستی دلوائی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر واقع ہو جاتی ہے تو مخالفین کے ان دلائل کا کیا جواب ہوگا کہ حالتِ اکراہ (جبر) میں منکرہ (مجبور) سے اختیار سلب ہو جاتا ہے اس لئے اس کا طلاق دینا اپنے اختیار و رضا سے نہیں ہوتا تو وہ طلاق بھی معتبر نہیں ہوتی دوسرا نبی ﷺ کا ارشاد ہے میری امت سے خطا اور بھول چوک اور اس چیز کو اٹھالیا گیا ہے جو ان سے زبردستی کرائی جائے۔ اسی طرح حدیث ہے ”لَا طَلَّاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي غُلَاقٍ“ (طلاق اور عتاق حالتِ اکراہ میں واقع نہیں ہوتے) کا کیا مفہوم

ہے.....؟ بینوا بالبرهان وتوجروا عند الرحمن

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

مکرہ (یعنی جس پر زبردستی کی گئی ہو اس) کی طلاق واقع ہو جائے گی۔
چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۴۵)، امام ابو داؤد سلیمان بن
اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۴۶)، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ (۴۷) اور
امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ
وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ"

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے۔
نکاح، طلاق اور رجعت۔

جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور نبی ﷺ کا فیصلہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۴۹) نے عقیلی سے، امام ابن ہمام متوفی
۸۶۱ھ (۵۰) نے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن
عمران بیان کرتے ہیں کہ

۴۵۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق واللعان، باب (۹) ماجاء فی الحدّ والہزل فی
الطلاق، ص ۲۴۰، الحدیث: ۱۱۸۴

۴۶۔ سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۹) فی الطلاق علی الہزل، ص ۴۴۷،
الحدیث: ۲۱۹۴

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۳) من طلق أو نکح أو راجع لأعباء،
ص ۵۰۵، الحدیث: ۲۰۳۹

۴۸۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۳، الحدیث: ۳۸۹۵

۴۹۔ الدرایۃ فی تعریج أحادیث الہدایۃ علی هامش الہدایۃ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق

السنة، فصل، ص ۳۵۸

أَنَّ رَجُلًا كَانَ نَائِمًا، فَقَامَتِ امْرَأَتُهُ، فَأَخَذَتْ سِكِّينًا، فَجَلَسَتْ عَلَى صَدْرِهِ، فَقَالَتْ لَتُطَلِّقَنِي ثَلَاثًا أَوْ لَأَذِبحُكَ فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: "لَا قَبُولَ فِي الطَّلَاقِ"۔

یعنی، ایک شخص سو رہا تھا تو اس کی بیوی اٹھی اور ہاتھ میں چھری لے کر اُس کے سینے پر بیٹھ گئی، کہنے لگی مجھے تین طلاقیں دے ورنہ میں تجھے ذبح کر دوں گی تو اُس شخص نے تین طلاقیں دے دیں، پھر اُس نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا طلاق میں قبولہ نہیں ہے۔

جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ:

امام ابو بکر احمد ابن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے جبراً اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس نے تین طلاقیں دے دیں فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَؓ: فَأَبَانَهَا مِنْهُ۔ (۵۱)

یعنی، تو یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس شخص کی بیوی اس سے جدا کر دی۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ روایت نقل کرتے ہیں:

وَرُويَ أَيْضًا عَنْ عُمَرَؓ أَنَّهُ قَالَ: "أَرْبَعُ مُبْهَمَاتٍ مُقْفَلَاتٍ لَيْسَ فِيهِنَّ رَدٌّ، النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ وَالصَّدَقَةُ"۔ (۵۲)

یعنی، اور حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا چار مبہمات مقفلات ہیں جن میں رد نہیں ہوتا، وہ چار یہ ہیں

۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۲۱) ما جاء في طلاق المکره،

ص ۵۸۶، الحدیث: ۱۵۱۰۰

۵۲۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، فصل، ص ۳۴۴

نکاح، طلاق، حیات (غلام آزاد کرنا) اور صدقہ۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے اسی واقعہ میں عمرو بن شراحیل سے

روایت کیا کہ

فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ: فَأَمَضَى طَلَاقَهَا، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ، وَ

كَذَا عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ۔ (۵۳)

یعنی، یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو آپ نے

انہیں نافذ فرمادیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل

مروی ہے، اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے۔

حضرت ابن عمر کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ منکرہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔ (۵۴)

تابعین عظام کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ہشیم بن یسار نے امام شعبی

تابعی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ منکرہ (مجبور) کی طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے، آپ نے

فرمایا وہ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں، اور ابراہیم نخعی تابعی نے فرمایا، منکرہ (مجبور) کی طلاق

واقع ہوتی ہے، اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیب منکرہ (مجبور) کی طلاق کو

جائز قرار دیتے تھے، قاضی شریح تابعی نے منکرہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار دیا ہے اور

۵۳۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق والکره الخ،

۵۴۔ الدرایة فی تعریج أحادیث الهدایة علی هامش الهدایة، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق

ابو قلابہ تابعی نے مکرّہ (مجبور) کی طلاق کو جائز (یعنی اقع) قرار دیا ہے۔ (۵۵)

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ تابعین میں امام شعی، ابو قلابہ بھی مکرّہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔ (۵۶)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: ابن حزم نے کہا امام زہری، قتادہ، اور سعید بن جبیر کے نزدیک مکرّہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔ (۵۷)

مُحَقِّق عَلَی الْاِطلاَق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: مکرّہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور امام شعی، نجی اور ثوری نے بھی یہی کہا۔ (۵۸)

ایک باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حالتِ اگرہ (جبر) میں وی گئی طلاق کے عدم وقوع کے قائل کہتے ہیں کہ اگرہ (جبر) اُس اختیار کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوتا جو (اختیار) تصرّف شرعی میں معتبر ہوتا ہے بخلاف ہازل کے کیونکہ وہ طلاق بولنے میں مختار ہوتا ہے اور اُس کے حکم پر راضی نہیں ہوتا، اِس کے جواب میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح مکرّہ (مجبور) طلاق بولنے میں کامل اختیار فی السبب کے ساتھ مختار ہے مگر وہ حکم پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ اُس نے دو برائیوں کو پہچانا ہے (یعنی ایک جان کا ضرر اور دوسری بُرائی بیوی کی جدائی) ان دونوں میں سے آسان کو اُس نے اختیار کیا (یعنی جان بچائی اور بیوی چھوڑ دی) الخ (۵۹)

۵۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۴۸) من یرئ طلاق المکرہ

جائزاً، ص ۳۹، الحدیث: ۱-۲-۴-۵-۶

۵۶۔ الدرایۃ فی تعریج احادیث الہدایۃ علی هامش الہدایۃ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق

السنة، فصل، ص ۳۵۸

۵۷۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق، ص ۲۵۹

۵۸۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۳۴۴

۵۹۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۳۴

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں

وهذا اية القصد والاختيار إلا أنه غير راضٍ بحكمه وذلك غير
محلّ كالهزل (۶۰)

یعنی، یہ منکرہ (مجبور) کے قصد اور اختیار کی دلیل ہے (یعنی اُس
نے قصد اپنے اختیار کے ساتھ طلاق دی) مگر (فرق اتنا ہے کہ)
وہ اُس کے حکم (یعنی بیوی کی جدائی) پر راضی نہیں اور راضی نہ ہونا
کچھ واقع ہونے کو نخل نہیں جیسے ہزل ☆ کرنے والا۔

تو معلوم ہوا اگر اہ (جبر) میں منکرہ (مجبور) کا اختیار سلب نہیں ہوتا (یعنی نہیں
چھٹتا) کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے زیادہ آسان کو اختیار کرتا ہے یہی اس بات کی دلیل
ہے کہ اس کا اختیار سلب نہیں ہوا۔

طالغ اور منکرہ میں فرق:

طالغ اور منکرہ میں فرق صرف یہ ہے کہ طالغ (راضی) طلاق کا قصد کرتا ہے تو اُس
کا مقصود اور ہوتا ہے اور باعث اور، یعنی اس کا مقصود جدائی ہوتا ہے اور باعث وہ ہوتا
ہے جس کی وجہ سے وہ اس اقدام تک پہنچتا ہے اور منکرہ (مجبور) جو طلاق کا قصد کرتا
ہے۔ اُس کا مقصود جان بچانا ہوتا ہے اور باعث اگر اہ (جبر) ہوتا ہے۔ بہر حال قصد
طلاق دونوں سے پایا جاتا ہے دونوں قصد طلاق دیتے ہیں اسی لئے دونوں کی طلاق

۶۰۔ الهدایۃ، المجلد (۱)، الجزء (۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، فصل، ص ۲۵۰
☆ ہزل عوارض مکتنبہ (کمائے ہوئے) میں سے ہے ہزل، چٹ کی ضد ہے اس کے لغوی معنی لعب وعبث کے ہیں اور
اصطلاح شریعت میں ہزل اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے معنی موضوع لہ مراد ہوں اور نہ معنی غیر موضوع لہ،
بلکہ اس سے مذاق اور تمسخر مقصود ہو چنانچہ صاحب حسامی لکھتے ہیں ہزل کی تفسیر لعب (کھیل) ہے اور وہ یہ ہے کہ
شے سے اس کا غیر موضوع لہ کو مراد لیا جائے اسی کے تحت صاحب النامی نے لکھا کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ہزل
اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے حقیقی معنی مراد ہوں اور نہ مجازی (حسامی مع النامی، جلد ۲)، باب القیاس،

واقع ہو جاتی ہے۔

اور طلاق طوعاً و کرہاً (یعنی برضا اور بلا رضا) برابر ہے جیسے یمین (قسم) طوعاً و کرہاً برابر ہوتی ہے اور جبر طلاق کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا جیسے یمین (قسم) کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا۔

طلاق بخوشی دی جائے یا بخوشی نہ دی جائے، برضاء دی جائے یا بغیر رضاء کے دی جائے، واقع ہو جائے گی۔ ہازل بھی تو وقوع طلاق پر راضی نہیں ہوتا پھر بھی اُس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق میں رضا کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مخالفین کی پیش کردہ احادیث کا جواب:

(۱) مخالفین کی پیش کردہ پہلی حدیث کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے لئے عموم نہیں تو ایسا حکم جو احکام دنیوی اور احکام اخروی دونوں کو شامل ہو مراد لینا جائز نہیں یا تو حکم دنیوی مراد ہوگا یا حکم اخروی تو بالاجماع حکم اخروی مراد ہے اور وہ (اخروی حکم) مؤاخذہ ہے۔ (۶۱)

تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت سے جو کام خطاء یا بھول سے ہو جائے یا اُن سے زبردستی کرایا جائے تو آخرت میں اُن سے اس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم اس سے حکم دنیوی مراد لیں تو مراد یہ ہوگی کہ اگر کوئی خطاء یا بھولے سے طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوگی یا اگر کوئی خطاء یا بھولے سے کسی کو قتل کر دے تو اُس پر مؤاخذہ نہ ہوگا یا اگر کوئی خطاء یا بھولے سے شراب پی لے تو اُس پر حد نہیں لگے گی حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حالت اِکْزَاہ (جبر) میں اپنی منکوحہ کی ماں سے وطی (جماع) کر لے تو واطی (جماع کرنے والے) پر منکوحہ اور اُس کی ماں دونوں حرام ہو جاتی ہیں جب ان صورتوں میں اِکْزَاہ (جبر) ترثیب احکام کو مانع نہیں تو وقوع طلاق کو بھی مانع نہیں۔

لہذا اس حدیث شریف سے مراد حکم آخروی ہی متعین ہوگا اور وہ مواخذہ ہے۔

(۲) مخالفین کی پیش کردہ دوسری حدیث ”لَا طَّلَاقَ فِيْ اَغْلَاقٍ“ یعنی اغلاق میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اغلاق کا معنی اِکْزَاہ (جبر) کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ اس حدیث شریف میں امام ابوداؤد و سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے ”اغلاق“ کی تفسیر ”غضب“ کے ساتھ کی ہے۔ اور حدیث جس باب کے تحت ذکر کی اُس کا نام رکھا ہے ”باب فی الطلاق علی غیظ“ یعنی حالت غیظ میں طلاق دینے کے بیان میں باب (۶۲) اسی طرح ”نصب الراية“ (۳/۲۹۷) میں ہے۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے ”اغلاق“ اور ”اِکْزَاہ“ کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ (۶۳)

یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ”اغلاق“ کا معنی ”اِکْزَاہ“ (جبر) نہیں ہے۔

اور امام ابو عبد اللہ فضل اللہ بن الحسن التورپشتی متوفی ۶۶۱ھ لکھتے ہیں: میں نے بعض اہل علم کو پایا کہ وہ ”اغلاق“ کی تفسیر ”غضب“ کرتے ہیں اور ”اغلاق“ کی وہ تفسیر جو اس سے پہلے گزری وہ اس تفسیر سے زیادہ درست نہیں ہے۔ (۶۴)

اور علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں کہ معنی اسی وقت درست ہو سکتے ہیں جب ہم ”اغلاق“ کی تفسیر ”غضب“ سے کریں جیسا کہ امام ابوداؤد نے کی ہے اور غضب میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ اس حالت (یعنی غصہ کی حالت) میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (۶۵)

تو اغلاق کا معنی غیظ و غضب ہوگا اور جمہور کے نزدیک حالت غیظ و غضب میں

۶۲۔ سنن أبی داود، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب فی طلاق علی غیظ، ص ۲۹۸، ایچ، ایم سعید

۶۳۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق والکفر

والسکران، والمجنون الخ، ص ۴۱۶

۶۴۔ کتاب المیسر فی شرح مصابیح السنة، المجلد (۳)، کتاب النکاح، باب (۱۰) العلق و الطلاق،

الحدیث: ۲۳۶۵، ص ۷۷۵

۶۵۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱۱) فی الطلاق فی الأغلاق الخ، ص ۲۵۹

طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ

وَأَمَّا حُكْمُ الطَّلَاقِ فِي الْغَضَبِ فَإِنَّهُ يَقَعُ۔

یعنی، حالتِ غضب کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ مخالفین کے تینوں اعتراضات کے جوابات ہو گئے اور اسلام کا نظریہ اپنی جگہ قائم رہا کہ ملزہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

غُصَّہ میں طلاق کا حکم:

غُصَّہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک معمولی غُصَّہ جس میں طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ عینی نے فرمایا غُصَّہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرا وہ غُصَّہ جس کی حدّت جنون اور پاگل پن تک پہنچا دے ایسے غُصَّے میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ وہی غُصَّہ ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے ”لَا طَّلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي أَغْلَاقٍ“ یعنی، اَغْلَاق میں طلاق اور عِتَاق واقع نہیں ہوتے۔ اور ”اَغْلَاق“ سے مراد وہ ”غُصَّہ“ ہے جس میں عقل تکلفی زائل ہو جائے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶ھ لکھتے ہیں ”طلاق اکثر غُصَّے ہی میں دی جاتی ہے اور غُصَّہ میں جو طلاق دی جاتی ہے واقع ہوتی ہے۔ مگر جب کہ غُصَّہ اس حد کا ہو کہ عقل تکلفی زائل ہو جائے کہ غُصَّہ کی حدّت میں مجنون اور پاگل کی طرح ہو جائے کہ اُسے کچھ امتیاز ہی باقی نہ رہے جو کچھ کہے اُس کا علم نہ رہے کہ کیا کہتا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر واقع میں اس حد کا غُصَّہ نہ ہو اور لوگوں پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ کیا کہا تو اپنے اس جھوٹے بیان سے مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا اور وہ بیان، طلاق کو عند اللہ منع نہ کرے گا۔“ (۶۶)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نابالغ، مجنون اور سوئے ہوئے شخص کی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص سورہا ہو، نیند کی حالت میں طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں، نیز یہ کہ کس شخص کی دی گئی طلاق نافذ نہیں ہوتی؟ بینوا و توجروا عند اللہ
باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

نابالغ یا مجنون یا سوئے ہوئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

احادیث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ"۔

یعنی، اُمُّ الْمُؤْمِنِینِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے، اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، اور مجنون سے یہاں تک کہ عاقل ہو یا اُسے جنون سے افاقہ ہو۔

دوسری حدیث ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنْ

الصَّغِيرِ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ، وَعَنِ النَّائِمِ“۔ (۶۷)

یعنی، حضرت علی بن ابی طالب ؑ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صغیر (بچے)، اور مجنون اور سونے والے سے قلم اٹھایا جاتا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَ عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ“۔ (۶۸)

یعنی، حضرت علی ؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگے، اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو، اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ عاقل ہو۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ، بچے اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

تابعین عظام کا عمل:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں کہ ہم نے تابعین میں سے امام شعی، حسن بصری اور ابراہیم نخعی سے نقل روایت کی:

أَنَّهُمْ قَالُوا: لَا يَحُوزُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَلَا عِتْقُهُ حَتَّى يَحْتَلِمَ۔ (۶۹)

۶۷۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۵) طلاق المعتوه والصغير والنائم،

ص ۵۱۶، ۵۱۷، الحديث: ۲۰۴۱-۲۰۴۲

۶۸۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۳۳) لا يحوز طلاق الصبي

حتى يبلغ الخ، ص ۵۸۸، الحديث: ۱۵۱۰۹

۶۹۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۳۳) لا يحوز طلاق الصبي

یعنی، کہ انہوں نے فرمایا بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس کی طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) جائز نہیں (یعنی وہ طلاق دے گا تو واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ کسی غلام یا باندی کو آزاد کرے گا وہ آزاد نہ ہوں گے)۔

اور بوہرے کی طلاق کا حکم یہ ہے کہ بوہرہ پن غالب ہو تو وہ مجنون کی مثل ہے اور اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور جب افاقہ ہو جائے تو وہ عاقل کی مثل ہے اور اُس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ"۔ (۷۰)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر طلاق نافذ ہے مگر معتوہ (یعنی بوہرے) مغلوب العقل کی۔

حدیث شریف میں مذکور ”جائز“ سے مراد ”نافذ“ ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی

۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

المراد بالجواز هنا النفاذ۔ (۷۱)

یعنی، یہاں جواز سے مراد نفاذ ہے۔

اہل علم کا عمل:

امام ترمذی مذکور حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ لَا يَجُوزُ إِلَّا أَنْ

۷۰۔ جامع الترمذی، المجلد (۱)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ما جاء في طلاق المعتوه،

يَكُونُ مَعْتُوها يُفِيْقُ الْأَحْيَانُ فَيُطَلِّقُ فِي حَالِ إِفَاقَتِهِ۔ (۷۲)
 یعنی، اہل علم صحابہ وغیرہم کا اسی پر عمل ہے کہ مَعْتُوہ (بوہرے)
 مغلوب العقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایسا بوہرہ جس کے
 بوہرہ پن میں کبھی افاقہ ہوتا ہو تو حالتِ افاقہ میں اُس کی طلاق
 واقع ہو جاتی ہے۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

لا يقع طلاق الصبي وإن كان يعقل والمجنون والنائم

والمعتوه۔ (۷۳)

یعنی، بچہ اگر چہ عاقل ہو اور مجنون اور سونے والے اور مَعْتُوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

والد کے کہنے پر طلاق دینا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید
 شادی شدہ خوشگوار زندگی گزار رہا ہے اس کی بیوی صوم و صلوٰۃ کی پابند اور شوہر کی
 فرمانبردار ہے اور زید اب تک بے اولاد ہے۔ اس لئے زید کے والد بھند ہیں کہ اپنی
 بیوی کو طلاق دے دو۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے والد کے کہنے
 پر طلاق دی تھی۔ ان حالات میں زید کیا کرے۔ بغیر کسی غلطی کے طلاق دے تو ظلم نہ

۷۲۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق واللعان، باب (۱۵) ما جاء في طلاق المعتوه،

ص ۲۴۴، الحدیث: ۱۱۹۱

ص ۲۴۳، فصل، ص ۲۴۳

ہوگا؟ اور اگر نہیں دیتا تو والد کی نافرمانی ہوگی۔ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

طلاق اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ:

طلاق اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”اَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ“ (۷۴)

یعنی، حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

”مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضًا إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ“۔ (۷۵)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے اُن میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

بلا وجہ مطالبہ طلاق:

اور ترمذی شریف میں ہے:

”أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ

الْجَنَّةِ“۔ (۷۶)

یعنی، جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اُس پر

۷۴۔ سنن أبی داود، المجلد (۳)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۳) فی کراهیة الطلاق، ص ۶۴،
الحدیث: ۲۱۷۱

۷۵۔ سنن أبی داود، المجلد (۳)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۳) فی کراهیة الطلاق، ص ۶۴،
الحدیث: ۲۱۷۰

جنت کی بوجہ حرام ہے۔

اور حدیث شریف ہے:

”أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِغَيْرِ النُّشُوزِ، فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“۔ (۷۷)

یعنی، جو عورت بلا نثوز شوہر اس سے (طلاق) خلع لے اُس پر اللہ
تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اس لئے طلاق سے جس قدر ممکن ہو بچنا چاہئے کیونکہ بلا وجہ طلاق دینا شرعاً
پسندیدہ امر نہیں ہے۔

عورت جب فرمانبردار ہو:

عورت جب شوہر کی فرمانبردار ہو تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ﴾ (۷۸)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو اُن پر زیادتی کی کوئی

راہ نہ چاہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أَي لَا تَطْلُبُوا الْفِرَاقَ وَعَلَيْهِ حَدِيثُ ”أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ

الطَّلَاقُ“ (۷۹)

یعنی، آیت سے مراد یہ ہے کہ جدائی نہ چاہو، اور اس پر دلیل یہ

حدیث ہے کہ ”حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے

ناپسندیدہ طلاق ہے“۔

اسلامی تعلیمات:

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ حتی الامکان اس رشتے کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائے اور طلاق ناگزیر حالات ہی میں دی جائے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہو تو بھی اُن سے اس تعلق کو قائم رکھتے ہوئے اچھا برتاؤ کرو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں بھلائی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اُس میں بھلائی کرے۔ (کنز الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

جہاں تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے والد کے کہنے پر طلاق دینے کا تعلق ہے تو امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے نقل ہیں:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَبِي أَنْ أَطْلِقَهَا فَأَيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلِّقِ امْرَأَتَكَ"۔ (۸۱)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں اپنی بیوی سے محبت رکھتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کراہت کرتے تھے، تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ "اے طلاق دے

دو“ میں نے نہیں دی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبد اللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو“

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ والد کے کہنے پر طلاق دینا واجب ہو جاتی ہے بلکہ واجب اُس صورت میں ہے جب والدین حق بجانب ہوں اور جب حق بجانب نہ ہوں تو واجب نہیں۔

والدین کے کہنے پر کب طلاق دے اور کب نہ دے؟

جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۱۳ھ ایک سوال (اگر ساس بہو میں جھگڑا ہو جائے اور غلطی بھی ساس کی ہو اور ماں اپنے بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو! اور اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے تو کیا اس صورت میں والدین کی اطاعت کی جائے یا نہیں؟) کے جواب میں لکھتے ہیں ”علماء یہ فرماتے ہیں اگر والدین حق پر ہوں تو اُن کے کہنے سے طلاق دینا واجب ہے اگر بیوی حق پر ہو جب بھی ماں کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے“۔ (۸۲)

اور صورت مسئلہ میں جو وجہ بتائی گئی ہے اس میں عورت بے بس ہے اولاد دینا نہ دینا قدرت کے اختیار میں ہے بندے کے اختیار میں نہیں لہذا عورت جب بے قصور ہے تو زید والد کے کہنے پر طلاق نہ دے تو گناہ نہیں۔ اگر دے تو جائز ہے کیونکہ ایک مباح امر ہے اگرچہ اُبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ سے ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی.....؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں نیز صحابہ کرام و تابعین عظام اور مذاہب اربعہ و جمہور علمائے اُمت کا اس بارے میں کیا مذہب ہے؟

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

زمانہ جاہلیت میں طلاق کی کوئی حد مقرر نہ تھی، لوگ کئی طلاقیں دینے کے بعد عِدَّت ختم ہونے سے قبل رُجوع کر لیتے اور یہ عمل ایک دو بار تک محدود نہ تھا بلکہ اس کی کوئی حد نہ تھی جتنی بار چاہتے وہ اس طرح کرتے۔ اور عورتیں اذیت میں مبتلا رہتیں کہ وہ نہ ان کو رکھتے اور نہ آزاد کرتے، ابتداء اسلام میں معاملہ اسی طرح چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس اذیت سے نجات دی اور آزاد عورت کی طلاق کو تین تک محدود فرمادیا، چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

عن قتادہ قال: کان اهل الجاهلیة، کان الرجل يطلق الثلاث و

العشر و اکثر من ذلك ثم یراجع ما كانت فی العدة، فجعل الله

حد الطلاق ثلاث تطلیقات (۱)

یعنی، حضرت قتادہ تابعی سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت میں سے کوئی مرد اپنی بیوی کو تین، دس اور دس سے بھی زائد طلاقیں دے دیتا پھر جب تک وہ عورت عدت میں ہوتی اس سے رجوع کر لیتا، تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی حد تین طلاقیں مقرر فرمادی۔

اور جب طلاق کی حد تین طلاقیں ہو گئی، اب مرد جب بھی تین طلاقیں دے گا چاہے بیک کلمہ دے یا بیک مجلس دے یا بیک وقت دے حد پوری ہو جائے گی اور عورت

اُس پر حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو تین ہی واقع ہوں گی، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے سوائے اہل ظاہر ابن تیمیہ اور اُس کے متبعین غیر مقلدین اور روافض کے۔ وہ تین کو ایک قرار دیتے ہیں۔ اور اُن کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور اُن کے دلائل درج ذیل ہیں (۱) قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ الخ

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم دیا۔

(۳) طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا زمانہ نبوی اور خلافت صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کے چند سالوں تک بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا

(۴) اور حضرت زُکَّانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے ایک قرار دیا۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمہور اُمت کے موقف پر قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء اور پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان کے فتاویٰ اور ائمہ مجتہدین اور علماء اُمت کے فتاویٰ بالترتیب پیش کریں گے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ قرآن و سنت کی روشنی میں مخالفین کے باطل استدالات کا مُسکِت جواب دیا جائے گا۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم کی آیات اور معتمد مفسرین کی کُتب سے اُن کی چند تفاسیر کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن:

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ ۚ

بِإِحْسَانٍ ﴿الآية (۲)

ترجمہ: یہ طلاق دوبار تک ہی ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ (کنز الایمان)
یعنی، دو طلاقوں کے بعد شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رُجوع کر لے اور چاہے تو رُجوع نہ کرے لیکن:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا

غَيْرَهُ﴾ (۳)

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)
اس آیت سے پہلے ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جاسکتی ہے اُس کے بعد ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ الایہ فرمایا۔ اس کے شروع میں حرف فاء ہے جو تعقیب بلا مہلت کیلئے آتا ہے جیسا کہ کُتُب قواعد عربیہ میں ہے، لہذا قواعد عربیہ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ دو طلاقیں رجعی دینے کے بعد شوہر نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اُس مرد کیلئے بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

قرآن مجید میں ﴿مَرَّتَيْنِ﴾ کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کے لیے الگ الگ طلاق دینا شرط نہیں۔ خواہ ایک دم دے یا الگ الگ، طلاقیں واقع ہو جائیں گی چنانچہ علامہ احمد بن محمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ لکھتے ہیں:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ أى طَلَقَهُ ثَلَاثَةً سَوَاءً وَقَعَ الْإِثْنَانِ فِي مَرَّةٍ أَوْ

مَرَّتَيْنِ، وَالْمَعْنَى فَإِنْ ثَبِتَ طَلَاقُهَا ثَلَاثًا فِي مَرَّةٍ أَوْ مَرَّاتٍ

﴿فَلَا تَحِلُّ﴾ الخ، كَمَا إِذَا قَالَ لَهَا أَنْتَ طَالِقٌ ثَلَاثًا أَوْ الْبَتَّةَ

وہذا هو المجمع علیہ - (۴)

یعنی، اُس شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اس نے ایک دم دی تھیں یا دوبار میں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی خواہ ایک دم دے یا الگ الگ عورت حلال نہ رہے گی جیسے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہو جائیں گی اس پر اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اجماع ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

• قال القرطبی: وَحُجَّةُ الْجَمْعِ فِي الزُّوْمِ مِنْ حَيْثُ النَّظَرُ ظَاهِرَةٌ جَدًّا، وَهُوَ أَنَّ الْمَطْلُوقَةَ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لِلْمَطْلُوقِ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَ مَجْمُوعِهَا وَمَفْرُقِهَا لُغَةً وَشَرْعًا - (۵)

یعنی، قرطبی نے کہا، لزوم طلاق میں یہ جمہور کی دلیل ہے اور وہ یہ کہ مطلقہ ثلاثہ طلاق دینے والے کیلئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ اکٹھی اور الگ الگ طلاق دینے میں لغت اور شرعاً کوئی فرق نہیں۔

اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، چنانچہ امام محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نقل کرتے ہیں:

عن علی بن أبی طلحة، عن ابن عباس قوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ ۙ بَعْدُ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ يقول: إِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۶)

۳۔ تفسیر الصاوی، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص ۱۷۲

۴۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من حوز الطلاق الثلاث

ص ۴۵۶، الحدیث: ۵۲۶۱

جامع البیان فی تفسیر القرآن، المجلد (۲)، سورة البقرة، تحت قوله ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ الآية، ص ۲۹۰

یعنی، حضرت علی بن ابی طلحہ سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”پھر اگر تیسری طلاق اُسے دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے“ کے بارے میں فرمایا: اگر اُسے تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ (۱) الایۃ کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ رجعی طلاق دوبار تک ہے اور تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا، چنانچہ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری لکھتے ہیں:

و المعنى: أن الطلاق الرجعى مرتان، ولا رجعة بعد الثلاث (۷)
یعنی، آیت کا معنی یہ ہے کہ طلاق رجعی دوبار تک ہے اور تین کے بعد کوئی رجعت نہیں۔

امام ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی شافعی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ أى التّطليق الرجعى اثنان (۸)

یعنی، ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کا معنی ہے طلاق رجعی دو ہیں۔

اس پر علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ لکھتے ہیں:

كذا قال أولاً التّطليق اثنان مطلقاً سواء وقعا دفعةً أو متفرّقاً لما

عرفت أنه يقع الطلاق وإن كان دفعةً (۹)

یعنی، اس وجہ سے علامہ بیضاوی نے پہلے فرمایا طلاقیں مطلقاً دو ہیں

چاہے ایک ساتھ واقع ہوں یا الگ الگ، اس لئے کہ تو نے جان لیا کہ

۷۔ تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان علی هامش جامع البیان، المجلد (۲)، سورة البقرة، ص ۳۶۰

۸۔ تفسیر البيضاوی، المجلد (۱)، الجزء (۱)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۱۴۲

۹۔ حاشیة القونوی علی التفسیر البيضاوی، المجلد (۵)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۲۵۴

طلاق ہو جاتی ہیں اگرچہ ایک ساتھ (ایک سے زائد) دی جائیں۔
 اور علامہ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم رومی حنفی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں کہ علامہ
 بیضاوی کا قول کہ ”طلاق رجعی دو ہیں“ کیونکہ تین کے بعد رجعت نہیں ہوتی۔ (۱۰)
 امام فخر الدین ابوبکر بن علی الحداد الزبیدی الحنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں:
 و لفظ المرتین دلیل علی أن التفريق سنة، لأن من طلق اثنتين معاً
 لا يقال طلقها مرتين (۱۱)

یعنی، لفظ ﴿مَرَّتَانِ﴾ میں اس بات کی دلیل ہے کہ طلاق میں
 تفریق سنت ہے (یعنی اس بات کی دلیل نہیں کہ اگر اکٹھی دے
 دی جائیں تو ایک واقع ہوگی) کیونکہ جو شخص ایک ساتھ دو طلاقیں
 دے دے (یعنی یوں کہے کہ تجھے دو طلاق) تو نہیں کہا جاتا کہ اُس
 نے دو بار طلاق دی (اگرچہ دو طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں)۔
 غیر مقلدین کے سرخیل علامہ ابن حزم نے لکھا:

ثم وجدنا من حجة من قال: إن الطلاق الثلاث مجموعة سنة لا
 بدعة قول الله تعالى: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ
 زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ فهذا يقع على الثلاث مجموعة و مفرقة و لا يجوز
 أن يُخصَّص بهذه الآية بعض ذلك دون بعض بغير نص (۱۲)

یعنی، پھر ہم لوگوں نے اُن لوگوں کی جو بیک وقت اکٹھی تین
 طلاقوں کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت سمجھتے ہیں، یہ دلیل پائی کہ اللہ
 تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”پھر اگر تیسری طلاق اُسے دی تو اب وہ عورت
 اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے“ یہ

۱۰۔ حاشیہ التمجید علی تفسیر البیضاوی مع حاشیة القنوی، المجلد (۵)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۲۳۵

۱۱۔ تفسیر الحداد، المجلد (۱)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۳۴۸

مضمون اُن تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور اُن تین پر بھی صادق آتا ہے جو متفرقاً جُد اُدی گئی ہوں، بغیر کسی نص صریح کے اس آیت کے حکم کو تین متفرق و جُد اطلاقوں کے ساتھ مخصوص کر دینا اور اکٹھی تین کو شامل نہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط لَا تَذَرُنِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ (۱۳)

ترجمہ: اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا، بے شک اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا، تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ (کنز الایمان)

ترجمہ: اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تجھے کیا خبر اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے۔ (ضیاء القرآن)

امام ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

والرد علی هؤلاء قوله تعالى: ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط لَا تَذَرُنِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ یعنی اُن المطلق قد يكون له ندم، فلا يمكن تلافيه لوقوع البينونة، فلو كانت الثلاث، لاتقع أصلاً، لم يكن طلاق يبتدأ يقع إلا رجعيّاً فلا معنى للندم۔ (۱۴)

یعنی، اور اُن کا رد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ

۱۳۔ الطلاق: ۱/۶۵

۱۴۔ اِکمال المعلم، المجلد (۵)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث، ص ۲۰،

الحديث: ۱۵-۱۶-۱۷ (۱۴۷۲)

اللہ ﷻ الایہ یعنی طلاق دینے والے کو کبھی پشیمانی ہوتی ہے پھر جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اُس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ پشیمان نہ ہوتا۔
امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ (۱۰۵) لکھتے ہیں اور شیخ احمد بن احمد المختار شافعی (۱۶) بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے دلائل میں نقل کرتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالى: ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ قالوا: معناه أن المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تداركه لوقوع البينونة، فلو كانت الثلاث لم تقع لايقع طلاقه هذا إلا رجعيًا فلا يندم۔

یعنی، جمهور نے اس آیت ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ﴾ سے دلیل لی اور فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حد میں توڑے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے تو جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اُس کے لیے تدارک ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ شرمندہ نہ ہوتا۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ لکھتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالى: ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ط لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾

يعنى أن المطلق ثلاثاً قد يحدث له ندم فلا يمكنه التدارك
لوقوع البينونة فلو كانت الثلاث لا تقع إلا رجعيّاً فلا يتوجه هذا
التهديد۔ (۱۷)

یعنی، جمہور نے اس آیت ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ﴾ سے دلیل
لی اور فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے
ایک دم تین طلاقیں دے دے کیونکہ تین طلاق دینے والا کبھی
پشیمان ہوتا ہے تو جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس پشیمانی کا
تدارک اس کیلئے ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے
ایک رجعی واقع ہوتی تو یہ تہدید متوجہ نہ ہوتی۔

حکیم محمد اسرائیل ندوی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ اس آیت ﴿أَمْرًا﴾ سے مراد

رجعت ہے۔ (۱۸)

اگر ﴿أَمْرًا﴾ سے رجعت مراد لی جائے تو بھی آیت کا مطلب جمہور کے موقوف
کے مطابق ہوگا کیونکہ مطلب یہ ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک
اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد رجعت کی صورت پیدا
کر دے۔ اور تین طلاقوں کے بعد رجعت کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی اور رجوع کر
کے تدارک ممکن نہ ہوگا کیونکہ تین طلاقوں سے وہ اُس پر حرام ہوگئی۔

قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ سے استدلال کے بارے میں مدرسِ حرم مکہ شیخ احمد
بن احمد البخاری حنفی شنیطی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے ”الأضواء“ میں فرمایا: جس سے
استدلال قرآنی کی تائید ہوتی ہے وہ حدیث شریف ہے جسے امام ابو داؤد نے صحیح سند کے
ساتھ مجاہد کے طریق سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کی بارگاہ میں ایک شخص آیا کہنے لگا کہ اُس نے اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی ہیں، پس آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے میں نے گمان کیا کہ اس کی بیوی کو اُس کی طرف لوٹا دیں گے پھر فرمایا، تم میں کا ایک حماقت کر کے چلتا ہے پھر کہتا ہے اے ابن عباس! بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ اور بے شک تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا، تو میں تیرے لئے اس سے نکلنے کی راہ نہیں پاتا، تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

اور فرمایا امام ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل متابعات روایت کئے ہیں، اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس آیت کی تفسیر ہے کہ یہ اس معنی میں داخل ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تین طلاقیں ایک لفظ میں جمع نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے رجعت کے ذریعے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے، اور جو اس معاملہ میں اُس سے نہ ڈرا اس طرح کہ اُس نے ایک لفظ میں تین طلاقیں جمع کر دیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رجعت کے ذریعے نکلنے کی راہ نہیں بناتا کیونکہ اس لفظ سے ایک ساتھ بیونہ (گبری) واقع ہو جاتی ہے۔ یہی اُن کے کلام کا معنی ہے کہ ان کا کلام اس معنی کے غیر کا احتمال نہیں رکھتا، اور یہ محل نزاع میں بہت قوی ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کلمہ سے قرآن کی تفسیر کرنے والے ہیں، اور وہ قرآن کریم کے ترجمان ہیں، اور نبی ﷺ نے اُن کے لئے دعاء فرمائی: ”اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّوْبِيلَ“ اے اللہ! ان کو دین کی سمجھ اور تاویل کا علم عطا فرما۔

اور ہمارے شیخ نے فرمایا اسی قول (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع) پر اجل صحابہ اور اکثر علماء ہیں اُن میں آئمہ اربعہ ہیں اور کئی ایک نے اس (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع) پر اجماع حکایت کیا ہے۔ (۱۹)

لہذا معلوم ہوا بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسا شخص نہ ظالم ہوتا اور نہ شرمندہ۔ اور نہ تہدید متوجہ ہوتی۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

قال الشافعی رحمہ اللہ: فالقرآن واللہ أعلم یدلّ علی أن من طلق زوجة له دخل بها أو لم يدخل بها ثلاثاً لم تحلّ له حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ (۲۰) کذا فی "الأم للشافعی: ۲۷۱/۵

یعنی، امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے یا مقاربت کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

شیخ محمود محمد متلوت مصری اور شیخ محمد علی السالیں مصری لکھتے ہیں کہ

أما الكتاب: فأیات الطلاق فإنها قد وردت مطلقة لم تفرق بین إيقاع الواحدة و غیرها (۲۱)

یعنی، (جمہور نے طلاق ثلاثہ کے وقوع پر کتاب اللہ اور سنت اور اجماع سے استدلال کیا ہے) مگر کتاب اللہ تو طلاق کی آیات مطلقہ ہیں، ایک اور ایک سے زائد طلاق کے وقوع میں کوئی فرق نہیں (یعنی آیات کی دلالت ایک طلاق کے وقوع پر بھی ہے اور ایک سے زائد طلاقوں کے وقوع پر بھی ہے)۔

احادیث نبویہ ﷺ:

پہلی حدیث:

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۲۲) روایت نقل کرتے ہیں

۲۰۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الحلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۴۵

۲۱۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، طلاق البدعی، ص ۸۱

۲۲۔ سنن النسائی، المجلد (۳)، الجزء (۶)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۶) الثلاث المجموعة الخ، ص ۱۴۲، الحدیث: ۳۳۸۹

جسے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۱۰ھ (۲۳)، ابن انس (۲۴) حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد مقدسی حنبلی متوفی ۷۴۴ھ (۲۵) ولی الدین تبریزی (۲۶) اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۲۷) وغیرہ نے بھی نقل کیا کہ

عَنْ مَحْرَمَةٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضَبَانَا ثُمَّ قَالَ: "أَيْلَعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرُكُمْ؟" حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَقْتُلُهُ -

یعنی، حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق یہ خبر دی گئی کہ اُس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا، ”میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟“ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کر دوں۔

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

فإن فيه التصريح بأن الرجل طلق ثلاثاً مجموعة ولم يردّه النبي

ﷺ بل أمضاه۔ (۲۸)

یعنی، پس تحقیق اس حدیث میں تصریح ہے کہ اس شخص نے تینوں

- ۲۳۔ تفسیر ابن کثیر، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص ۴۹۱، ابن انس
- ۲۴۔ القبس فی شرح موطا ابن انس، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی البتہ، ص ۵۹
- ۲۵۔ المحرر فی الحدیث، کتاب (۱۷) الطلاق، ص ۵۶۹، الحدیث: ۱۰۵۸
- ۲۶۔ مشکاة المصابیح، المجلد (۱)، کتاب النکاح، باب الخلع و الطلاق، الفصل الثالث
- ۲۷۔ ہدایۃ الرواۃ، المجلد (۳)، کتاب (۱۲) النکاح، باب (۱۱) الخلع و الطلاق، الفصل الثالث، ص ۳۱۲، ۳۱۳، الحدیث: ۳۲۲۷
- ۲۸۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من جوز الطلاق الثلاث

طلاق اکٹھی دی تھیں اور نبی ﷺ نے انہیں رد نہ فرمایا بلکہ تینوں کو جاری فرمادیا۔

شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السالیں مصری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قالوا: فلو لا أنَّ الثلاث يقعن لما كان للغضب محلٌّ (۲۹)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو نبی ﷺ کی ناراضگی کا کوئی محل نہ تھا (یعنی تین واقع ہو گئیں تبھی نبی ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا)۔

اگر بیک وقت تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت میں معمول نہ ہوتا اور بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔ لہذا ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ علامہ ابوالحسن کبیر محمد بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۰)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض نے کہا کہ تابعی ہیں صحابی نہیں، مگر صحیح یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں جیسا کہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ (۳۱) اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ (۳۲) لکھتے ہیں ”محمود بن لبید انصاری ہیں جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور نبی ﷺ سے احادیث بھی بیان کیں۔“ امام بخاری نے فرمایا کہ اُن کی صحبت ثابت ہے اور ابو حاتم نے کہا ان کی صحبت معروف نہیں اور امام مسلم نے

۲۹۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ۸۲

۳۰۔ حاشیة السندی علی السنن للنسائی، المجلد (۳)، الجزء (۶)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۶) الثلاث المجموعة الخ، ص ۱۴۴

۳۱۔ مرقاة المفاتیح، المجلد (۶)، کتاب النکاح، باب العلل والطلاق، الفصل الثالث، ص ۲۹۲

أشعة اللمعات، المجلد (۳)، کتاب النکاح، باب العلل والطلاق، ص ۲۹۲

انہیں تابعین میں شمار کیا اور ابن عبد البر نے کہا، امام بخاری کا قول صواب ہے۔ حضرت محمود بن لبید کیلئے صحبت ثابت ہے۔

دوسری حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۳۳)، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۳۴)، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ (۳۵)، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۳۶)، امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ (۳۷)، اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۳۸)، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۳۹)، حافظ علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۰)، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۷ھ (۴۱)، اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۴۲) روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ".

- ۳۳۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص ۴۱۳، الحديث: ۵۲۶۱
- ۳۴۔ صحیح مسلم، المجلد (۱)، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۱۷) لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها الخ، ص ۴-۳، الحديث ۱۱۰ (۱۴۳۲)
- ۳۵۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۳۲) الرجل امرأته ثلاثاً الخ، ص ۴۶۰، الحديث: ۱۹۳۳
- ۳۶۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۱۳) إحلال المطلقة ثلاثاً الخ، ص ۳۵۳
- ۳۷۔ الموطا للإمام محمد بن الحسن، کتاب الطلاق، باب المرأة يطلقها زوجها الخ، ص ۲۶۴
- ۳۸۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۲۵) ما يحلها لزوج الأول، ص ۲۷۳، الحديث: (۲۹۸۴) ۱۱۱۷۹
- ۳۹۔ المسند ۲/۲۵-۶۲، و ۳/۲۸۴، و ۶/۳۴-۴۲-۱۹۳
- ۴۰۔ سنن الدار القطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۲۱، الحديث: ۳۹۳۲
- ۴۱۔ السنن الکبریٰ لیبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۵۴۶، الحديث: ۱۴۹۵۳

جامع المسانید، المجلد (۳) مسند عائشہ، الحديث: ۲۱۱۶، ۱۹۷۴، ۲۲۹۷، ۲۱۷۲، ۲۷۰۶

یعنی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اُس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔ (یہ مقاربت سے کنایہ ہے)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے اس حدیث کو آٹھ مختلف اسناد کے ساتھ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، دو مختلف اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور تین مختلف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (۴۳)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ مطابقتہ للترجمة فی قوله: ”طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا“ فإنه ظاهر فی كونها مجموعة۔ (۴۴)

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ اُس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر دی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو ”باب من أجاز طلاق الثلاث“ (یعنی، جس نے تین طلاقیں کو جائز قرار دیا اُس کا باب) میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فإنه ظاهر فی كونها مجموعة۔ (۴۵)

۴۳۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۹۲/۲، ۲۹۲، تحت قوله تعالى: ﴿فَلَا تَجْلُ لَهَا﴾ الآية من سورة البقرة

۴۴۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص ۲۴۱

۴۵۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من جَوَز طلاق الثلاث،

یعنی پس ظاہر ہے کہ اُس شخص نے اُسے تین طلاقیں مجموعی طور پر دیں تھیں۔

اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۴۶)، اور امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۴۷) روایت کرتے ہیں:

عن عروة، عن عائشة أنها أخبرته: أَنَّ رُفَاعَةَ الْقُرْظِي طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ، فَبَتَّ طَلَاقَهَا، فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ: إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رُفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا - قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ، وَقَالَ مَعْمَرٌ: آخِرُ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ - فَتَزَوَّجَتْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا مِثْلَ هَذِهِ الْهُدْبَةِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لَهَا: لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَيَّ رُفَاعَةَ؟ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ، وَتَذُوقِي عُسَيْلَتِكَ الْخ

یعنی، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اُسے خبر دی کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے دی، تو اُس نے اُن کے بعد عبدالرحمن بن زبیر سے شادی کر لی، پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور عرض کی اے اللہ کے نبی! وہ رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اُس نے طلاق دے دی۔ ابن جریر اور معمر نے کہا تین طلاقیں دے دیں۔ تو اُس کے بعد

۴۶۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۲۵) ما يحل لزوجها الأول،

ص ۲۷۱-۲۷۲، الحديث: ۲۹۸۲ (۱۱۱۷۵)

۴۷۔ السنن الكبرى للنسائي، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق التي تنكح زوجها

ثم لا يدخل، ص ۳۵۱، الحديث: ۱/۵۶۰، و باب (۱۳) إحيال المطلقة ثلاثاً الخ، ص ۳۵۳،

الحديث: ۱/۵۶۰، ۴

اُس نے عبدالرحمن بن زبیر سے شادی کر لی، اے اللہ کے رسول! بخدا اس کے پاس نہ تھا مگر اس کیڑے کی مثل، تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا، پھر اس عورت سے فرمایا کہ شاید تو رفاعہ کے نکاح میں واپس لوٹنا چاہتی ہے؟ نہیں (یعنی تجھے جائز نہیں) یہاں تک کہ (جس سے تو نے نکاح کیا ہے) تو اُس کے شہد سے چکھے اور وہ تیری شہد سے چکھے (یعنی، ہمبستری ہو)

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے اور اُسے رجوع کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیک وقت تین طلاقیں کے دیئے جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اُس شوہر پر حلال نہیں لہذا ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کا ناجائز ہونا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔

شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السالیں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قالوا: فلو لا أن الثلاث تقع ما توقف حلها للأول على ذوق

العسيلة (۴۸)

یعنی، فقہاء کرام نے کہا اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو اُس عورت کا شوہر اول کے لئے حلال ہونا دوسرے شوہر کی ہمبستری پر موقوف نہ ہوتا۔

تیسری حدیث:

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۹)، اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۵۰) روایت کرتے ہیں:

۴۸۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ۸۱

۴۹۔ سنن الدار قطنی المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۳۰، الحدیث: ۳۹۷۵

۵۰۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الطلاق، باب (۱۲) الطلاق يقع علی الحائض وإن کان

بدعیاً، ص ۵۳۶، الحدیث: ۱۴۹۳۲

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "يَا مَعَاذُ مَنْ طَلَّقَ لِبِدْعَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا الزَّمَنَاهُ بِدُعْتِهِ"

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! جس نے ایک یا دو یا تین بدعی طلاق دیں ہم نے اس کو لازم کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو جتنی طلاقیں دے گا اتنی ہی واقع ہو جائیں گی۔ حالت حیض میں طلاق دے گا تو بھی واقع ہو جائے گی۔
چوتھی حدیث:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے دو سندوں سے روایت کیا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ" (۵۱)

یعنی، جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اُس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس حدیث کو امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے سوید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے (۵۲)۔ اور اسی طرح امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۵۳)

۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إضاء الطلاق

الثلاث، ص ۵۵۰، الحدیث: ۱۴۹۷۱

۵۲۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، العز (۴)، کتاب الطلاق، ص ۲۰، الحدیث: ۳۹۲۷-۳۹۲۸

میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا اور اُن سے حافظ نور الدین بیہمی متوفی ۸۰۷ھ نے ”مجمع الزوائد“ میں نقل کیا ہے۔ (۵۴)

پانچویں حدیث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۵۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:
عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثْنِي عَنْ طَلَاقِكَ، قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۵۵)

یعنی، عامر شعمی بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے کہا مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کر، تو کہنے لگیں میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین طلاقیں بیک وقت دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا۔

اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے مختلف گیارہ اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو بیک وقت تین طلاقیں دی گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں نافذ فرما دیا۔ (۵۶)

اور حضرت فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں ایک ہی کلمہ کے ساتھ دی تھیں جیسا کہ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں کہ

طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو بِنِ الْمُغِيرَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِكَلِمَةٍ

۵۴۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۲) متعة الطلاق، ص ۴۲۳، الحديث: ۷۷۸۸

۵۵۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۴) من طلق ثلاثاً في مجلس واحد، ص ۵۰۷، الحديث: ۲۰۲۴

۵۶۔ صحيح مسلم، المجلد (۵)، الحزم (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۶) المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها، ص ۸۰ تا ۸۷، الحديث: ۳۶ تا ۴۳

وَاحِدَةً ثَلَاثًا - (۵۷)

یعنی، حضرت حفص بن عمرو نے فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں۔

اس روایت کے بارے میں مجدی بن منصور نے تخریج احادیث میں لکھا کہ اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ حدیث امام بیہقی نے بھی روایت کی ہے۔ اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے دو مختلف سندوں سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ

طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَبَانَهَا مِنْهُ النَّبِيُّ ﷺ - (۵۸)

یعنی، ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے عہد رسالت میں اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس سے جدا کر دیا۔

مجدی بن منصور نے لکھا ہے کہ حدیث: ۳۸۷۷ کی سند حسن ہے اور حدیث: ۳۸۷۸ کی سند حسن موقوف ہے۔

امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ (۵۹) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۶۰) نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَامِرٍ، حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ، أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَعْتَدَّ

یعنی، عامر شعمی سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ

۵۷۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۸۷۲

۵۸۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۰، الحدیث: ۳۸۷۷-۳۸۷۸

۵۹۔ سنن الدارمی، المجلد (۲)، کتاب (۱۲) الطلاق، باب (۱۵) فی المطلقۃ ثلاثاً لہا السكنی والنفقة

أم لا؟، ص ۱۳۶، الحدیث: ۲۲۷۵

المجلد (۶)، حدیث فاطمہ بنت قیس، ص ۴۱۱

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے شوہر کے انہیں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے انہیں عدت گزارنے کا حکم فرمایا۔
حدیث فاطمہ بنت قیس کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ فرماتی ہیں:
طَلَّقْنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُكْنًى وَلَا نَفَقَةً

یعنی، میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے نہ سکئی دلایا اور نہ نفقہ۔

اس روایت کے تحت شیخ محمود محمد شلتوت اور شیخ محمد علی السالیں لکھتے ہیں:
قالوا: فلو أنه لم يقع أصلاً أو يقع واحداً رجعية لما حرمت من السكني و النفقة (۶۱)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر طلاق اصلاً واقع نہ ہوتی یا صرف ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ سکئی اور نفقہ سے محروم نہ کی جاتیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تین ہی ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین نہیں ایک رجعی واقع ہوتی ہے حالانکہ آپ نے تینوں نافذ فرمادیں یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

چھٹی حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۶۲)، امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث

۶۱۔ مقارنة المذاهب في الفقه، الطلاق البدعي، ص ۸۱

۶۲۔ صحيح البخاري، المجلد (۳)، كتاب (۶۸) الطلاق، باب (۳۰) التلاعن في المسجد،

ص ۴۲۶-۴۲۷، الحديث: ۵۳۰۹،

متوفی ۲۷۵ھ (۶۳)، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۶۴) اور امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۳۵۸ھ (۶۵) روایت کرتے ہیں:

عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَخْبَى بَنِي سَاعِدَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيْقَتْلُهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "قَدْ قَضَى اللَّهُ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ" قَالَ: فَتَلَاعَنَّا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَعَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ فَرَعَا مِنَ التَّلَاعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنِينَ۔ قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنِينَ۔

یعنی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ بتلائیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کر دے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں میرے

۶۳۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۲۷) اللعان، ص ۴۷۳، حدیث: ۲۲۴۵،

۶۴۔ الموطا للإمام مالک بن انس: کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۲) ماجاء فی اللعان، ص ۵۰۰، ۵۰۱،

الحدیث: ۳۹

سامنے لعان کیا جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قبل لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی، آپ نے فرمایا سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق کر دی جائے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہو گیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔

اور امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ کی روایت ہے کہ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ لَئِنْ أُمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا
فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِفِرَاقِهَا (۶۶)

یعنی، تو اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول! بخدا اگر میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں روکا تو میں نے اس پر جھوٹ بولا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جدائی کا حکم ارشاد ہونے سے قبل اُسے جدا کر دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بحوالہ امام نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھا ہے:

وذلك لأنه ظن أن اللعان لا يحرمها عليه، فأراد تحريمها

بالطلاق فقال ”هي طالق ثلاثاً“ (۶۷)

یعنی، اس شخص نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ

۶۶۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، أبواب اللعان، باب (۳۶) بدء اللعان، ص ۳۷۱، الحدیث: ۱/۵۶۶۰

۶۷۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، جزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۲۹) اللعان ومن طلق بعد اللعان، ص ۴۵۱، الحدیث: ۵۳۰۸

تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا ”اسے تین طلاقیں ہیں“۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی لیے اس انصاری نے اپنی بیوی سے تفریق و تحریم کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں اور تین طلاق کو فراق شمار کیا۔ اگر ایک مجلس میں تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو ایک صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم ﷺ اسے فرماتے کہ بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری جدائی نہیں ہوگی۔

اور پھر امام احمد کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں الگ الگ دیں چنانچہ شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السالیں مصری لکھتے ہیں:

و فی رواية أحمد: هی الطلاق، و هی الطلاق، و هی الطلاق
یعنی، امام احمد کی روایت میں ہی الطلاق، و ہی الطلاق، و
ہی الطلاق ہے۔
اور لکھتے ہیں:

فتسريحه لها بهذه الكيفية بعد أن قال: ”كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنَّ
أُمْسَكَهَا“ دليل واضح على أنه يعلم أن التطليق على هذا الوجه
طريق للبنىونة التي يريدها، وقد كان ذلك بمسمع النبي ﷺ و
لم ينكر عليه أن هذا يحقق غرضه (٦٨)

یعنی، اس کے یہ کہنے کے بعد کہ ”اگر میں نے اس عورت کو اپنے
نکاح میں روکا تو میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا“ اس کا بیوی کو اس
اس کیفیت کے ساتھ چھوڑنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ جانتا

تھا کہ اس وجہ پر طلاق دینا بیوقوفانہ کا طریقہ ہے جسے وہ چاہتا ہے
(کہ فوری طور پر اس عورت سے نکاح ختم ہو جائے) اور یہ جو اس
نے تین طلاقیں بیک وقت دیں تو نبی ﷺ اُسے سُن رہے تھے اور
آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا، یہ اس کی غرض کو ثابت کرتا ہے۔

ساتویں حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ:
قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَّاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَعَا
قَالَ عُيَيْرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا
ثَلَاثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (۶۹)

یعنی، حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے
سامنے مسجد میں لعان کیا اس حال میں کہ میں بھی ان لوگوں کے
ساتھ تھا حضرت عویر نے کہا یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو
اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویر نے رسول اللہ ﷺ
کے حکم دینے سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔

اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ”صحیح مسلم“ (۷۰) میں،
امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے ”سنن نسائی“ (۷۱) میں اور
”السنن الکبریٰ“ میں (۷۲) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے سنن

۶۹۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص ۴۱۲،
حدیث: ۵۲۵۹

۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۹) اللعان، ص ۵۷۴، الحدیث: ۱ (۱۴۹۲)

۷۱۔ سنن النسائی المجلد (۳)، الجزء (۶)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۷) الرخصة في ذلك،
ص ۱۴۲، الحدیث: ۳۳۹۹

۷۲۔ السنن الكبرى للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۸) الرخصة في ذلك،
ص ۳۴۹-۳۵۰، الحدیث: ۱/۵۵۹۵

الکبریٰ (۷۳)، اور امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے ”اختلاف العلماء“ میں اور امام ابو بکر احمد بن علی بھٹاوی نے ”مختصر اختلاف العلماء“ (۷۴) میں روایت کیا ہے۔
 اور امام ابن الجارود متوفی ۳۰۷ھ نے ”کتاب المنتقى“ (۷۵) میں، امام محمد بن حبان بستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی ”صحیح“ میں روایت کیا اور امام علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ نے اسے ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“ (۷۶) میں نقل کیا ہے۔
 امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے اسی حدیث کے تحت لکھا ہے:

قال: فی الكتاب: فقد طلق عویمر ثلاثاً بین یدی النبی ﷺ، ولو كان ذاك محرماً لنهاه عنه، وقال: إن الطلاق وإن لزمك فانت عاص بأن تجمع ثلاثاً الخ

یعنی، عویمر نے نبی کریم ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اگر تین طلاقیں دینا حرام ہوتا تو آپ ﷺ اسے منع فرما دیتے۔ اور فرماتے بے شک تین طلاقیں اگرچہ تجھے لازم ہو گئیں پس تو اکھٹی تین طلاقیں دینے کی وجہ سے گنہگار ہوا۔

شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف متوفی ۴۴۴/۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

وَحُجَّةُ الْفُقَهَاءِ فِي جَوَازِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ فِي كَلِمَةٍ قَوْلُهُ فِي اللَّعَانِ: ”فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ بِذَلِكَ“ وَقَبْلَ أَنْ يَنْخَبِرَهُ أَنْهَا تَطْلُقَ عَلَيْهِ بِاللَّعَانِ الْخ (۷۷)

یعنی، تین طلاقیں اکھٹی دینے کے جواز میں فقہاء کی دلیل یہ قول

۷۳۔ السنن الكبرى للبيهقي المجلد (۷)، كتاب الطلاق، باب (۱۳) الاختيار للزوج الخ، ص ۵۳۸، الحديث: ۱۴۹۳۵

۷۴۔ مختصر اختلاف العلماء المجلد (۲)، كتاب الطلاق، (۹۷۹) فيمن طلق ثلاثاً في كلمة واحدة، ص ۴۶۳

۷۵۔ كتاب المنتقى لابن الجارود، كتاب الطلاق، ص ۲۷۹، الحديث: ۷۳۷

۷۶۔ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الطلاق، باب اللعان، ص ۲۴۲، الحديث: ۴۲۷۰

ہے کہ حضرت عویمر نے نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور قبل اس کے کہ آپ ﷺ انہیں خبر دیتے کہ تیری بیوی لعان کی وجہ سے طلاق والی ہوگئی۔

اور صحیح یہ ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں اس کی دلیل حضرت محمود بن لبید کی روایت کردہ حدیث ہے جسے امام نسائی نے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو نبی کریم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ کا ناراضگی کا اظہار فرمانا اور یہ کلمات ارشاد فرمانا: ”میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا ہے“ اس کے گناہ ہونے کی دلیل ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوال پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ ”اگر تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہے“۔ بھی اس کے گناہ ہونے کی دلیل ہے۔

امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ، اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

فقال مالك و الشافعي و الجمهور: تقع الفقرة بين الزوجين

بنفس التلاعن (إلى) و قال محمد بن أبي صفرة المالكي: لا

تحصل الفقرة بنفس اللعان واحتج بطلاق عویمر الخ (۷۸)

یعنی، امام مالک، امام شافعی اور جمہور کے نزدیک نفس لعان سے

تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرة مالکی نے کہا کہ نفس لعان

سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے

تفریق ہوتی تو حضرت عویمر اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہ دیتے۔

اور صحیح یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے باقی حضرت عویمر کا فوراً تین

طلاقیں دینا محض اس لئے تھا کہ وہ کسی بھی حالت میں اس عورت کے ساتھ رہنا نہیں

چاہتے تھے اور اس دور میں بھی تین طلاق اکٹھی دینے کا اور ان کے نفاذ کا معمول تھا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ لعان سے تفریق کا واقع ہو جانا ان کے علم میں نہ تھا اگر ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

اس واقعہ میں امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ کی روایت کردہ

حدیث یہ ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فِي هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۷۹)

یعنی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت
عومیر نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ
ﷺ نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

یہ حدیث اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت عومیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ
کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان تین
طلاقوں کو نافذ فرما دیا۔

آٹھویں حدیث:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۸۰)، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ
(۸۱) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۸۲) روایت کرتے ہیں کہ:

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، قَالَ لِأَحَدِهِمْ: أَمَا أَنْتَ طَلَّقْتَ
امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنِي بِهَذَا۔

۷۹۔ سنن ابی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۲۷) فی اللعان، ص ۴۷۴، الحدیث: ۲۲۵۰

۸۰۔ صحیح مسلم، کتاب (۸) الطلاق، باب (۵) طلاق حائض الخ ص ۵۵۷، الحدیث: ۱ (۱۴۷۱)

۸۱۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۸، الحدیث: ۳۹۲۱

۸۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۳) الاختیار للزوج الخ،

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طلاق کے بارے میں جب سوال کیا جاتا تو فرماتے جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا، قَالَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهَذَا۔ (۸۳)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوتیں تو فرماتے اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رجوع کر سکتے ہو نبی ﷺ نے مجھے اسی کا حکم فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رجوع کا حق صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہے چاہے وہ اکھٹی دی جائیں یا الگ الگ، ایک مجلس میں دی جائیں یا الگ الگ مجالس میں اور تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا چاہے تیسری طلاق اسی وقت دی جائے یا بعد میں۔

نویں حدیث:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بارگاہ رسالت میں عرض کی!

يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا كَانَ يَحِلُّ لِي أَنْ أَرَا جَعَهَا؟ قَالَ: لَا، كَانَتْ تُبَيِّنُ مِنْكَ وَتَكُونُ مَعْصِيَةً۔ (۸۴)

۸۳۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۷) من قال لامرأته الخ، ص ۴۱۴، الحدیث: ۵۲۶۴

۸۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۵۴۷، الحدیث: ۱۴۹۵۵

یعنی، یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دوں تو کیا میرے لئے اس سے رجوع کرنا حلال ہوگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کرنا حلال نہ ہوگا اگر ایسا کیا تو) تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائیگی اور ایسا کرنا گناہ ہوگا۔

علامہ زاہد الکوثری متوفی ۱۳۷۰ھ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا کہ یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت حسن سے اپنی سند کے ساتھ اور دارقطنی نے معلیٰ بن منصور کے طریق سے اور ابوبکر رازی نے ابن قانع محمد بن شاذان کی سند سے روایت کی ہے اور لکھا ہے یہ حدیث حجت ہونے کے درجے سے نہیں گرتی۔ (۸۵)

دسویں حدیث:

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۸۶) نے روایت اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان پٹنمی متوفی ۸۰۷ھ (۸۷) نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں، تو ان کے بیٹے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے:

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَبَانَا طَلَّقَ أُمَّنَا أَلْفًا، فَهَلْ لَهُ مِنْ مَّخْرَجٍ؟ فَقَالَ: "إِنَّ أَبَاكُمْ لَمْ يَتَّقِ اللَّهَ، فَيَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ مَخْرَجًا، بَأَنْتُ مِنْهُ بِثَلَاثٍ عَلَى غَيْرِ السُّنَّةِ وَتِسْعِمَائَةٍ وَسَبْعَةٍ وَتِسْعُونَ إِنْ تَمَّ فِي عُنُقِهِ"

یعنی، عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے والد نے ہماری

۸۵۔ الأشفاق على أحكام الطلاق، مل بحل الطلاق رجعی الخ، ص ۱۳-۱۴

۸۶۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۴، الحدیث: ۳۸۹۸

۸۷۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فیمن طلق أكثر من ثلاث،

ماں کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، تو کیا ان کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تمہارے والد اللہ سے نہیں ڈرے، جو اس کے لئے اس امر سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا، اس کی بیوی اس سے خلاف سنت طریقے پر جدا ہوگئی اور نو سو ستانوے (۹۹۷) طلاقیں اس کی گردن میں گناہ ہیں۔“

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ أَلْفًا: أَمَّا ثَلَاثُ لَهُ، وَأَمَّا تِسْعُمِائَةٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ فَعُدَّوَانٌ وَظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَذَابُهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ

یعنی، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی تھیں فرمایا، تین تو اس کیلئے ہیں (یعنی تین تو واقع ہو گئیں) اور مگر نو سو ستانوے (۹۹۷) پس وہ عدوان و ظلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے اس کی وجہ سے اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو بخش دے۔

اسی کی مثل حدیث مسند عبد الرزاق میں ہے (۸۸)

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۸۹) کی روایت کردہ اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہاشمی متوفی ۸۰۷ھ (۹۰) کی نقل کردہ حدیث

۸۸۔ الأشفاق علی أحكام الطلاق، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، ص ۳۶-۳۷

۸۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً،

ص ۳۰۵-۳۰۶، الحدیث: (۲۹۹۴) ۱۱۳۸۳

۹۰۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، باب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فیمن طلق أكثر من ثلاث،

میں ہے:

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَمَّا اتَّقَى اللَّهَ جَدُّكَ، أَمَّا ثَلَاثُ فَلَكَ، وَأَمَّا تِسْعُمَائَةٍ وَ سَبْعٌ وَ تِسْعُونَ فَعُدَّوَانٌ وَ ظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى عَذْبَةً، وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ

یعنی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرا دادا اللہ سے نہیں ڈرا، (ان ہزار میں سے) تین تو اس کے لئے ہیں (یعنی واقع ہو گئیں) مگر نو سو ستانوے (۹۹۷) پس وہ عدوان اور ظلم ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی وجہ سے اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔ یہی حدیث امام ابو بکر بن علی متوفی ۸۰۰ھ نے بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فَقَالَ: بَانَثُ بِثَلَاثٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَ تِسْعُمَائَةٍ وَ سَبْعَةٍ وَ تِسْعُونَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔ (۹۱)

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: "عورت تین سے معصیت میں جدا ہو گئی اور نو سو ستانوے (۹۹۷) کا وہ مالک نہیں۔"

اور یہی حدیث محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ نے بھی نقل کی ہے جنہیں الہمدیث (غیر مقلد) بھی رئیس الفقہاء مانتے ہیں دیکھئے "فتاویٰ ثنائیہ" (۹۲) جس کے الفاظ یہ ہیں:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: بَانَثُ بِثَلَاثٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَ بَقِيَ تِسْعُمَائَةٍ وَ سَبْعٌ وَ تِسْعُونَ عُدَّوَانًا وَ ظُلْمًا، إِنْ شَاءَ عَذْبَةُ اللَّهِ وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ۔ (۹۳)

یعنی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت تین سے اللہ تعالیٰ کی

۹۱۔ الجوہرۃ النیرہ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۳۹

۹۲۔ فتاویٰ ثنائیہ، المجلد (۲)، باب ہشتم، کتاب النکاح، ص ۳۳۲

نافرمانی میں جدا ہو گئی اور باقی نو سو ستانوے (۹۹۷) زیادتی و ظلم ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے چاہے تو اسے بخش دے۔

گیارہویں حدیث:

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۹۴) نے تین مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا اور علامہ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ (۹۵) نے اسے نقل کیا کہ:

أَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمِيَّةَ الْبَتَّةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً"؟، قَالَ رُكَانَةُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

یعنی، بیشک رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمیہ کو طلاق البتہ دی نبی کریم اکو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت رکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ انے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کا ارادہ تھا.....؟ تو حضرت رکانہ نے کہا کہ قسم بخدا میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا۔ پس رسول اللہ انے انکی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔

اور امام ابو داؤد کا اس روایت کو اس باب میں نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تین طلاق دینے کی صورت میں رجوع نہیں ہو سکتا۔

اور شیخ محمود شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السالیں مصری لکھتے ہیں:

ما جاء في حديث ركانة بن يزيد أنه طلق امرأته البتة، وأن النبي

۹۴۔ سنن أبي داود، المجلد (۲)، كتاب (۷) الطلاق، باب (۱۴) في البتة، ص ۴۵۵، الحديث: ۲۲۰۶

۹۵۔ جامع المسانيد و السنن، المجلد (۳۲)، مسند ابن عباس، رجال عن عكرمة، عنه، ص ۱۱۱،

ﷺ استخلفه، أنه أراد إلا واحدة، فاستخلفه على إرادة الواحدة دليل على أنه لو أراد الثلاث وقعن، وإذا كانت الثلاث تقع بالنية في الكناية فأولى أن تقع بصريح الطلاق (۹۶)

یعنی، حدیث رُکانہ بن یزید میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی، اور نبی ﷺ نے ان سے اس بات پر قسم لی کہ انہوں نے (کنایہ) سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ کا (کنایہ سے) ایک طلاق کے ارادے پر ان سے قسم لینا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ تین کی نیت کر لیتے تو تین واقع ہو جاتیں، جب کنایہ میں تین کی نیت کرنے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں تو صریح طلاق دینے سے بطریق اولیٰ تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

خیر القرون:

امام محمد اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۹۷) اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۰ھ (۹۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِي قُرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

یعنی، حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۹۶۔ مقارنة المذاهب في الفقه، الطلاق البدعي، ص ۸

۹۷۔ صحيح البخاري، المجلد (۲)، كتاب (۵۲) الشهادات، باب (۹)، لا يشهد على شهادة جور، ص ۱۷۰، الحديث: ۲۶۵۱

فرمایا: میری اُمت میں بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں

ہیں، پھر جوان کے قریب ہیں، پھر وہ جوان کے قریب ہیں۔

یہی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام بخاری نے ”صحیح البخاری“

(برقم: ۲۶۵۲) میں اور امام مسلم نے ”صحیح مسلم“ (برقم: ۲۱۰-۱۱-۱۲ (۲۵۳۳)) اور حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام مسلم نے ”صحیح مسلم“ (برقم: ۲۱۳/۲۵۳۴) میں اور ائمہ المؤمنین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام مسلم نے ”صحیح مسلم“ (برقم: ۲۱۶/۲۵۳۶) میں روایت کیا

ہے۔

مراد یہ ہے کہ صحابہ کرام پھر تابعین، پھر تبع تابعین رضی اللہ عنہم میری پوری اُمت

میں بہترین ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی رضا

جوئی میں شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے گزار دی۔ اور ان حضرات کا ہر عمل اور فتویٰ

قرآن و سنت کی بہترین شرح اور تفصیل ہے اور اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے راہ

ہدایت ہے۔

لہذا خیر القرون کا جائزہ لیا جائے کہ ان پاکیزہ زمانوں میں بیک وقت دی گئی

تین طلاقیں تین سمجھی جاتی تھیں یا ایک؟ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے کسی نے

یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فتاویٰ

سے ابتداء کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام کے فتاویٰ:

(۱) حضرت علی، ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابو عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ عَلِيًّا وَ ابْنَ مَسْعُودٍ وَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمْ قَالُوا: إِذَا طَلَّقَ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ يَحِلَّ لَهَا أَنْ تَنْكِحَ

زَوْجًا غَيْرَهُ، فَإِنْ فَرَّقَهَا بَانَتْ بِالْأُولَى وَلَمْ تَكُنِ الْأُخْرَى (۱۰۸)

یعنی، حکم سے مروی ہے کہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جب کوئی شخص باکرہ (یعنی غیر مدخول بہا) کو تین طلاقیں دے دے پھر ان کو جمع کرے (یعنی ایک ہی مجلس میں تینوں طلاقیں دے مثلاً اس طرح کہے تجھے تین طلاق تو تینوں ہی واقع ہونے کی وجہ سے) یہ عورت اس شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے، پس اگر اس نے جدا جدا تین طلاقیں دیں (یعنی اس طرح کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو (غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے) پہلی طلاق سے وہ بائیں ہو جائے گی (دوسری طلاق کے لئے وہ محل نہ رہے گی اس لئے) آخری دو کچھ بھی نہ ہوں گی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالُوا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (۱۰۰)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تینوں یہ فتویٰ دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عمرو بن العاصؓ کا متفقہ فتویٰ:
امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۱۰۱)، اور امام ابو بکر عبدالرزاق
بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۲۱ھ (۱۰۲) روایت کرتے ہیں اور علامہ ابن کثیر متوفی
۷۷۴ھ (۱۰۳) نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيسَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ سَأَلُوا عَنِ الْبِكْرِ وَيُطَلِّقُهَا زَوْجَهَا ثَلَاثًا، فَكُلُّهُمْ
قَالُوا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

یعنی، محمد بن ایاس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ،
ابو ہریرہؓ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کوئی شخص اپنی
بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے اس کا کیا حکم ہے؟ تو سب
نے فرمایا کہ وہ عورت اس پر بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

اور امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

فَكُلُّهُمْ قَالَ حَرُمْتُ عَلَيْكَ. (۱۰۴)

یعنی، سب نے فرمایا وہ تجھ پر حرام ہوگئی۔

اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

۱۰۱۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث،

ص ۴۵۰، الحديث: ۲۱۹۸

۱۰۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷)، باب (۱۷) طلاق البكر، ص ۲۶۲-۲۶۳،

الحديث: ۱۱۱۱۵، ۱۱۱۲۲

۱۰۳۔ جامع المساليد و السنن، المجلد (۲۶)، مسند (۱۱۳) عبد الله بن عمرو، محمد بن أبياس بن بكر

الليثي المدني (۲۱۴) عنه، ص ۳۷۳، الحديث: ۷۲۹، و المجلد (۳۲)، مسند (۱۹۵) ابن

عباس، محمد بن أبياس بن بكر الليثي المدني عنه، ص ۳۲۸

۱۰۴۔ شرح معاني الآثار، المجلد (۲)، جزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً

لَا يَنْكِحَهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔ (۱۰۵)

یعنی، وہ مرد اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۴) حضرت علی، زید بن ثابت اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی چاہے اس کی نیت تین طلاق دینے کی نہ ہو، چنانچہ شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ عُمَرَ وَالْحَكَمِ وَابْنِ أَبِي لَيْلَى:

فِي الْحَرَامِ ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ وَلَا يُسْتَلْ عَنْ نِيَّتِهِ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ (۱۰۶)

یعنی، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زید بن ثابت، حضرت

ابن عمر، حضرت حکم اور ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ

حرام میں تین طلاقیں ہیں اور دینے والے کی نیت بھی نہ پوچھی

جائے گی اور یہی امام مالک نے فرمایا۔

اسی طرح اسے شارح صحیح بخاری حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے ”عمدة

القاری“ میں ذکر کیا ہے۔ (۱۰۷)

(۵) حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا

قَالَا فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً

۱۰۵۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلق والطلاق، باب (۱۳) الاختيار للزوج أن يطلق

إلا واحدة، ص ۵۴۰، الحديث: ۱۴۹۳۸

۱۰۶۔ فتح الباری، المجلد (۱۲) كتاب الطلاق، باب (۷) من قال لامرأته: الخ، ص ۴۶۵

غیرۃ۔ (۱۰۸)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۰۹)، امام مالک بن انس متوفی

۱۷۹ھ (۱۱۰) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۱۱) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيَّاسٍ ابْنُ الْبَكَّيْرِ، فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَمَاذَا تَرَيَانِ؟ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ مِنْ قَوْلٍ، فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاسْأَلَهُمَا ثُمَّ أَتَيْنَا فَأَخْبَرْنَا، فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضَلَةٌ (أَيُّ مَسْئَلَةٍ صَعْبَةٍ مُشْكِلَةٍ) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْوَاحِدَةُ تُبَيِّنُهَا، وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا، حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَفِي "الْمَوْطَأِ لِمَالِكٍ" وَ"السَّنَنِ لِلْبَيْهَقِيِّ":

۱۰۸۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۸، الحديث: ۴۴۸۰

۱۰۹۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۷، الحديث: ۴۴۷۸،

۱۱۰۔ الموطأ للإمام مالك بن أنس، کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص ۳۵۶، الحديث: ۶۵۷

۱۱۱۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلل والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إفضاء الطلاق

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

یعنی، معاویہ ابن ابی عیاش انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا کہ انکے پاس محمد بن ایاس ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟ (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تو حضرت عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلا جا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آکر ہمیں بھی بتانا۔ تو محمد بن ایاس نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! فتویٰ دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک طلاق اُسے بائن کر دیگی (یعنی اگر جد اجدا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائیگی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائیگی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی) جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہوگی اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا۔

امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ (۱۱۲)، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۱۳)،

۱۱۲۔ المؤطا للإمام محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الطلاق، باب (۱۵) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً قبل

أن يدخل بها، ص ۱۹۶، الحديث: ۵۸۱

اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (دو اسناد کے ساتھ) (۱۱۴) امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۱۵)، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۱۶) اور ابن انس (۱۱۷) روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے قبل ایک دم تین طلاقیں دے دیں پھر اس کا خیال ہوا کہ وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

فَسَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَا: لَا يُنْكِحُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةً، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أُرْسِلَتْ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ۔

یعنی، حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا ان دونوں صحابہ نے فرمایا کہ اس نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں، جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی تھیں اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تیرے ہاتھ میں جو کچھ تھا تو نے اکٹھا ہی دے دیا۔

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۷۹ھ مندرجہ بالا روایت کے تحت لکھتے ہیں:

و بهذا نأخذ و هو قول أبي حنيفة و العامة من فقهاءنا، لأنه طلقها ثلاثاً جميعاً معاً، و لو فرقهن وقعت الأولى خاصة، لأنها

۱۱۴۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۲،

الحديث: ۱۱۱۱۶-۱۱۱۱۷

۱۱۵۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً

معاً، ص ۵۷، الحديث: ۴۴۷۷

۱۱۶۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

الثلاث الخ، ص ۵۴۸-۵۴۹، الحديث: ۱۴۹۶۵

بانت بها قبل أن يتكلم بالثانية، ولا عدة عليها الخ (۱۱۸)
یعنی، اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور
ہمارے عامہ فقہاء کا قول ہے کیونکہ اس نے اُسے تین کی تین
طلاقیں ایک ساتھ دے دیں، اور وہ اگر ان کو جُدا جُدا کرتا (یعنی
الگ الگ دیتا) تو پہلی ہی واقع ہوتی، کیونکہ وہ اس پہلی طلاق
سے ہی دوسری بولنے سے قبل بائن ہو جاتی اور اس عورت پر عدت
نہیں ہے۔

جن روایات میں غیر مدخول بہا (جن سے مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) پر
تین طلاقوں کے واقع ہونے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک کلمہ دی گئی تین طلاقات
ہیں کیونکہ اگر الفاظ متحدہ وہ سے طلاقات دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخول بہا بائن
ہو جاتی ہے اور باقی طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقات لغو ہو جاتی ہیں جیسا کہ مندرجہ
بالا روایات سے ظاہر ہے۔

(۶) حضرت عثمان غنی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا متفقہ فیصلہ:
امام مالک، شافعی اور بیہقی نے روایت کیا کہ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ
حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے کاتب نے اپنی بیوی کو دو طلاقات دے دیں پھر اس سے
رجوع کا ارادہ کیا تو ازواج مطہرات نے اسے حکم دیا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی
اللہ عنہ کے پاس جا کر مسئلہ پوچھیں تو وہ آپ کی خدمت میں آیا اور حضرت زید بن ثابت
بھی آپ کے پاس موجود تھے:

فَقَالَا: حُرْمَتُ عَلَيْكَ، حُرْمَتُ عَلَيْكَ (۱۱۹)

۱۱۸۔ الموطا لمحمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الطلاق، باب (۱۵) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً،

یعنی، تجھ پر حرام ہوگئی، تجھ پر حرام ہوگئی۔

(۷) حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ يَقُولَانِ: لَوْ قَالَ: أَنْتِ خَلِيَّةٌ ثَلَاثًا أَوْ بَرِيَّةٌ
ثَلَاثًا أَوْ بَيْتَةٌ ثَلَاثًا أَوْ بَائِنٌ ثَلَاثًا أَوْ حَرَامٌ ثَلَاثًا لَا تَجِلُّ لَهُ حَتَّى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۱۲۰)

یعنی، حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے تھے اگر کسی شخص
نے اپنی بیوی کے تین بار ”انت خلیہ“ یا ”انت بریئہ“ یا
”بتہ“ ”بائن“ کہا تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب
تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي يَعْنِي
الْبَيْتَةَ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ، فَقَالَ
الرَّجُلُ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حِينَ
فَارَقَ امْرَأَتَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ
أَنْ يُرَاجِعَ امْرَأَتَهُ لِطَلَاقِ بَقِيٍّ لَهُ وَأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ لَكَ مَا تَرْجِعُ بِهِ
امْرَأَتَكَ۔ (۱۲۱)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص

۱۲۰۔ كشف الغمة عن جميع الأمة، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، فصل في طلاق البتة و جمع الثلاث

الخ، ص ۸۲۱

۱۲۱۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلق والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إفضاء الطلاق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو حالِ حیض میں طلاق مُغلّظہ دیدی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی تو اس شخص نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو جدا کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو انہیں ان طلاقوں کی وجہ سے رجوع کا حکم فرمایا، جو انکے پاس باقی تھیں اور تیری حالت یہ ہے کہ تیرے لئے کوئی طلاق باقی نہیں ہے جسکے ساتھ تو اپنی بیوی سے رجوع کرے۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۲۲) اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۲۳) نے روایت کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: هِيَ ثَلَاثٌ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَإِذَا كَانَ أُتِيَ بِهِ أَوْ جَعَهُ.

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مقاربت سے قبل بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں کہ تین طلاقیں واقع ہو گئیں جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔ اور جب کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے بیک وقت تین طلاقیں دی

۱۲۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب (۱۴)، باب ما جاء في إمضاء

الطلاق الثلاث الخ، ص ۵۴۷، الحديث: ۱۴۹۷

۱۲۳۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۱،

الحديث: ۱۱۱۰۹

ہوتیں تو آپ اُسے سزا دیتے۔

امام ابو بکر عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل کی کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا ظَفَرَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، أَوْ جَعَلَ رَأْسَهُ بِالْذُّرَّةِ (۱۲۴)

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی ایسے شخص کو پکڑتے جس نے اپنی بیوی کو (بیک وقت) تین طلاقیں دی ہوتیں تو دُڑے کے ساتھ اس کے سر میں مارتے۔

اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۱۲۵) اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام (۱۲۶) سے اور روایت ہے:

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں

فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ فَقَالَ: إِنَّمَا كُنْتَ أَلْعَبَ فَعَلَاهُ عُمَرُ ؓ بِالْذُّرَّةِ، وَقَالَ: إِنْ كَانَ لِيَكْفِيكَ ثَلَاثٌ۔

یعنی، یہ فیصلہ حضرت عمر فاروق ؓ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا تو کھیلتا ہے؟ اور اس کے سر پر کوڑا مارا اور فرمایا تجھے تین کافی ہیں (یعنی تیری بیوی تین طلاقوں سے ہی تجھ پر حرام ہوگئی)۔
امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

۱۲۴۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۷،

الحديث: ۱۱۳۸۹

۱۲۵۔ سنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق

الثلاث الخ، ص ۵۴۷، الحديث: ۱۴۹۵۷-۱۴۹۵۸

۱۲۶۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۷،

الحديث: ۱۱۳۸۴

یہی مسئلہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عورت اس مرد پر حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ پھر فرمایا:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَى بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا أَوْ جَعَلَ ظَهْرَهُ - (۱۲۷)

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اس کی پیٹھ پر مارتے۔
امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ إِذَا أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ، أَوْ جَعَهُ ضَرْبًا، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا - (۱۲۸)

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ زَمَنَ عُمَرَ: حَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ، حَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ، حَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ، فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، فَقَالَ: أَرَدْتُ الطَّلَاقَ ثَلَاثًا، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُلَيْمَانَ: أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ عَلِيًّا أَنْ

۱۲۷۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۹، الحديث: ۴۴۸۸

۱۲۸۔ مصنف ابن شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۰) من كره أن يطلق الرجل امرأته ثلاثاً في مقعد واحد الخ، ص ۱۱، الحديث: ۳

يُحْلِفُهُ مَا نَوَىٰ- (۱۲۹)

یعنی، مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تیری رسی تیری گردن پر، تیری رسی تیری گردن پر، تیسری رسی تیری گردن پر، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رکنِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان حلف لیا تو اس شخص نے کہا میں نے اس سے تین طلاق کا ارادہ کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تین طلاقوں کو جاری فرما دیا۔ اور عبد الملک بن سلیمان کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس سے اس کی نیت کا حلف لیں۔

(۹) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي يَحْيَىٰ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ عُثْمَانَ فَقَالَ: إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً قَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ وَسَبْعَةٌ وَتُسْعُونَ عُذْوَانِ- (۱۳۰)

یعنی، معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی اور باقی ستانوے (۹۷) طلاقیں حد سے تجاوز کرنا ہے۔

۱۲۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۳۷) حبلک، علی غاربک،

ص ۲۸۸، الحدیث: ۱۱۲۷۶-۱۱۲۷۷

۱۲۰۔ مصنّف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل یطلق امرأته مائة أو

(۱۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۳۱) روایت کرتے ہیں اور ان کے حوالے سے امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (۱۳۲) نقل کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَلِيٍّ فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

یعنی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیں، تو آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۳۳) اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۵۸ھ (۱۳۴) روایت کرتے ہیں:

عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا قَالَ: بَانَ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَأَقْسِمُ سَائِرَهَا بَيْنَ نِسَائِكَ۔

یعنی، حبیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے جدا ہو گئی، باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کر دو۔

۱۳۱۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۵۴۷، الحديث: ۱۴۹۵۹

۱۳۲۔ جمع الحوامع، المجلد (۱۳)، مسند علي بن أبي طالب، ص ۴۰۰، الحديث: ۷۹۰۵

۱۳۳۔ مصنف ابن أبي شيبة، المجلد (۴)، كتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) في الرجل يطلق امرأته مائة أو ألفاً في قول واحد، ص ۱۲، الحديث: ۵

اس روایت کو امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے بھی نقل کیا ہے۔ (۱۳۵)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

یعنی، امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ حضرت علی عليه السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاقیں دے دے تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَدَّةَ الْعَرْفَجِ، قَالَ: تَأْخُذُ مِنَ الْعَرْفَجِ ثَلَاثًا وَتَدْعُ سَائِرَهُ (۱۳۶)

یعنی، شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا، عرض کی میں نے اپنی بیوی کو عرفج کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: عرفج میں سے تین لے لے (یعنی تین واقع ہو گئیں) باقی چھوڑ دے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۳۷)، اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن

۱۳۵۔ جمع العوامع، المجلد (۱۳)، مسند علی بن ابی طالب، ص ۴۰۰، الحدیث: ۷۹۰۶

۱۳۶۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۶

نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۳۸) روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: إِنِّي طَلَقْتُ
امْرَأَتِي ثَمَانِي تَطْلِيقَاتٍ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: فَمَاذَا قِيلَ لَكَ؟ قَالَ:
قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: صَدَقُوا، مَنْ طَلَقَ
كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لُبْسًا، جَعَلْنَا
لُبْسَهُ مُلَصَّقًا بِهِ، لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَتَحْمِلُوهُ عَنْكُمْ، هُوَ
كَمَا يَقُولُونَ۔

یعنی، ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے
لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں، تو حضرت
ابن مسعودؓ نے فرمایا: علماء صحابہ نے تجھے کیا کہا، وہ بولا مجھ سے
یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ سے بائن (جدا) ہوگئی تو آپ نے فرمایا:
انہوں نے سچ کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا
تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا اور جو حکم کو اپنے اوپر مشتبہ
کرے گا تو ہم اُس کی بلا اُسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ
نہ کرو جو ہم اُسے تم پر ڈال دیں، تیری بیوی کا حکم وہی ہے جو صحابہ
کہتے ہیں (یعنی وہ تجھ سے جدا ہوگئی)۔

اور اسی حدیث کو امام طبرانی نے ”المعجم الکبیر“ میں روایت کیا ہے اور ان سے حافظ
نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان بیہقی متوفی ۸۰۷ھ نے نقل کیا اور اس حدیث کے
بارے میں حافظ بیہقی لکھتے ہیں:

رجالہ رجال الصحيح (۱۳۹)

۱۳۸۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۶،

الحدیث: ۱۱۳۸۶

۱۳۹۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فیمن طلق أكثر من ثلاث،

یعنی، اس حدیث کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۴۰)، امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۴۱) روایت کرتے ہیں اور ان سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ (۱۴۲) نقل کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ فرماتے ہیں! ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ

إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي تِسْعَةً وَتِسْعِينَ مَرَّةً قَالَ: فَمَا قَالُوا لَكَ؟ قَالَ قَالُوا: قَدْ حَرُمْتُ عَلَيْكَ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَقَدْ أَرَادُوا أَنْ يَبْقُوا عَلَيْكَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ عُذْوَانٌ۔

یعنی، میں نے اپنی بیوی کو ننانوے (۹۹) طلاقیں دی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا علماء صحابہ نے تجھے اس کا کیا حکم بتایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے کہا ہے تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی، تو علقمہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے تجھ سے تیری بیوی کو الگ کر دیا اور باقی سب حد سے تجاوز ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے اور ان سے بیوی کے حرام ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔
امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۴۳) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۱۴۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل يطلق امرأته مائة أو

ألفاً فی قول واحد، ص ۱۲، الحدیث: ۱

۱۴۱۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۲)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۱۷،

الحدیث: ۱۱۳۸۷

۱۴۲۔ تفسیر مظہری، المجلد (۱)، سورة البقرة، آیت: ۲۲۹، ص ۳۰۲

۱۴۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل يطلق امرأته مائة أو

ألفاً فی قول واحد، ص ۱۲، الحدیث: ۲

۴۵۸ھ (۱۰۴۷ء) نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ
قَالَ: حَرَمْتُهَا ثَلَاثَ وَ سَبْعَةَ وَ تَسْعُونَ عُدْوَانًا.

یعنی، علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدیں آپ نے فرمایا تین طلاقوں سے اسکی بیوی حرام ہوگئی باقی ستانوے حد سے تجاوز ہیں۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں اور ان سے حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نقل کرتے ہیں:

عن علقمة، قال: جاء ابن مسعود رجلاً فقال: إني طَلَّقْتُ امْرَأَتِي
تِسْعًا وَ تِسْعِينَ، وَ إِنِّي سَأَلْتُ، فَقِيلَ: قَدْ بَانَ مِنْي، فَقَالَ ابْنُ
مَسْعُودٍ: قَدْ أَحْبَبُوا أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهَا، قَالَ: فَمَا تَقُولُ
رَحِمَكَ اللَّهُ؟ فَظَنَّ أَنَّهُ سَيُرْخِصُ لَهُ، فَقَالَ: ثَلَاثُ تُبَيِّنُهَا مِنْكَ، وَ
سَائِرُهُنَّ عُدْوَانًا

یعنی، حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دے دی ہیں اور میں نے اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ سے دریافت کیا تو جواب ملا کہ میری بیوی مجھ سے (حرمت مغلطہ کے ساتھ) جدا ہوگئی۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے تیرے اور تیری بیوی کے مابین جدائی کو پسند کیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اور اس نے گمان کہ عنقریب آپ

اُسے رخصت دے دیں گے، پس حضرت بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ننانوے میں سے تین طلاقوں نے تیری بیوی تجھ سے جد کر دی اور باقی سب سے حد سے تجاوز ہیں۔
اور اس حدیث کے بارے میں حافظ بیہمی لکھتے ہیں:

رجالہ رجال صحیح (۱۴۵)

یعنی، اس حدیث کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن مسروق عن بن مسعود، سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ:

اخْتَارِي، فَسَكَّتْ، ثُمَّ قَالَ: اخْتَارِي، فَسَكَّتْ، ثُمَّ قَالَ لَهَا ثَالِثَةً:

اخْتَارِي، فَقَالَتْ: اخْتَرْتُ نَفْسِي، قَالَ: هِيَ ثَلَاثٌ (۱۴۶)

یعنی، مسروق تابعی سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: اختیار کر تو وہ خاموش رہی، پھر اس نے کہا اختیار کر تو وہ خاموش رہی، پھر تیسری بار کہا اختیار کر تو اس بار اس عورت نے کہا: میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا (تو اس کا حکم کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: یہ تین طلاقیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهُ

كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ فَطَلَّقْتُهَا عَدَدَ النُّجُومِ قَالَ: تَكَلَّمْتَ

بِالطَّلَاقِ؟ قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ الطَّلَاقَ فَعَمَّنْ

أَخَذْتَهُ؟ فَمَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَقَدْ تَبَيَّنَ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلَى

۱۴۵۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فیمن طلق أكثر من ثلاث،

ص ۴۲۲، الحدیث: ۷۷۸۴

۱۴۶۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۷)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۳۴) بخیرھا ثلاثاً، ص ۶،

نَفْسِهِ جَعَلْنَا بِهِ لُبْسَهُ، لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَتَتَحَمَّلُوا عَنْكُمْ هُوَ
كَمَا تَقُولُونَ۔ (۱۴۷)

یعنی، ابن سیرین حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ بات ہوگئی تو میں نے اسے تاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا تو نے طلاق کا لفظ زبان سے کہا؟ وہ کہنے لگا ہاں، راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اللہ نے طلاق دینے کا طریقہ بیان فرمایا دیا ہے، یہ طریقہ تو نے کس سے لیا؟ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا ہے اور جو حکم کو اپنے اوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اس کی بلا اسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ نہ کرو جو ہم اسے تم پر ڈال دیں۔

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۴۸) روایت کرتے ہیں اور حافظ نورالدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ (۱۴۹) امام ”طبرانی کبیر“ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

عن ابن مسعود في التي تطلق ثلاثا قبل أن يدخل بها، لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره

یعنی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس عورت کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دے دی گئیں تو وہ عورت اپنے شوہر

۱۴۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۳) من قال لامرأته: أنت طالق عدد النجوم، ص ۱۳، الحديث: ۱

۱۴۸۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البكر، ص ۶۲۰، الحديث: ۱۱۱۰۷

کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔
اس سے ثابت ہوا صحابہ کرام کے نزدیک بھی اگر کوئی اپنی بیوی کو بیک وقت تین
طلاقیں دے دے تو واقع ہو جاتی ہیں اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۱۵۰) اور امام احمد بن حنبل متوفی
۲۴۱ھ (۱۵۱) نے روایت اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۵۲) نے نقل کیا ہے کہ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے،
جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ
ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا.....

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا، فَقَدْ حَرُمْتُ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا
غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔

یعنی، اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام
ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے
حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ
نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

اس کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے لکھا:

وإسناده صحيح (۱۵۳)

یعنی، اس کی سند صحیح ہے۔

۱۵۰۔ صحیح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱) تحریم طلاق الحائض

النج، ص ۵۲، الحدیث: ۱ (۱۴۷۱)

۱۵۱۔ المسند: ۲/۱۲۴

۱۵۲۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، (۲۴۳) نافع،

عنه، ص ۲۲۱، الحدیث: ۱۹۹۸

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے چار مختلف اسناد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا:

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا، فَقَدْ حَرَمْتُ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَ عَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔ (۱۵۴)

یعنی، اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا۔

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا، فَقَدْ حَرَمْتُ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَ عَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔ (۱۵۵)

یعنی اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ

۱۵۴۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۸-۱۹-۲۰، الحدیث: ۳۹۲۱-

۳۹۲۲-۳۹۲۴-۳۹۲۹

۱۵۵۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۳) الاختیار للزوج أن لا يطلق

نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔
امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۱۵۶) اور ان سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ
(۱۵۷) نقل کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللَّهَ بِمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ
امْرَأَتِكَ، وَبَانَ مِنْكَ (فقہی: ۱۷۸۳) بَانَ مِنْكَ وَبُنْتُ مِنْهَا)
یعنی، اگر تو نے اُسے تین طلاقیں (بیک وقت) دے دیں تو اللہ
تعالیٰ نے بیوی کو طلاق دینے کا جو حکم فرمایا تھا اس حکم کی تو نے
نافرمانی کی اور تیری بیوی (تین طلاقیں واقع ہونے کی وجہ سے)
تجھ سے جدا ہو گئی۔ اور تو اس سے جدا ہو گیا۔

اس کے تحت علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

رواہ مسلم (فی باب تحریم طلاق الحائض الخ) عن زہیر، و النسائی
(فی باب الرجعة) عن علی بن حجر کلاهما عن إسماعیل بن علیہ
یعنی، اس حدیث کو امام مسلم نے زہیر سے اور نسائی نے علی بن حجر
سے، دونوں نے اسماعیل بن علیہ سے روایت کیا ہے۔

اور علامہ ابن کثیر (برقم: ۱۵۰۳) اور ڈاکٹر عبدالمعطی (۱۵۸) لکھتے ہیں:

وإسناده صحيح
یعنی، اس کی سند صحیح ہے۔

اور امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ کی روایت کے الفاظ
مندرجہ ذیل ہیں:

۱۵۶۔ المسند: ۶/۲، وطبعة شاكر (۴۵۰)، أيضاً المسند طبعة شاكر (۵۳۲۱)

۱۵۷۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبد اللہ بن عمر، (۲۴۳) نافع، عنہ، ص ۵۸،

۱۵۱، الحديث: ۱۵۰۳، ۱۷۸۳

۱۵۸۔ تحقیق جامع المسانید و السنن: ۵۸/۲۹ (۶۱۲)

وَأَمَّا أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ
امْرَأَتِكَ وَبَانَ مِنْ امْرَأَتِكَ (۱۵۹)

یعنی، اگر اُسے تین طلاق بیک وقت دے دی تو اللہ تعالیٰ نے
طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری
بیوی (تین طلاق کے ساتھ) تجھ سے جدا ہو گئی۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔
امام علی بن عمرو دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ثَلَاثًا،
فَقَدْ بَانَ مِنْهُ، وَعَصَى رَبَّهُ، وَخَالَفَ السُّنَّةَ۔ (۱۶۰)

یعنی، حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے
فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں بیک
وقت دے دیں تو عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اس شخص
نے ایسا کر کے اپنے رب کی نافرمانی اور سنت کا خلاف کیا۔

۱۱۱ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا طَلَّقَتْ فَعَصَى
رَبَّهُ (۱۶۱)

یعنی، حضرت سالم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے فرمایا: جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو
تینوں واقع ہو گئیں اور اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

۱۵۹۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۷۶) الرجعة، ص ۴۰۲-۴۰۳،

الحديث: ۵۷۵۲/۴

۱۶۰۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۳۰، الحديث: ۳۹۷۷-۳۹۷۸

۱۶۱۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۸،

الحديث: ۱۱۳۸۸

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:
عن نافع، أنَّ رجلاً طلق امرأته وَهِيَ حَائِضٌ ثَلَاثًا، فَسَأَلَ ابْنَ
عُمَرَ، فَقَالَ: عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَبَانَ مِنْكَ، لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ (۱۶۲)

یعنی، نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں
تین طلاقیں دے دیں پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا
تو آپ نے فرمایا: تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ
سے (طلاق مغلطہ کے ساتھ) جدا ہو گئی (اب) تیرے لئے حلال
نہیں یہاں تک کہ تیرے سوا دوسرے خاوند کے پاس رہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: إِذَا نَكَحْتُ
فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ، فَهِيَ كَذَلِكَ إِذَا نَكَحَهَا وَإِنْ كَانَ طَلَّقَهَا
وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ - (۱۶۳)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے
جب کوئی شخص کہے اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو اُسے
طلاق ہے پھر جب اُسی عورت سے نکاح کیا تو اُسی طرح ہوگی
(یعنی اسے طلاق ہو جائے گی) اگر اس نے اسے ایک طلاق یا دو
طلاقیں یا تین طلاقیں دی تھیں تو اتنی ہی واقع ہو جائیں گی جتنی
اُس نے دی تھیں۔

۱۶۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب الطلاق، باب (۷) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً الخ،
ص ۴۵ ف ۲، الحديث: ۱۱۰۰۷

۱۶۳۔ الموطأ للإمام محمد الحسن الشیبانی، کتاب الطلاق، باب الرجل يقول: إذا نكحت فلانة فهي
طالق، ص ۱۸۹، الحديث: ۵۶۴

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ
الرَّحْمَنِ! إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، قَالَ: بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَبْعَةٍ
وَتَسْعُونَ يُحَاسِبُكَ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (۱۶۴)

یعنی، ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں
آیا راوی کہتا ہے میں بھی انکے پاس تھا۔ کہنے لگا اے ابو عبدالرحمن!
(حضرت ابن عمر کی کنیت ہے) میں نے اپنی بیوی کو سو بار طلاق دی
ہے تو آپ نے فرمایا تیری بیوی تین طلاق سے تجھ سے جدا ہو گئی باقی
ستانوے کا حساب تجھ سے اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا: حُرِّمَتْ عَلَيْكَ۔ (۱۶۵)
یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُس شخص سے فرمایا
جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری
بیوی حرام ہو گئی۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۶۶) اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ

۱۶۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل یطلق امرأته مائة أو

ألفاً فی قول واحد، ص ۱۳، الحدیث: ۱۰

۱۶۵۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة

الخ، ص ۵۵۲، الحدیث: ۱۴۹۷۶

۱۶۶۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل یطلق امرأته ثلاثاً

معاً، ص ۵۷، الحدیث: ۴۴۷۶

(۱۶۷)، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۰۶۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّ عَمِّي طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللَّهَ فَأَتَمَّهُ اللَّهُ (فَأَنذَمَهُ اللَّهُ) وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ يُحِلُّهَا لَهُ؟ فَقَالَ (مَنْ يُخَادِعُ اللَّهَ يُخَادِعُهُ)۔

یعنی، مالک بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں عرض کی حضرت میرے چچا نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں آپ نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تو اللہ نے اُسے پورا کر دیا (پشیمان کر دیا) اور اس نے شیطان کی اطاعت کی ہے جس نے اس کیلئے نکلنے کی راہ نہیں چھوڑی مالک بن حارث کہتے ہیں میں نے کہا آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے وہ عورت اس کیلئے حلال ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا جو اللہ کو دھوکہ دے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَلَوْ قَالَهَا تَتْرِي بَانَثٍ بِالْأُولَى۔ (۱۶۹)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کوئی شخص

۱۶۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۰) من كره أن يطلق الرجل امرأته

ثلاثاً في مقعد واحد، ص ۱۱، الحديث: ۲

۱۶۸۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة،

ص ۵۵۲، الحديث: ۱۴۹۸۱

۱۱۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴) کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۹) في الرجل يقول: لامرأته أنت

طالق الخ، ص ۲۱، الحديث: ۷

اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دیں تو اس صورت میں پہلی طلاق سے بائندہ ہو جائیگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مدخول بہا کو اگر الگ الگ طلاقیں دی جائیں تو وہ پہلی طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے پھر وہ محل طلاق نہیں رہتی جو دوسری طلاقیں واقع ہو سکیں اس لئے بقیہ دو لغو ہو جاتی ہیں۔

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے والد طاؤس سے روایت کیا کہ

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ مُطَلِّقٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: لَوْ اتَّفَقَتِ اللَّهُ جَعَلَ لَكَ مَخْرَجًا (۱۷۰)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو فرماتے اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو اللہ تعالیٰ تیرے نکلنے کی کوئی جگہ چھوڑتا۔

امام محمد بن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے روایت کیا کہ

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أتاه رجل فقال: إني طَلَقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، قَالَ: يَذْهَبُ أَحَدُكُمْ فَيَتَلَطَّحُ بِالنِّسَاءِ ثُمَّ يَأْتِينَا، أَذْهَبَ فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَقَدْ حَرُمْتُ عَلَيْكَ امْرَأَتَكَ، لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ

قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة، وقول العامة لا

(اختلاف فیہ (۱۷۱)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، آپ نے فرمایا: تم میں کا ایک جاتا ہے مذموم حرکت کرتا ہے پھر ہمارے پاس آتا ہے، جا پس تحقیق تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تجھ پر تیری بیوی حرام ہو گئی ہے، تیرے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام محمد نے فرمایا: اس روایت کو ہم فتویٰ کے لئے لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ اور جمہور کا قول ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اس حدیث کے بارے میں محقق احمد عیسیٰ معصراوی نے لکھا: اس حدیث کی سند ”صحیح“ ہے۔ (۱۷۲)

اور امام عبدالرزاق نے دوسری روایت حضرت مجاہد سے بیان کی کہ

قال مجاهد: عن ابن عباس، قال: قال له رجل: يا أبا عباس! طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَا أبا عَبَّاسٍ! يُطَلِّقُ أَحَدُكُمْ فَيَسْتَحِمُّ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أبا عَبَّاسٍ، غَضِبْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ (۱۷۳)

یعنی، حضرت مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے آکر کہا اے ابا عباس میں نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں ہیں تو حضرت ابن عباس نے

۱۷۱۔ کتاب الآثار، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً الخ، ص ۵۰۴، الحدیث: ۴۹۱

۱۷۲۔ تحقیق کتاب الآثار: ۵۰۴/۲

۱۷۳۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۹،

الحدیث: ۱۱۳۹۶

فرمایا: اے ابابعباس تم میں کا ایک حماقت کرتا ہے اور طلاق دے دیتا ہے۔ تو نے (بیک وقت تین طلاقیں دے کر) اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی (حُرمتِ مُغلظہ کے ساتھ) تجھ سے جدا ہو گئی۔

امام ابوداؤد و سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۱۷۴)، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۱۷۵) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۷۶) روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے بیان کیا، میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو سخت غصے کی حالت میں ایک دم تین طلاقیں دے دی ہیں

قَالَ: فَسَكَّتْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَأَاهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿وَمَنْ يُتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَلَمْ أَجِدْ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَ مِنْكَ أَمْرُكَ۔

یعنی، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے پھر چلا آتا ہے اور کہتا ہے اے ابن عباس، اے ابن عباس! اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور جو اللہ سے ڈرتا

۱۷۴۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث،

ص ۴۴۹، الحدیث: ۲۱۹۷

۱۷۵۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۰-۱۱-۳۲،

الحدیث: ۳۸۸۲-۳۹۸۹

۱۷۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الملع والطلاق، باب (۱۵) الإختیار للزوج أن لا

ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے“ اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈراتو میں تیرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ پر جدا ہوگئی (یعنی تین طلاقیں واقع ہونے کی وجہ سے تجھ پر حرام ہوگئی)۔

یعنی، اگر ٹو سنت کے مطابق طہر میں ایک طلاق دیتا تو تجھے سوچنے کا موقع ملتا اور اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا اور پھر تو اللہ سے نہیں ڈراتو نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی اور اس کے بعد رجوع ممکن ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اُسے رجوع کرنے کا حکم فرماتے حالانکہ آپ نے رجوع کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: ”میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا“ یعنی تیری بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں لہذا اب نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

ذرا غور کیجئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو فرما رہے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے بعد میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا، حضرت ابن عباس تو راستہ نہیں پاتے نجانے ان غیر مقلدوں نے راستہ کہاں سے معلوم کر لیا۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کو

۱..... حمید الاعرج وغیرہ نے مجاہد از ابن عباس

۲..... شعبہ نے عمرو بن مرہ از سعید بن جبیر از ابن عباس

۳..... ایوب اور ابن جریج دونوں نے عطاء از ابن عباس

۴..... اعمش نے از مالک بن حارث از ابن عباس..... اور

۵..... ابن جریج از عمرو بن دینار از ابن عباس سے روایت کیا ہے:

كُلُّهُمْ قَالُوا فِي الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ: إِنَّهُ أَحْزَاهَا، قَالَ: وَبَآئَتْ

مِنْكَ۔ (۱۷۷)

یعنی، سب نے بیک وقت تین طلاق کے بارے میں کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں نافذ فرمادیں (اور یہ نہیں فرمایا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں سے تین نہیں ایک واقع ہوتی ہے) اور (یہ) فرمایا تیری بیوی تین طلاق واقع ہونے کی وجہ سے تجھ سے جدا ہوگئی۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ دو مختلف سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ النُّجُومِ، فَقَالَ: أَخْطَأَ السُّنَّةَ وَحَرُمْتُ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ۔ (۱۷۸)

یعنی، حضرت ابن عباس سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی تھیں آپ نے فرمایا اس نے سنت کے خلاف کیا اور اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۷۹) اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ (۱۸۰) اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۸۱) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو (و فِي الْمَصْنَفِ لِعَبْدِ الرَّزَاقِ : عَنْ مُجَاهِدٍ) سُئِلَ عَنْ

۱۷۷۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التلقيات الثلاث، ص ۴۴۹، الحديث: ۲۱۹۷

۱۷۸۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الحزم (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۰، الحديث: ۳۹۰۲-۳۹۰۳
۱۷۹۔ مصنف ابن أبی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۳) من قال لامرأته: أنت طالق عدد النجوم، ص ۱۴، الحديث: ۳

۱۸۰۔ السنن الکبری للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵۲، الحديث: ۱۴۹۸۰

۱۸۱۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۷، الحديث: ۱۱۳۹۱

ابن عباس عن رجل طلق امرأته عدد النجوم فقال: يكفيه من ذلك رأس الجوزاء۔

یعنی، حضرت عمرو ؓ بیان کرتے ہیں (اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ستاروں کی مانند طلاقیں دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُسے ان میں سے بُرج جوزا کا سر ہی کافی ہے (اور بُرج جوزا کے سر پر تین ستارے ہوتے ہیں تو مفہوم یہ ہے کہ تجھے تین طلاقیں کافی ہیں)۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۸۲) دو مختلف سندوں سے عطاء بن یسار اور مجاہد سے اور امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۸۳) نے بیان کیا ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ:

طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً، قَالَ: تَأْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدْعُ سَبْعًا وَتُسَعِينَ۔

یعنی، میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لو اور ستانوے چھوڑ دو (یعنی تین واقع ہو گئیں اور ستانوے لغو ہو گئیں)۔

ابن انس روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً تَطْلِيقَةً فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَّقْتُ

۱۸۲۔ المسند الکبری للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة

الخ، ص ۵۵۲، الحدیث: ۱۴۹۷۷

۱۸۳۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷)، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۸، الحدیث:

مِنْكَ لِثَلَاثٍ وَسَبْعٍ وَتَسْعُونَ اتَّخَذَتْ بِهَا آيَاتُ اللَّهِ هُزُؤًا۔ (۱۸۴)
یعنی، ایک شخص نے حضرت ابن عباس کی خدمت میں عرض کی
حضرت میں نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دے دی ہیں تو
حضرت ابن عباس نے فرمایا تیری بیوی تین سے طلاق والی ہوگئی
اور جو زیادہ ہیں وہ تو نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جَبْرِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ
امْرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْهِ، وَسَبْعَةٌ وَتَسْعُونَ فِي رَقَبَتِهِ،
إِنَّهُ اتَّخَذَ آيَاتَ اللَّهِ هُزُؤًا۔ (۱۸۵)

یعنی، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی
بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دے دیں تو حضرت عبداللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تین طلاقیں نے اس کی بیوی اس پر
حرام کر دی اور ستانوے اس کی گردن میں ہیں کہ اس نے اللہ کی
آیتوں کو مذاق بنایا۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ تَحَرِّمُ عَلَيْكَ امْرَأَتَكَ وَسَائِرُهُنَّ وَزُرَّ اتَّخَذَتْ آيَاتُ اللَّهِ
هُزُؤًا۔ (۱۸۶)

یعنی، بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نے تیری بیوی تجھ پر حرام کر دی
اور تمام طلاقیں بوجھ ہیں کہ تو نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا۔

۱۸۴۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، المجلد (۳)، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، الحديث: ۶۲۵

۱۸۵۔ شرح معاني الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، كتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً

معاً، ص ۵۸، الحديث: ۴۴۸۱

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُسے جواب دیا:

ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ، وَبَقِيَّتُهَا وَزَّرَ اتَّخَذَتْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا (۱۸۷)
یعنی، بیک وقت دی گئی تین طلاقوں نے اُسے تجھ پر حرام کر دیا،
باقی طلاقیں (تجھ پر) بوجھ ہیں، تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق
بنایا ہے۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۸۸) روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ (۱۸۹)، نے سعید بن جبیر اور مجاہد سے روایت کیا:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا، فَقَالَ:
تَأْخُذُ ثَلَاثًا وَتَدْعُ تِسْعَ مِائَةٍ وَسَبْعَةَ وَتَسْعِينَ۔

یعنی، ایک شخص حضرت ابن عباس کی خدمت میں آیا، عرض کی کہ
میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے
لے اور نو سو ستانوے چھوڑ دے یعنی تین واقع ہو گئیں باقی لغو
ہو گئیں۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں، حضرت سعید بن جبیر نے

۱۸۷۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۸،
الحدیث: ۱۱۳۹۷

۱۸۸۔ السنن الکبری للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة
الخ، ص ۵۵۲، الحدیث: ۱۴۹۷۶

۱۸۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶) کتاب (۱۷) الطلاق، باب المطلق ثلاثاً، ص ۳۰۸،

بیان کیا:

أَنْ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفًا، فَقَالَ: يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثٌ وَتَدَعُ
تِسْعِمَائَةَ وَسَبْعًا وَتُسْعِينَ۔ (۱۹۰)

یعنی، ایک شخص نے بیوی کی ہزار طلاقیں دے دیں تو آپ نے اسے
فرمایا ان میں سے تین تجھے کافی ہیں باقی نو سو ستانوے چھوڑ دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مُعَدِّد فتاویٰ ذکر کئے گئے جن میں
صراحتاً مذکور ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہی آپ کا مذہب
ہے اور اسی پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو
روایات اس کے خلاف آپ سے مروی ہیں وہ آپ کی مرویات نہیں بلکہ آپ کی طرف
منسوب ہیں کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ جیسا جلیل القدر صحابی، رسول اللہ ﷺ سے ایک
چیز روایت کرے پھر فتویٰ اس کے خلاف دے۔ اگر منسوب نہیں بلکہ آپ ہی کی
مرویات ہیں تو بھی منسوخ ہیں کیونکہ صحابی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو
یہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے یعنی وہ احادیث کسی طرح بھی قابل
استدلال نہیں کیونکہ مُخَدِّثین کے ہاں بھی یہی اصول ہے کہ راوی کا عمل جب اپنی روایت
کے خلاف ہو تو وہ روایت قابلِ استدلال نہیں رہتی۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۹۱)، امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی
متوفی ۲۱۱ھ (۱۹۲)، امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۹۳)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی

۱۹۰۔ سنن الددار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۰، الحدیث: ۳۸۷۹

۱۹۱۔ المؤطا للإمام مالک بن انس، کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البکر، ص ۳۵۶،
الحدیث: ۶۵۸

۱۹۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶) کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۶۶۲،
الحدیث: ۱۱۱۱۸

۱۹۳۔ مصنّف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۱) طلاق البکر، ص ۶۶۲، الحدیث: ۱۱۱۱۸

متوفی ۳۲۱ھ (۱۹۴) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۹۵) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء بن یسار نے بیان کیا:

جَاءَ رَجُلٌ يُسَالُ ابْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَبْلَ أَنْ يُمَسِّهَا، قَالَ عَطَاءٌ: فَقُلْتُ إِنَّمَا طَلَّاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ: إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٍ (أو قَاضٍ)، الْوَاحِدَةُ تُبَيِّنُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَفِي الْمُصَنَّفِ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: إِنَّمَا أَنْتَ قَاضٍ وَلَسْتُ بِمُفْتًى!-

یعنی، ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں حاضر ہو کر ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے کہا غیر مدخول بہا کی طلاق صرف ایک ہے تو حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ نہیں ہے تو مگر ایک مرد قصہ بیان کرنے والا جو قصہ کوئی علم فقہ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق بائن کر دے گی اور تین طلاقیں حرام جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی اور ”مصنف ابن ابی شیبہ“ میں ہے آپ نے عطاء بن یسار سے فرمایا تو صرف قاضی ہے مفتی نہیں غیر مدخول بہا کو ایک بائن کر دے گی (جب کہ متفرق دی جائیں) اور تین حرام (جب کہ بیک کلمہ دی جائیں)۔

۱۹۴۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۸، الحديث: ۴۴۸۶

۱۹۵۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الطلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء إمضاء الطلاق

الطلاق، ص ۵۴۹، الحديث: ۱۴۹۶۷

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۹۶)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۹۷)، اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۹۸) روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے غیر مدخول بہا کو تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِيهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضَلَةٌ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْوَاحِدَةُ تَبَيَّنَهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا، حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

یعنی، تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا اے ابو ہریرہ فتویٰ دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ایک طلاق اُسے بائن کر دے گی (یعنی اگر جُد اجد ا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائے گی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی) جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہوگی (اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا)۔

۱۹۶۔ المطول للإمام مالك بن أنس، كتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص ۳۵۶،

الحديث: ۴۴

۱۹۷۔ شرح معاني الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، كتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً

معاً، ص ۵۷، الحديث: ۴۴۷۸

۱۹۸۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

(۱۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۹۹) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۲۵۸ھ (۲۰۰) روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ وَاقِعِ بْنِ سُحْبَانَ قَالَ: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ
امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ، قَالَ: أَثِمَ بِرَبِّهِ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ۔

یعنی، واقع بن سبحان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ شَقِيقِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (۲۰۱)

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو) عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۱۸) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۲۰۲) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۱۹۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۰) من کره أن يطلق امرأته ثلاثاً الخ، ص ۱۰، الحديث: ۱۔

۲۰۰۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب (۱۳) الاختيار للزوج الخ، ص ۵۴۴، الحديث: ۱۴۹۴۹۔

۲۰۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) فی الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹، الحديث: ۱۶۔

مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) الخ، ص ۱۲، الحديث: ۱۷۔

۴۵۸ھ (۲۰۳) روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْهِ وَ سَبْعَةٌ وَتَسْعُونَ فَضُلٌّ۔

یعنی، ایک شخص نے اُن سے اُس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دی تھیں تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کی بیوی اس پر حرام کر دی اور باقی ستانوے فضول گئیں۔

(۱۹) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۲۰۴) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۴۵۸ھ (۲۰۵) نے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ الْخُثَعِمِيَّةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، فَلَمَّا أُصِيبَ عَلِيٌّ، وَبُوعَ الْحَسَنُ بِالْخِلَافَةِ، قَالَتْ: لَتُهَنِّتَكَ الْخِلَافَةُ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ: يُقْتَلُ عَلِيٌّ، وَتُظْهِرِينَ السِّمَاتَةَ، أَذْهَبِي فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا، قَالَ: فَتَلَفَعْتُ نِسَاجَهَا، وَقَعَدْتُ حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، وَبَعْتُ إِلَيْهَا بَعْشَرَ أَلْفٍ مُتَعَةً، وَبَقِيَّةَ بَقِي لَهَا مِنْ صِدَاقِهَا، فَقَالَتْ مَتَاعٌ قَلِيلٌ، مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ، فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكَى، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ: "أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ

۲۰۳۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

الثلاث، ص ۵۴۹، الحديث: ۱۴۹۷۰

۲۰۴۔ سنن الدارقطني، المجلد (۲)، الجزء (۴)، كتاب الطلاق، ص ۲۰، الحديث: ۳۹۲۸

۲۰۵۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

امْرَأَتُهُ ثَلَاثًا مُبَهَّمَةً، أَوْ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ، لَمْ تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ“ لَرَا جَعْتُهَا۔

یعنی، سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت امام حسن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! خلافت مبارک ہو، حضرت امام حسن نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو، جاؤ تم کو تین طلاقیں دیں، اس نے اپنے کپڑے لئے اور بیٹھ گئی حتیٰ کہ اسکی عدت پوری ہو گئی، حضرت امام حسن نے اسکی طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار روپیہ صدقہ بھیجا، جب اسکے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا یہ کہا کہ اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرے نانا سے سنا ہے ”جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے“ تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔

(۲۰) امام حسین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں: آل رسول ﷺ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، خواہ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ بلکہ تمام اہل بیت کے علماء حضرت امام حسین زید بن علی، محمد بن علی

الباقر، محمد بن عمر بن علی، جعفر بن محمد، عبد اللہ بن حسن اور محمد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین سب کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ (۲۰۶)

(۲۱) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فتویٰ دیا کرتی تھیں کہ جس شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین
طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ
رہے۔ (۲۰۷)

(۲۲) اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:
عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا
قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَتْ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى يَطَّأَهَا زَوْجُهَا۔ (۲۰۸)
یعنی، صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین
حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا ایک شخص نے
مقاربت سے پہلے ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ
نے فرمایا اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک
دوسرا شوہر اس سے وطی (ہمبستری) نہ کرے۔

(۲۳) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

۲۰۶۔ الأشفاق، ص ۳۶-۳۷

۲۰۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) فی الرجل یتزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹، الحديث: ۹

۲۰۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) فی الرجل یتزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹، الحديث: ۶

قَدْ طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَعْْبُ عَلَيْهِ
ذَلِكَ۔ (۲۰۹)

یعنی، حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں
تو کسی نے اسکو معیوب نہیں سمجھا۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ: ابوسلمہ بیان
کرتے ہیں:

طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَعْْبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ
أَحَدٌ۔ (۲۱۰)

یعنی، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں
دیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی اس کو معیوب
نہیں سمجھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ صَ تَمَاضِرَ بِنْتُ الْأَصْبَغِ الْكَلْبِيَّةِ
فَبَتَّهَا۔ (۲۱۱)

یعنی، حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تماضر بنت اصبح کو طلاق
مغلظہ دی۔ (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دیں)

۲۰۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۱) من رخص للرجل أن يطلق
الخن، ص ۱۱، الحديث: ۱

۲۱۰۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلق والطلاق، باب (۱۳) الاختيار للزوج أن لا يطلق
إلا واحدة، ص ۵۴۰، الحديث: ۱۴۹۳۸

۲۱۱۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب العلق والطلاق، باب (۳۸) ما جاء في توريث المبتوتة
في مرض الموت، ص ۵۹۳، الحديث: ۱۵۱۲۴

(۲۴) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۲۱۲)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۲۱۳) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۲۱۴) روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ابن ابی عیاش انصاری سے بیان کیا کہ میں، عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان کے پاس محمد بن ایاس ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ کے پاس چلا جا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آکر ہمیں بھی بتانا تاکہ ہمیں بھی یہ مسئلہ معلوم ہو سکے اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عباس نے یہ فتویٰ دیا کہ ایک طلاق سے وہ بائن ہو جائیگی اور تین سے حرام، جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(۲۵) حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ عاصم بن عمر کا فتویٰ بھی اس مسئلہ میں وہی ہے جو حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کیونکہ آپ نے غیر مدخول بہا کو تین طلاق کا حکم پوچھنے والے سے فرمایا کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ سے مسئلہ پوچھو اور جو

۲۱۲۔ الموطا للإمام مالک بن انس، کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البکر، ص ۳۵۶،

الحديث: ۶۵۹

۲۱۳۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً،

ص ۵۷، حديث: ۴۴۷۸

۲۱۴۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العلق و الطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إضاء الطلاق

الثلاث، ص ۵۴۹، الحديث: ۱۴۹۶۶

جواب دیں ہمیں بھی بتانا۔ اسلئے کہ عام صحابہ مسائل میں فقہاء صحابہ کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے جیسا کہ فتح القدیر (۲۱۵) میں ہے۔

(۲۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ حضرت معاذ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ”اے معاذ جس نے طلاق بدعت ایک دی یا دو یا تین دیں ہم نے اس کی بدعت کو لازم کر دیا“ جیسا کہ امام دارقطنی اپنی ”سنن“ میں اور امام بیہقی نے اپنی ”سنن“ میں اسے روایت کیا ہے (دیکھئے تیسری حدیث)۔ اور حضرت معاذ جلیل القدر، عظیم المرتبت صحابی ہیں ان سے متھو نہیں کہ جسے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں فتویٰ اس کے خلاف دیں۔

(۲۷) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن الحكم عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الَّذِي يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۱۶)

یعنی، حکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق مروی ہے جو اپنی بیوی کو دخول (ہمبستری) سے قبل (ایک ہی مجلس میں اکٹھی تین) طلاق دے دیتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے وہ عورت حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۲۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ سے روایت ہے:

۲۱۵۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ص ۳۳۰

۲۱۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱)، الطلاق، باب فہم الرجل یتزوج الخ، ص ۱۸

عَنِ الشَّعْبِيِّ: عَنْ ابْنِ مُغْفَلٍ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۱۷)

یعنی، حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو دخول (ہمبستری) سے قبل (ایک مجلس میں اکٹھی تین) طلاق دے دی تھیں، فرمایا کہ اس کے لئے وہ عورت حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۲۹) اہل بیت کا فتویٰ:

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں: آل رسول ﷺ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، خواہ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ بلکہ تمام اہل بیت کے علماء حضرت امام حسین، زید بن علی، محمد بن علی الباقر، محمد بن عمر بن علی، حفر بن محمد، عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔

خود غیر مقلد پیر محمد یسین نے لکھا کہ: ”ائمہ اہل بیت ایسی طلاق کے واقع ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ (۲۱۸)

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے (۱) حضرت عمر فاروق، (۲) عثمان غنی، (۳) علی مرتضیٰ، (۴) عبداللہ بن مسعود، (۵) عبداللہ بن عمر، (۶) عبداللہ بن عباس، (۷) عبداللہ بن عمرو، (۸) ابو ہریر، (۹) عمران بن حصین، (۱۰) انس بن مالک، (۱۱) مغیرہ بن شعبہ، (۱۲) حسن بن علی، (۱۳) حسین بن علی، (۱۴) اُمّ المؤمنین عائشہ، (۱۵) اُمّ سلمہ، (۱۶) عبدالرحمن بن عوف، (۱۷) عبداللہ بن زبیر، (۱۸) عاصم بن عمر، (۱۹) معاذ بن جبل، (۲۰) ابوسعید الخدری، (۲۱) عبداللہ بن مغفل، اور (۲۲) اہل بیت علیہم السلام کے فتاویٰ اور ان کا مذہب بیان کیا گیا سب کا

یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔ اور ابن ہمام نے اس کی تصریح بھی کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل سطور میں ہے۔

تمام صحابہ کرام تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں:
محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ فرماتے ہیں:

لا تبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم أكثر من عشرين
كالخلفاء، والعبادلة، وزيد بن ثابت، و معاذ بن جبل، وأنس،
وأبي هريرة رضی اللہ عنہ وقليل والباقيون يرجعون إليهم ويستفتون منهم،
وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحاً بإيقاع الثلاث، ولم يظهر
لهم مخالف، فماذا بعد الحق إلا الضلال۔ (۲۱۹)

یعنی، مجتہدین فقہاء صحابہ کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ہے جیسے
خلفاء اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی)، عبادلہ (عبداللہ بن مسعود، عبد
اللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیر)،
زید بن ثابت، معاذ بن جبل، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تھوڑے ان
کے سوا اور باقی صحابہ ان فقہائے صحابہ کی طرف رجوع کرتے تھے
اور ان سے فتویٰ حاصل کرتے تھے اور ان میں سے اکثر کے فتاویٰ
ہم نے نقل کئے ہیں جن میں صراحۃً مذکور ہے کہ بیک وقت دی گئی
تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان کے فتاویٰ کا کوئی صحابی بھی
مخالف نہیں۔ پس یہی حق ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں
واقع ہو جاتی ہیں حق کے علاوہ جو ہے وہ گمراہی ہے۔

تابعین عظام کے فتاویٰ:

(۱) امام ابن شہاب زہری کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا جَمِيعًا قَالَ: إِنَّ مَنْ فَعَلَ
فَقَدْ عَصَى رَبَّهُ وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهُ۔ (۲۲۰)

یعنی، امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو
بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی
کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت
شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲) قاضی شریح کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ شَرِيحٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنِّي طَلَّقْتُهَا مِائَةً قَالَ: بَانَ
مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَايَرُهُنَّ إِسْرَافٌ وَمَعْصِيَةٌ۔ (۲۲۱)

یعنی، شعبی کہتے ہیں کہ قاضی شریح سے کسی نے پوچھا میں نے اپنی
بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں تو انہوں نے فرمایا تمہاری بیوی تین
طلاق سے علیحدہ ہوگئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

۲۲۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۰) من کره ان يطلق امرأته ثلاثاً

فی مقعد واحد الخ، ص ۱۱، الحدیث: ۶

۲۲۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل امرأته مائة ألفاً فی

قول واحد الخ، ص ۱۳، الحدیث: ۱۱

(۳) امام شعی کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ
يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (۲۲۲)

یعنی، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے
دے تو امام شعی اس کے متعلق فرماتے ہیں وہ عورت اس پر حلال
نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۳۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ امام شعی
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں بیک کلمہ
دے دیں تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے،
اور اگر اس طرح طلاق دی کہ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے تو وہ
پہلی طلاق کے ساتھ بائن ہو جائے گی۔

اور اسے امام عبد الرزاق نے معمر سے، انہوں نے عطاء بن السائب سے، انہوں
نے امام شعی سے روایت کیا ہے۔ (۲۲۳)

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ رَجُلٍ خَيَّرَ امْرَأَتَهُ،
فَسَكَّتَتْ، ثُمَّ خَيَّرَ الثَّانِيَةَ فَسَكَّتَتْ، ثُمَّ خَيَّرَهَا الثَّالِثَةَ فَاخْتَارَتْ
نَفْسَهَا؟ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۲۴)

۲۲۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) فی الرجل یتزوج المرأة ثم
یطلقها، ص ۱۹، الحدیث: ۱۳

۲۲۳۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۴،
الحدیث: ۱۱۱۲۷

۲۲۴۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۳۴) یخیرها ثلاثاً، ص ۷،
الحدیث: ۱۲۰۴۰

یعنی، اسماعیل بن خالد سے مروی ہے فرمایا کہ امام شعیبی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا تو وہ خاموش رہی، پھر اس نے اختیار دیا تو وہ خاموش رہی پھر تیسری بار اختیار دیا تو اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا (امام شعیبی نے) فرمایا: (اب) وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس سے معلوم ہوا امام شعیبی کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور عورت اپنے شوہر پر حرمتِ مغلطہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی۔
(۴) امام حسن بصری کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفًا قَالَ: بَانَكَ مِنْكَ الْعَجُوزُ۔ (۲۲۵)

یعنی، حضرت حسن بصری سے ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ:

رَوَيْنَا عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ فِيمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنْ كَلَّمَ أَخَاهُ فَاْمْرَأَتَهُ طَالِقٌ ثَلَاثًا فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَإِذَا بَانَ كَلَّمَ أَخَاهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا بَعْدَ إِنْ شَاءَ (۲۲۶)

۲۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۲) فی الرجل يطلق امرأته مائة ألفاً

فی قول واحد الخ، ص ۱۳، الحديث: ۱۲

۲۲۶۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب العلق والطلاق، باب (۷) ما يقع وما لا يقع على

یعنی، امام حسن بصری سے مروی ہے کہ جس نے یہ کہا کہ اگر اس نے اپنے بھائی سے بات کی تو اسکی بیوی کو تین طلاقیں ہیں، پھر اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے تاکہ اس کی عدت گزر جائے اور وہ بائن ہو جائے تو اپنے بھائی سے بات کرے پھر اگر چاہے تو اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں چاہے تجزأ ہوں یا تعلیقاً واقع ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے آپ نے اس صورت میں طلاق مغلطہ سے بچنے کا یہ حیلہ بتایا۔
(۵) حضرت ابراہیم نخعی کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (۲۲۷)

یعنی، حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

حضرت ابراہیم نخعی نے غیر مدخول بہا پر تینوں واقع ہونے کا حکم فرمایا اس سے مراد بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ہیں ورنہ اگر الگ الگ دی جائیں تو غیر مدخول بہا عورت ایک سے بھی بائن ہو جائیگی اور محل طلاق نہ رہے گی لہذا البقیہ دو واقع نہ ہونگی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے:

عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيُطَلِّقُهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: إِنْ كَانَ قَالَ: طَالِقٌ ثَلَاثًا كَلِمَةً وَاحِدَةً

لَمْ تَحِلْ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَإِذَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا مُتَّصِلًا فَهُوَ
كَذَلِكَ۔ (۲۲۸)

یعنی، مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت
سے قبل تین طلاق دے دے تو اسکے بارے میں حضرت ابراہیم نخعی
فرماتے ہیں اگر اس نے ایک ہی کلمہ سے یوں کہا تجھے تین طلاقیں
ہیں تو وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر
کے پاس نہ رہے اور اگر اس نے اسے جُدا جُدا مُتَّصِلًا طلاقیں دی
تھیں تو وہ اسی طرح ہے۔ (یعنی ایک سے ہی بائن ہو جائے گی)

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:
عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: فِي رَجُلٍ يُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا جَمِيعًا،
وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَإِنْ قَالَ:
أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، فَقَدْ بَانَتِ بِالْأُولَى (۲۲۹)

یعنی، ابو معشر سے مروی ہے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا
کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی کو
مقاربت سے قبل طلاق دے دی تو فرمایا: وہ عورت اس کے لئے
حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر شوہر
نے مقاربت سے قبل بیوی سے اس طرح کہا: تو طلاق والی ہے، تو
طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے۔ تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ بائن
ہو جائے گی۔

۲۲۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) فی الرجل یتزوج المرأة ثم
یطلقها، ص ۱۹، الحدیث: ۱۱

۲۲۹۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۴،

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں کہ ہمیں امام ابو حنیفہ نے حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا جو ایک طلاق دیتا اور تین کی نیت کرتا ہے یا تین طلاقیں دیتا ہے اور اس کی نیت ایک طلاق کی ہوتی ہے، نخعی نے فرمایا اگر وہ زبان سے ایک طلاق کہتا ہے تو وہ ایک طلاق ہے، اور اس کی نیت کچھ نہیں اور اگر زبان سے تین طلاقیں کہتا ہے تو وہ تین طلاقیں ہیں اور اس کی نیت کچھ چیز نہیں۔ (۲۳۰)

(۶) امام جعفر صادق ؑ کا فتویٰ:

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَائِدِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلَبَ قَالَ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: بَانَ مِنْهُ، وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَفَتَى النَّاسَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (۲۳۱)

یعنی، عائد بن حبیب بیان کرتے ہیں ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی اور وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا کہ لوگوں کو یہ فتویٰ دوں (یعنی جو بھی بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو تینوں طلاقیں واقع ہونے اور بیوی کے مذکور شوہر پر حرام ہو جانے کا فتویٰ

دوں) آپ نے فرمایا ہاں (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کے وقوع اور عورت کے حرام ہونے کا فتویٰ دو)۔

علامہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نقل کرتے ہیں

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ جَعْفَرَ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِجَهَالَةٍ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ يَجْعَلُونَهُ وَاحِدَةً يَرَوُونَهَا عَنْكُمْ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ مَا هَذَا قَوْلُنَا مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ - (۲۳۲)

یعنی، سلمہ بن جعفر بیان کرتے ہیں میں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا جو شخص جہالت سے تین طلاقیں دے دے کیا سنت کی طرف لوٹایا جائے گا اور اسے ایک طلاق قرار دیا جائے گا اور یہ آپ سے روایت کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا معاذ اللہ! یہ ہمارا قول نہیں ہے۔ جو شخص تین طلاقیں دے تو اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی اس نے کہیں۔

(۷) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ نے مقاربہ سے قبل بیوی کو تین طلاق بیک کلمہ دینے کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۳۳)

یعنی، عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے

پاس نہ رہے۔

(۸) حضرت سعید بن المسیب کا فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا، فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۳۴)

یعنی، حضرت قتادہ سے روایت ہے، وہ حضرت سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص بکرہ کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اپنے شوہر کے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۹) حضرت عکرمہ کا فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ قَالَ: سُئِلَ عِكْرَمَةُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ بَكْرًا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ جَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَإِنْ فَرَّقَهَا فَقَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، فَقَدْ بَانَتِ بِالْأُولَى، وَلَيْسَتْ ائْتَنَانِ بِشَيْءٍ (۲۳۵)

یعنی، ابن طاؤس سے مروی ہے کہ حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ان کو جمع کیا یعنی ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دیں تو وہ عورت اس کے لئے اب حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر طلاقوں کو علیحدہ علیحدہ

۲۳۴۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۱،

الحدیث: ۱۱۱۱۰

۲۳۵۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲۶۳،

کیا پس کہا: تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے
تو پہلی کے ساتھ بائن ہو گئی اور باقی دو کچھ نہیں۔

(۱۰) حضرت سفیان ثوری کا فتویٰ:

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:
عَنْ سُفْيَانَ فِي رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا إِلَّا ثَلَاثًا، قَالَ:
قَدْ طَلَّقْتَ مِنْهُ ثَلَاثًا الْخ (۲۳۶)

یعنی، حضرت سفیان ثوری سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی
بیوی سے کہا: تو تین طلاق والی ہے مگر تین طلاق تو آپ نے فرمایا:
اس کی بیوی اس سے تین طلاق والی ہو گئی۔

اور یہی روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الشَّوَرِيِّ فِي رَجُلٍ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: إِنْ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا
فَهِيَ ثَلَاثٌ (۲۳۷)

یعنی، حضرت سفیان ثوری سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے
جس نے اپنی بیوی کو تین بار اختیار دیا تو فرمایا: اگر اس نے اپنے
نفس کو اختیار کر لیا تو تین طلاق والی ہو جائے گی۔

(۱۱) طاؤس بن کیان کا فتویٰ:

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں: بعض غیر مقلدین خارج عن المذہب نے
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف تین طلاقیں ایک واقع ہونے کی نسبت کی
ہے وہ غلط ہے جھوٹ ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اوپر گزرا۔ اور

۲۳۶۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۸) أنت طالق ثلاثاً، ص ۳۰۹،

الحدیث: ۱۱۴۰۰

۲۳۷۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۳۴) یخیرها ثلاثاً، ص ۷،

ان کے شاگرد حضرت امام طاووس بن کیان فرماتے ہیں کہ جو ان کی طرف تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قول کو منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ (۲۳۸)

(۱۲) حضرت سعید ابن المسیب، سعید بن جبیر اور حضرت حمید بن عبد

الرحمن کا متفقہ فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (۲۳۹)

یعنی، قتادہ بیان کرتے ہیں، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سعید بن جبیر اور حمید بن عبد الرحمن نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

(۱۳) حضرت عبد اللہ بن شداد، مصعب بن سعد اور ابو مالک کا متفقہ فتویٰ:

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ ولید بن

عقال بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ، وَ مُصْعَبَ بْنَ سَعِيدٍ، وَ أَبَا مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، وَ هِيَ حُبْلَى؟ فَقَالُوا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۴۰)

یعنی، میں حضرت عبد اللہ بن شداد، مصعب بن سعد اور ابو مالک

۲۳۸۔ الأشفاق على أحكام الطلاق، ص ۳۶-۳۷

۲۳۹۔ مصنف ابن أبي شيبة، المجلد (۴)، كتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) في الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹، الحديث: ۱۷

۲۴۰۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، كتاب (۱۷) الطلاق، باب (۳) طلاق الكامل، ص ۲۴۰،

سے ایک شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی کو اس حال میں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں جب کہ وہ حاملہ تھی تو سب نے فرمایا، (تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں لہذا اب وہ) عورت اُس پر حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند کے پاس رہے۔

تابعین عظام میں سے ۱۔ حضرت ابن شہاب زہری، ۲۔ قاضی شریح، ۳۔ امام حسن بصری، ۴۔ ابراہیم نخعی، ۵۔ امام جعفر صادق، ۶۔ سعید بن المسیب، ۷۔ سعید بن جبیر، ۸۔ عکرمہ، ۹۔ حمید بن عبد الرحمن، ۱۰۔ سفیان ثوری، ۱۱۔ عبد اللہ بن شہاد، ۱۲۔ مصعب بن سعید اور ۱۳۔ ابو مالک کے فتاویٰ اور ان کا مذہب بیان کیا گیا ہے۔ سب کا یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

جمہور محدثین، فقہاء و علماء:

مدرس حرم کی شیخ احمد بن احمد الجکنی الشنقیطی ”فتح المنعم بشرح زاد المسلم“ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جمہور علماء سلفاً خلفاً اس پر متفق ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے تو وہ عورت اس کلام کے موجب اس شخص پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر بعد نکاح وہ اس سے دخول کرے اور (حلالہ میں) دخول شرعاً معتبر ہے، فرمایا اس میں شیعہ اور بعض اہل ظاہر نے مخالف کی، انہوں نے کہا جب بیک وقت طلاقیں واقع کرے گا تو واقع نہ ہوگی، انہوں نے دلیل پکڑی کہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے لہذا اُسے سنت کی طرف پھیرا جائے گا۔

اور حافظ عینی نے ”عمدة القاری شرح صحیح البخاری“ میں فرمایا تابعین اور ان کے بعد والوں میں سے جمہور علماء کا مذہب ہے ان میں امام اوزعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب،

امام احمد اور ان کے اصحاب، اسحاق، ابو ثور، ابو عُبَید اور بہت سے دوسرے فقہاء اس بات پر ہیں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی، لیکن وہ گنہگار ہوگا۔ اور انہوں نے فرمایا کہ جو اس مسئلہ میں مخالفت کرے وہ شاذ ہے اہلسنت کا مخالف ہے اور اس (مذہب) سے وہ ہی ہٹے جو اہل بدعت ہیں اور وہ جس کی طرف توجہ نہ کی جائے گی کیونکہ وہ اُس جماعت سے جدا ہو گیا کہ جس جماعت کو تحریفِ قرآن و سنت کا الزام دینا جائز نہیں ہے۔ (۲۴۱)

مذہب اربعہ:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دے دے تو چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں لازم ہو جائیں گی اور جمہور علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔ علامہ عبدالرحمن الجزیری متوفی ۱۳۶۰ھ لکھتے ہیں۔

وَيُحْسَبُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ الْبِدْعِيُّ سَوَاءً كَانَ وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ بِاتِّفَاقِ
الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، وَخَالَفَهُمْ بَعْضُ الشَّوَاذِ الَّذِينَ لَا يُعُولُ عَلَى
آرَائِهِمْ۔ (۲۴۲)

یعنی، اگر کوئی شخص بدعی طلاق دے تو باتفاق ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ مالک، شافعی، احمد) اس پر دی ہوئی بدعی طلاق شمار کی جائے گی چاہے ایک طلاق دے یا ایک سے زیادہ (دو یا تین) دے اور ان کی صرف اُن لوگوں نے مخالفت کی جو جمہور سے الگ، حق سے جدا ہو گئے کوئی مسلمان ان کی (مخالفِ قرآن و سنت) آراء کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

۲۴۱۔ مواہب الحلیل من أدلة الحلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، الراي فی لزوم الطلاق الثلاث دفعۃً
واحدة، ص ۶۷-۶۸

۲۴۲۔ کتاب الفقہ علی المذاهب الأربعة، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، بحث ما یترتب علی الطلاق

جمہور علماء کے فتاویٰ:

(۱) مُحررِ مذہب ابی حنیفہ امام محمد متوفی ۱۸۹ھ کا فتویٰ:

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کا تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے اسی حدیث کو ہم فتویٰ کیلئے لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ اور عام فقہاء احناف کا قول ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں بیک وقت ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ (۲۴۳)

(۲) مُحدِّث امام اسحاق بن راہوٰیہ متوفی ۲۳۸ھ کا فتویٰ:

قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں کی ایک جماعت اور اسحاق بن راہوٰیہ اس طرف گئے کہ جس عورت کو طلاق دی گئی وہ اگر ایسی ہو کہ نکاح کے بعد ان سے ہمبستری ہو چکی ہو تو (اُسے الفاظ متفرقہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے کی صورت میں) تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر غیر مدخول بہا ہو (یعنی نکاح کے بعد ہمبستری نہ ہوئی ہو) تو (اس صورت میں) ایک طلاق واقع ہوگی۔ (۲۴۴)

(۳) مُحدِّث امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ کا فتویٰ:

امام محمد بن اسماعیل بخاری لکھتے ہیں اہل علم نے فرمایا اگر تین طلاقیں (غیر مدخول بہا کو) ایک ہی کلمہ میں دے دی جائیں تو اس سے حُرْمَت غلیظہ آ جاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ (۲۴۵)

۲۴۳۔ المؤطا للإمام محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب الطلاق، باب (۱۵) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً قبل

أن يدخل بها، ص ۱۹۶

۲۴۴۔ نیل الأوطار، کتاب الطلاق، باب ما جاء في طلاق البتة و جمع الثلاث الخ، ص ۱۲۲۷

۲۴۵۔ صحيح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۷) من قال لامرأته أنت علي حرام،

مزید یہ کہ امام بخاری نے ”صحیح البخاری“ کے کتاب الطلاق میں ”من أجاز الطلاق الثلاث“ کے نام سے باب باندھا، اس کے تحت آیہ کریمہ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ الایہ نقل فرما کر بتا دیا کہ یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ ایک مجلس اور متعدد مجالس میں دی گئی تین طلاقیں بہر صورت تین ہی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں جو مجھ پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری کا باب سے مقصد مطلق تین طلاقوں کا وجود اور وقوع ہے چاہے متفرق مجالس اور کلمات سے دی گئی ہوں یا ایک ہی مجلس میں ایک ہی کلمہ سے دی گئی ہوں، تو یہ آیت مانعین کے خلاف دلیل ہے کیونکہ یہ آیت بلا انکار امام بخاری کے دعویٰ پر دلالت کرتی ہے۔

اور اگر امام بخاری کا مقصد اکٹھی تین طلاقوں کا جواز و وقوع ثابت کرتا ہے اور یہی مقصد زیادہ ظاہر ہے، پھر امام صاحب اس آیت سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس آیت سے تین کو ایک قرار دینے والے اور اجماع کے مخالف لوگ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر بتاتا ہے کہ ایک مرتبہ تین طلاق دینا مشروع نہیں، مشروع طلاق یہ ہے کہ جو ترتیب آیہ کریمہ میں ہے اس کے مطابق طلاق دی جائے، پس اس کی طرف اشارہ کیا کہ اکٹھی تین طلاق کی ممانعت پر استدلال کرنا غیر منجہ اور ناقابل التفات ہے کیونکہ سیاق آیت میں کیفیت مذکورہ کے علاوہ طلاق کی ممانعت کا ذکر نہیں، بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ دوبار طلاق دینا نہ شرط اور نہ رائج طریقہ ہے بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ دو کی بجائے ایک دینا زیادہ رائج ہے۔ حاصل یہ کہ امام بخاری کا مقصد مخالفین کے اس آیت سے (باطل) استدلال کو دفع کرتا ہے نہ کہ تین کے جواز پر استدلال (۲۴۶)

شارح صحیح بخاری امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۸۶۷ھ لکھتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاری کا مطلب ہے کہ عورت کو ایک ہی مجلس میں ایک دفعہ تین

طلاق دینا الخ۔ (۲۴۷)

شارح صحیح بخاری امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے قول کا مطلب ہے کہ یکبارگی یا جُد اجد اتین طلاقیں دینا۔ (۲۴۸)

(۴) امام ابوداؤد متوفی ۲۵۵ھ کا فتویٰ:

امام ابوداؤد بن سلیمان اشعث کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اسی لئے آپ نے بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ میں حدیثِ رُکَانہ جس کی ایک روایت ہے کہ حضرت رُکَانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور نبی ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم فرمایا اور دوسری روایت ہے کہ انہوں نے تین نہیں بلکہ طلاق البتہ دی تھی یہ لفظ (البتہ) ایک اور تین کا احتمال رکھتا ہے اور نبی ﷺ نے ان سے نیت معلوم کی اور ایک طلاق کی نیت ہونے کی وجہ سے انہیں رجوع کا حکم فرمایا۔ امام ابوداؤد نے اسی روایت کو اصح کہا ہے اور باب کا نام یہ رکھا کہ ”تین طلاق کے بعد مراجعت منسوخ ہونا یعنی رجوع کا حق نہ رہنا۔“ (۲۴۹)

(۵) امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کا فتویٰ:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ عامۃ العلماء کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے پھر وہ اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کر لے اور دوسرا اُسے مقاربت سے قبل طلاق دے دے تو وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے نے اس سے مقاربت نہ کی ہو۔ (۲۵۰)

۲۴۷۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی: ۱۸۲/۷

۲۴۸۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ۱۳۲/۸

۲۴۹۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث،

ص ۴۴۸-۴۴۹، الحدیث: ۲۱۹۶

۲۵۰۔ جامع ترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۹۶) ما جاء فی من يطلق امرأته ثلاثاً الخ، ص ۹۶

(۶) امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ کا فتویٰ:

امام قسطلانی نے ”ارشاد الساری شرح صحیح بخاری“ میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے وقوع کے بارے میں امام ابو داؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کو صحیح قرار دیا اور اہل تشیع اور اہل ظاہر جو تین کو ایک قرار دیتے ہیں ان کی مذمت کی ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں ہے تو معلوم ہوا کہ امام ابن ماجہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۲۵۱)

(۷) علامہ ابوبکر نیشاپوری شافعی متوفی ۳۰۹ھ کا فتویٰ:

امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری شافعی نے لکھا جس نے ہمبستری سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ دے دیں تو ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، اسی طرح حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ، عید اللہ بن عمرو بن العاص، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے فتویٰ دیا۔

اور حضرت سعید بن المسیب، ابن سیرین، ابن معقل، عکرمہ، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، حکم، مالک، ابن ابی لیلیٰ، ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد، ابو ثور اور اصحاب الرائے نے یہی فرمایا۔ اور مروی ہے کہ حضرت علی اور زید رضی اللہ عنہما نے یہی فرمایا اور ابوبکر (نیشاپوری مصنف) فرماتے ہیں ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ (۲۵۲)

(۸) امام ابو جعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کا فتویٰ:

امام طحاوی کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، جیسا کہ امام طحاوی کی کتاب ”اختلاف العلماء“ کے حوالے سے آئندہ سطور میں مذکور ہے۔

۲۵۱۔ ارشاد الساری، المجلد (۸)، کتاب الطلاق، باب من أحاز الطلاق النخ، ص ۱۳۲-۱۳۳

۲۵۲۔ الإشراف علی مذاهب أهل العلم، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب (۸)، طلاق الثلاث النخ،

(۹) امام ابو بکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ کا فتویٰ:

امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی نقل کرتے ہیں: ہمارے اصحاب احناف نے کہا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے سنت طلاق اور وہ عورت ایسی ہے جسے ماہواری آتی ہے تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اس کی نیت ہو کہ تینوں ایک ساتھ واقع ہو جائیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔ (۲۰۳)

اور نقل کرتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنی اس بیوی سے کہا جس سے ابھی اُس نے مقاربت نہیں کی کہ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ وہ غیر مدخول بہا بیوی پہلی طلاق سے بائٹہ ہو جائے گی، دوسری دو واقع نہ ہوں گی (اور اگر وہ مدخول بہا ہوتی تو تینوں واقع ہو جائیں)۔ (۲۰۴)

(۱۰) فقیہ ابواللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۵۷ھ کا فتویٰ:

امام ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی لکھتے ہیں ہشام نے امام محمد سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا کہ جسے اس کی بیوی نے تین بار کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے تجھے طلاق دی تو فرمایا تین طلاقیں ہوئیں، اور لکھتے ہیں کہا تو طلاق والی ہے سوائے دو طلاق کے تو وہ عورت تین طلاق والی ہے۔ (۲۰۵)

(۱۱) امام قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ کا فتویٰ:

امام ابوالحسن احمد بن محمد قدوری فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دینا بدعت ہے اگر ایسا کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی عورت اس سے

۲۰۳۔ مختصر اختلاف العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، (۸۲۲)، فیمن قال لامرأته: أنت طالق

للسنة الخ، ص ۳۷۸

۲۰۴۔ مختصر اختلاف العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق (۹۱۹) فیمن قال لغير المدخول بها أنت

طالق، أنت طالق، أنت طالق، ص ۴۱۱

جدا ہو جائیگی اور اس طرح طلاق دینے والا گناہ گار ہوگا۔ (۲۵۶)

(۱۲) امام ابو زید الدبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ کا فتویٰ:

امام ابو زید عبید اللہ بن عمر ابن عیسیٰ الدبوسی الحنفی لکھتے ہیں: اگر مرد نے اپنی بیوی سے جب کہ وہ عورت مدخول بہا ہو کہا کہ تُو تین طلاق والی ہے اور تین طلاق والی ہے ان شاء اللہ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین واقع ہو جائیں گی۔ اور اپنی بیوی سے کہا تو ایک اور تین کے مابین طلاق والی ہے تو دو واقع ہوں گی۔ (۲۵۷)

(۱۳) شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن متوفی ۴۴۴ھ/۴۴۹ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن مالک فرماتے ہیں ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی تین طلاقوں کے لازماً واقع ہونے پر ائمہ فتویٰ متفق ہیں اور ایسا کرنا ان کے نزدیک سنت کے خلاف ہے اور اس کا خلاف (یعنی تین سے ایک مراد لینا) شذوذ (حق سے جدا ہونا) ہے اور ایسی بات صرف بدعتی ہی کرتا ہے۔ (۲۵۸)

(۱۴) امام ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ کا فتویٰ:

امام ابوالعباس احمد بن محمد ناطفی کی ”أجناس“ کے حوالے سے ابن قاضی سماوہ نقل کرتے ہیں کہ شوہر نے بیوی کو خلوت صحیحہ کے بعد کہا، تجھے ایک طلاق، تجھے دو طلاقیں، تجھے تین طلاقیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۵۹)

(۱۵) شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابوالحسن حنفی متوفی ۴۶۱ھ کا فتویٰ:

امام ابوالحسن علی بن حسین فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تُو تین طلاق والی ہے اور اس کی نیت ایک طلاق کی تھی تو اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی اس نے کہیں

۲۵۶۔ مختصر قدوری مع شرحہ الباب، المجلد (۲) کتاب الطلاق، ص ۳۷

۲۵۷۔ کتاب تأسیس النظر، ص ۸، ۱۲، ۱۳

۲۵۸۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال، المجلد (۷)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز الطلاق

الثلاث، ص ۳۹۰

یعنی تین واقع ہو جائیں گی۔ (۲۶۰)

(۱۶) شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی شیرازی شافعی لکھتے ہیں: شوہر نے اگر طلاق کے تین لفظ کہے مثلاً بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، پس تو طلاق والی ہے تو ہر لفظ سے طلاق واقع ہو جائے گی یعنی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۶۱)

(۱۷) امام سرحسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرحسی لکھتے ہیں ”کسی شخص نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں وہ ہمارے نزدیک تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور یہی حضرت عمر، ابن عباس اور ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔ (۲۶۲)

(۱۸) ابوالولید سلمان بن خلف الباجی المالکی متوفی ۴۹۴ھ کا فتویٰ:

ابوالولید باجی نے ”المشتقی“ میں لکھا ہے جس شخص نے ایک لفظ سے تین طلاقیں دے دیں تو جتنی طلاقیں اس نے دیں تو اتنی ہی لازم ہو جائیں گی اور یہی جماعت فقہاء کا قول ہے اور اس کی دلیل جز ہمریتے ہیں وہ اجماع صحابہ ہے کیونکہ طلاق ثلاثہ کا واقع ہو جانا حضرت عبداللہ بن عمر، عمران بن حصین، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، ابو ہریرہؓ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے صحابہ کرام میں سے اس قول میں ان کا کوئی مخالف نہیں۔ (۲۶۳)

(۱۹) امام غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ کا فتویٰ:

امام حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی شافعی کے ”فتاویٰ“ میں ہے:

۲۶۰۔ التفت فی الفتاوی، کتاب الطلاق، المصفح والمکنی، ص ۲۰۳

۲۶۱۔ کتاب التنبیہ فی فروع الفقہ الشافعی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب عدد الطلاق و الاستثناء

فیہ، ص ۶۵۶

سوال: شوہر نے جب کہا کہ اگر میری بیوی باندی کے ساتھ بازار گئی تو وہ تین طلاق والی ہے اور میری باندی میری بیوی کے ساتھ بازار گئی تو وہ آزاد ہے، پھر دونوں ایک ہی حال میں بازار گئیں تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اگر باندی اس کی بیوی کی خدمت میں گئی یا اس کی ہمراہی میں راستہ میں گئی تو دونوں صفتیں حاصل ہو گئیں تو (باندی کی) آزادی اور (بیوی کو) تین طلاقیں واقع ہونا حاصل ہو جائے گا کیونکہ معیت مرافقت سے عبارت ہے الخ (۲۶۴)

(۲۰) علامہ ابوبکر شاشی شافعی متوفی ۵۰۷ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوبکر محمد بن احمد شاشی لکھتے ہیں: شوہر نے اگر بیوی سے کہا تو تین سنت طلاق والی ہے اور عورت بغیر جماع کے طہر میں ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، ہمارے نزدیک عد میں نہ سنت ہے اور نہ بدعت۔ (۲۶۵)

(۲۱) امام بغوی شافعی متوفی ۵۱۶ھ کا فتویٰ:

امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (۲۶۶)

(۲۲) امام ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۲۰ھ کا فتویٰ:

امام ابوالولید محمد بن احمد بن احمد بن رشد قرطبی مالکی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: یہ قول کہ مُطْلَقہ ثلاثہ بکلمۃً واحدہ طلاق دینے والے کے لئے جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے حلال نہیں، یہ وہ قول ہے جس پر فقہاء اِمصار کا اجماع ہے اور ان میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں اور وہ لکھنے والا جس نے یہ لکھا کہ وہ

۲۶۴۔ الفتاویٰ للغزالی، الطلاق، (۱۳۹)، ص ۲۲۶

۲۶۵۔ حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذهب الفقہاء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۹۱۷

حلالہ سے قبل حلال ہے اور اس میں لکھتا ہے کہ رجوع کر لے وہ شخص جاہل ہے، ضعیف الدین ہے اس نے وہ کام کیا جو اسے باجماع اہل علم جائز نہ تھا، کیونکہ وہ اہل اجتہاد سے نہیں اس نے اس کی مخالفت کی جس پر فقہاء ائمہ کا اجماع ہے جیسے امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، اس کا تو فرض یہ ہے کہ وہ اپنے وقت کے علماء کی تقلید کرتا۔ اس کے لئے درست نہیں کہ وہ ان کی دینی رائے سے مخالفت کرے، تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس فتنے سے باز آجائے، پس اگر باز نہیں آتا تو اس پر اسے سزا دی جائے گی اور یہ اس میں جرح ہے جس سے اس کی امامت اور شہادت ساقط ہو جائے گی۔ (۲۶۷)

(۲۳) امام علاؤ الدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ:

امام علاؤ الدین محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی لکھتے ہیں: اگر شوہر نے کہا تو تین سکت طلاق والی ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ تینوں فی الحال واقع ہو جائیں تو ہمارے نزدیک تینوں اس وقت واقع ہو جائیں گی۔ (۲۶۸)

(۲۴) فقیہ ابوالفتح ظہیر الدین الولوالجی حنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ:

امام فقیہ ابوالفتح ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ ابن عبدالرزاق الولوالجی لکھتے ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تین طلاقیں تجھ پر تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۶۹)

(۲۵) امام طاہر بن احمد بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں کہ امام احمد قلاسی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس نے اپنی بیوی کا ذکر کیا اور کہا اسے ایک طلاق، پھر اس کا ذکر کیا اور کہا اسے دو طلاق اور اسی طرح تیسری تو آپ نے فرمایا کہ اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ (۲۷۰)

۲۶۷۔ فتاویٰ ابن رشد، المجلد (۳)، رقم السؤال و الجواب: ۵۰۱، ص ۱۳۹۷

۲۶۸۔ تحفة الفقہاء، کتاب الطلاق، ص ۳۰۱

۲۶۹۔ الفتاویٰ الولوالجی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، الفصل الأول، ص ۶

۲۷۰۔ خلاصۃ الفتاویٰ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، الفصل الأول، الجنس الأول، ص ۷۶

(۲۶) امام ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ کا فتویٰ:

امام ابو بکر محمد بن عبداللہ ابن العربی لکھتے ہیں: جس نے دو یا تین طلاقیں دیں تو وہ اسے لازم ہو جاتی ہیں (یعنی واقع ہو جاتی ہیں)۔ (۲۷۱)

(۲۷) امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ کا فتویٰ:

امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی لکھتے ہیں بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تمام علماء کے نزدیک لازماً واقع ہو جاتی ہیں۔ (۲۷۲)

(۲۸) امام ناصر الدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۵۶ھ کا فتویٰ:

امام ناصر الدین ابی القاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، تو اُسے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۷۳)

(۲۹) امام سراج الدین الاوسی حنفی متوفی ۵۶۹ھ کا فتویٰ:

امام سراج الدین علی بن عثمان الاوسی حنفی لکھتے ہیں: بیوی سے کہا تجھے سنت طلاق اور اس کی کوئی نیت نہیں تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت کی کہ فی الحال واقع ہو جائیں تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور لکھتے ہیں: شوہر نے کہا تو طلاق والی پھر سانس ختم ہونے کی وجہ سے خاموش ہو پھر کہا تین، تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ (۲۷۴)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: اگر مرد نے بیوی سے کہا تو ایک طلاق والی ہے نہیں بلکہ دو تو عورت تین طلاقیں والی ہو جائے گی۔ (۲۷۵)

۲۷۱۔ احکام القرآن، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص ۱۹۱

۲۷۲۔ إكمال المعلم بفوائد المسلم، المجلد (۵)، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ص ۲۰

۲۷۳۔ الملتف في الفتاوى الحنفية، كتاب الطلاق، مطلب: تطليق بعد الردة، ص ۱۴۴

۲۷۴۔ الفتاوى السراجية، كتاب الطلاق، باب طلاق السني، ص ۴۲

(۳۰) علامہ عون الدین ابن ہبیرہ حنبلی متوفی ۵۶۰ھ کا فتویٰ:

علامہ عون الدین یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ لکھتے ہیں: ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ یا متعدد کلمات کے ساتھ ایک حالت میں یا ایک طہر میں دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ (۲۷۶)

(۳۱) امام احمد بن محمد بن ابی بکر حنفی متوفی بعد ۵۶۹ھ کا فتویٰ:

امام احمد بن ابی بکر لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے بلا حرف عطف کہا تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۷۷)

(۳۲) شمس الاسلام ابی حفص عمر نسفی حنفی متوفی ۵۷۳ھ کا فتویٰ:

امام نجم الحق والدین مفتی الجبج والانس ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل نسفی حنفی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے بغیر حرف عطف کے کہا تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق تو آپ نے فرمایا، اس نے اگر بعد دخول کے کہا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۷۸)

(۳۳) امام علاؤ الدین ابو بکر کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ کا فتویٰ:

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں، اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے یا کہا میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی جب کہ عورت مدخول بہا ہو (۲۷۹)

(جب دوبار کہا تو دونوں واقع ہو گئیں اور اگر وہ تین بار کہتا تو تینوں واقع ہو جاتیں)

۲۷۶۔ الإفصاح عن معانی الصحاح، المجلد (۲)، باب الطلاق، ص ۱۲۱، و مطبعة الكيلاني: ۱۴۸/۲

أيضاً إختلاف الأئمة العلماء، كتاب الطلاق، ص ۱۶۷

۲۷۷۔ عزانة الفتاوى، كتاب الطلاق، ورق ۶۲

۲۷۸۔ الفتاوى النسفية، كتاب الطلاق، ورق ۲۴

۲۷۹۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد (۴)، كتاب الطلاق، فصل في شرط النية في الكتابة، ص ۲۲۴

(۳۴) امام قاضی خان حنفی متوفی ۵۹۲ھ کا فتویٰ:

علامہ حسن بن منصور اوز جندی فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے تین طلاقیں دے اور شوہر نے کہا میں نے ایسا ہی کیا یا کہا میں نے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۸۰)

(۳۵) شیخ الاسلام ابوالحسن مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی فرماتے ہیں کہ طلاق بدعت یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ سے یا تین کلمات سے ایک طہر میں دینا اگر کسی نے ایسا کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور وہ گناہ گار ہوگا۔ (۲۸۱)

(۳۶) علامہ فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ کا فتویٰ:

علامہ فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین قرشی لکھتے ہیں: قرآن میں ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ الْاٰیَةُ﴾ کا معنی یہ ہے کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اور تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں اور یہ تفسیر اس کا قول ہے جس نے ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو جائز قرار دیا اور یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے، اور لکھتے ہیں: میرے نزدیک تین طلاقیں کو جمع کرنا مباح ہے مسنون نہیں ہے۔ (۲۸۲)

(۳۷) امام ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ کا فتویٰ:

علامہ محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری لکھتے ہیں: شوہر نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۸۳)

۲۸۰۔ فتاویٰ قاضیخان (مخانیہ) علی هامش الہندیۃ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۵۵۳

۲۸۱۔ الہدایۃ، المجلد (۱-۲)، کتاب الطلاق، باب الطلاق السنۃ، ص ۲۴۷

۲۸۲۔ التفسیر الکبیر، الجزء (۶)، سورۃ البقرۃ، ص ۹۶

۲۸۳۔ المحيط البرہانی، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب الرابع، ص ۳۶۰

(۳۸) قاضی القضاۃ ظہیر الدین حنفی متوفی ۶۱۹ھ کا فتویٰ:

شیخ امام قاضی القضاۃ مفتی عصر مرجع خلائق استاذ العلماء رکن الدنیا والدین ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد بخاری لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا طلاق تیرے ہاتھ میں ہے تو دے دے تو شوہر نے کہا میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۸۴)

(۳۹) علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی متوفی ۶۲۰ھ کا فتویٰ:

علامہ موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد ابن قدامہ لکھتے ہیں: غیر مدخول بہا بیوی کو ایک طلاق بانیہ کر دے گی اور تین حرام۔ اور اگر مدخول بہا ہو تو اسے جتنی دے گا واقع ہو جائیں گی۔ (۲۸۵)

(۴۰) فقیہ استروشنی حنفی متوفی ۶۳۲ھ کا فتویٰ:

امام فقیہ محمد بن محمود بن حسین استروشنی لکھتے ہیں جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں وہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرا شوہر اس سے نکاح کرے اور وہ اس سے دخول (ہمسٹری) کرے۔ (۲۸۶)

(۴۱) علامہ یوسف بھستانی حنفی متوفی بعد ۶۳۸ھ کا فتویٰ:

علامہ یوسف بن ابی سعید بن احمد بھستانی لکھتے ہیں: بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے پھر سانس لینے کے لئے خاموش ہو گیا پھر کہا تین، تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے تو اسے کہا گیا کتئیں، تو کہنے لگا: تین، تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۸۷)

۲۸۴۔ الفتاویٰ الظہیریۃ، کتاب الطلاق، ورق ۷۸

۲۸۵۔ عمدۃ الفقہ علی مذهب الإمام أحمد، کتاب الطلاق، باب ما یختلف بہ عدد الطلاق وغیرہ، ص ۸۴

۲۸۶۔ جامع أحكام الصغار، کتاب الطلاق، ص ۶۷

۲۸۷۔ منیۃ المفتی، کتاب الطلاق، ص ۶۳

(۴۲) امام زین الدین بن ابی بکر عماد الدین حنفی متوفی بعد ۶۵۱ھ کا فتویٰ:
 امام ابو الفتح زین الدین بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب الہدایہ لکھتے ہیں: اگر
 عورت نے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں
 نے دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو اختیار کر، تو
 اختیار کر، تو اختیار کر، عورت نے کہا میں نے اختیار کیا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔
 اگر عورت نے کہا مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں
 نے کی، میں نے کی، میں نے کی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، یہی اصح ہے۔ (۲۸۸)

(۴۳) علامہ شمس الدین سبط ابن الجوزی حنفی متوفی ۶۵۴ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین یوسف بن فرغی ”سنن النسائی“ کی طلاق ثلاثہ والی محمود بن لبید
 سے مروی حدیث نقل کر کے اس کے تحت لکھتے ہیں کہ امام محمد نے ہمارے مذہب کی مثل
 پر اجماع حکایت کیا ہے اسی طرح امام کرخی نے اور انہوں نے فرمایا کہ تین طلاق ایک
 ساتھ واقع کرنے کے مکروہ ہونے پر اہل علم میں سے کسی کے اختلاف کو نہیں جانتا۔ بیک
 وقت تین طلاقیں دینے کو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حماقت ہے اور حضرت عمر رضی
 اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جانا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی
 ہوتیں تو آپ اس پر اپنے دڑے کو بلند فرماتے۔ (۲۸۹)

(۴۴) امام قرطبی متوفی ۶۵۶ھ کا فتویٰ:

امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی لکھتے ہیں جمہور سلف اور ائمہ کے
 نزدیک دی گئی تین طلاقیں لازماً واقع ہو جاتی ہیں اسمیں کوئی فرق نہیں اکٹھی ایک کلمہ سے
 دی جائیں یا متفرق کلمات سے۔ (۲۹۰)

۲۸۸۔ فصول العمادی، کتاب الطلاق، الفصل الثانی و العشرون، ورق ۱۴۹

۲۸۹۔ إنبار الإنصاف فی آثار الخلاف، کتاب الطلاق، ص ۱۶۸

۲۹۰۔ المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب إنبار الإنصاف

(۴۵) علامہ مختار بن محمود زاہدی حنفی متوفی ۶۵۸ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد زاہدی غزینی لکھتے ہیں، شوہر نے بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے تو تین طلاقیں ہیں کیونکہ یہ عرف میں بمنزلہ صریح کے ہے حتیٰ کہ بلا نیت واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۱)

(۴۶) علامہ قزوینی شافعی متوفی ۶۶۵ھ کا فتویٰ:

علامہ نجم الدین عبدالغفار بن عبدالکریم قزوینی شافعی کی کتاب ”حاوی صغیر“ کی تلخیص ”إرشاد الغاوی“ میں ہے اگر بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے مگر نصف تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۲)

(۴۷) شارح صحیح مسلم امام نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ کا فتویٰ:

امام یحییٰ بن شرف النووی فرماتے ہیں امام شافعی و مالک و ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ جمہور علماء سلف و خلف کا یہی قول ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۲۹۳)

نیز ان کے فتاویٰ میں ہے، مسئلہ: شوہر نے اپنی بیوی کو دخول سے قبل تین طلاقیں دے دیں تو اس کا کیا حکم ہے کیا وہ اس کے لئے حلال ہے کہ اس سے نکاح کر لے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا، وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ عورت اس مرد کے غیر سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر اس کے اگلے مقام میں وطی کرے اور دوسرا شوہر اس عورت سے طلاق وغیرہ کے ذریعے جدائی کرے اور اس کی عدت گزرے (تو پھر اول کے لئے اس سے نکاح کرنا حلال ہوگا)۔ (۲۹۴)

۲۹۱۔ القنیۃ المنیۃ، کتاب الطلاق، باب فی الکنایات، ص ۱۳۶

۲۹۲۔ إرشاد الغاوی إلی مسالک الحاوی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب تعلیق الطلاق، ص ۵۵۵

۲۹۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق

الثلاث، ص ۶۰، الحدیث: ۱۵ (۱۴۷۲)

(۴۸) عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ حنفی متوفی ۶۸۰ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہا بیوی سے یوں کہا تجھے سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں اور اس نے تمام طلاقوں کے اسی وقت وقوع کا ارادہ کیا تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور تین طلاقیں فی الحال واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۵)

(۴۹) علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ کا فتویٰ:

علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی لکھتے ہیں: جب اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین سنت طلاقیں تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تینوں طلاقوں کے فی الحال وقوع کی نیت کی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۶) کیونکہ ہم نے تین طلاقوں کا جملہ ایک ہی وقت واقع ہونا سنت سے جان لیا ہے۔ (۲۹۷)

(۵۰) امام مظفر الدین ابن الساعاتی حنفی متوفی ۶۹۴ھ کا فتویٰ:

امام مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی حنفی لکھتے ہیں: جب مدخول سے قبل تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی میں اگر جُدا جُدا دیں پہلی سے ہی وہ بائن ہو جائے گی (کیونکہ بائن ہونے کے بعد وہ محل طلاق نہ رہی اور اگر وہ مدخول بہا ہوتی تو دوسری صورت میں دیگر دو بھی واقع ہو جائیں)۔ (۲۹۸)

(۵۱) حافظ الدین ابوالبرکات نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ کا فتویٰ:

تین طلاقیں ایک طہر میں یا ایک کلمہ سے دینا بدعی طلاق ہے اور اگر کسی نے اپنی مدخول بہا بیوی (جس سے مجامعت یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) سے کہا تجھے بطور سنت تین طلاقیں ہیں اور اس نے اگر نیت کر لی کہ تینوں اسی وقت واقع ہوں تو واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۹)

۲۹۵۔ شرح الوقایہ (اولین)، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، بیان الأقسام الثلاث للطلاق، ص ۷۰

۲۹۶۔ المختار الفتوی، کتاب الطلاق، ص ۱۸۷

۲۹۷۔ کتاب الإختیار لتعلیل المختار، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، ص ۱۵۴

۲۹۸۔ مجمع البحرین و ملتقى النیرین، کتاب الطلاق، فصل: فی طلاق غیر المدخول بہا، ص ۵۶۲

۲۹۹۔ کنز الدقائق، کتاب الطلاق، ص ۱۱۳

(۵۲) امام ابو العباس السروجی حنفی متوفی ۱۰۷ھ کا فتویٰ:

امام ابو العباس شمس الدین احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی سروجی لکھتے ہیں: شوہر نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے پھر طلاق والی ہے، پھر طلاق والی ہے یا کہا تو طلاق والی ہے اور تو طلاق والی ہے، اور تو طلاق والی ہے تو (تمام صورتوں میں) تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۰۰)

(۵۳) امام خازن متوفی ۲۵۷ھ کا فتویٰ:

علامہ علاؤ الدین علی الشہیر بالخازن لکھتے ہیں طلاق صریح لفظ ہے جس نے بلا نیت تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ طلاق شرعی یہ ہے کہ ایک کے بعد دوسری طلاق متفرقادی جائے سوائے جمع اور اکٹھی دینے کے۔ یہ تفسیر اس کا قول ہے جس کے نزدیک تین طلاقیں جمع کرنا حرام ہے مگر امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں تین واقع ہو جائیں گی اگرچہ ایسا کرنا حرام ہے۔ (۳۰۱)

(۵۵) امام فخر الدین زیلیعی حنفی متوفی ۴۳۳ھ کا فتویٰ:

شوہر نے بیوی سے کو دو طلاقوں کے تین نصف دیئے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ طلاق کا نصف طلاق ہے، جب اس نے تین جمع کیں تو طلاقیں واقع ہو گئیں۔ (۳۰۲)

(۵۶) امام محمد بن احمد الکافری حنفی متوفی ۴۹۷ھ کا فتویٰ:

شوہر نے بیوی سے کہا اختیار کر، اختیار کر، اختیار کر، بیوی نے کہا میں نے اولیٰ یا وسطیٰ یا اخیرہ کو اختیار کیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

بیوی سے کہا تجھے تین سنت طلاق اور اگر اس نے نیت کی کہ سب ابھی واقع ہو

۳۰۰۔ کتاب أدب القضاء، حکم الطلاق المقرون بالتكرار، ص ۲۸۰

۳۰۱۔ تفسیر خازن، المجلد (۱)، البقرة، ص ۲۲۸

جائیں تو فی الحال واقع ہو جائیں گی۔ (۳۰۳)

(۵۷) علامہ امیر کاتب فارابی حنفی متوفی ۵۸۷ھ کا فتویٰ:

علامہ امیر کاتب بن امیر عمر الحمید الفارابی صحابہ کرام کے اجماع کے تحت ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں، اس طرح تین طلاقیں ہیں جب صحابہ کرام نے ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کے وقوع کا حکم کیا اور انہوں نے اس پر اجماع کر لیا تو ہمارے لئے ان کا خلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ صحابہ کا اجماع تحت ہے اس باب میں آخری بات یہ کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ممنوع ہے اور ممنوع ہونا (یہاں) مشروعیت کو معدوم نہیں کرتا الخ۔ (۳۰۴)

(۵۸) امام سراج الدین غزنوی حنفی متوفی ۷۷۳ھ کا فتویٰ:

مرد نے اپنی بیوی کو جب بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں (اگرچہ تینوں واقع ہو جائیں گی) امام حنیفہ کے نزدیک بدعت اور حرام ہے اور یہی جمہور صحابہ کا قول ہے۔ (۳۰۵)

(۵۳) علامہ ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ کا فتویٰ:

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے طلاق کو تین تک محدود کر دیا اور ایک اور دو طلاق میں رجوع کو مباح فرمایا اور تین میں گئی طور پر بائن فرما دیا۔ (۳۰۶)

(۵۹) علامہ خلیل بن اسحاق مالکی متوفی ۷۷۶ھ کا فتویٰ:

اگر کہا اگر میں نے تجھ سے خلع کیا تو تو تین طلاق والی ہے، اگر تین کا لفظ نہ کہا (یعنی کہا کہ اگر میں نے تجھ سے خلع کیا تو تو طلاق والی ہے تو اس دوسری صورت میں) اسے دو طلاقیں لازم ہوں گی (ایک خلع سے دوسری خلع کے ساتھ معلق)۔ (۳۰۷)

۳۰۳۔ عیون المذاهب، کتاب الطلاق، ورق ۶۰

۳۰۴۔ غایۃ البیان شرح الہدایۃ، کتاب الطلاق، تحت قولہ: و طلاق البدعة الخ، ورق ۳۵۲

۳۰۵۔ الفترۃ المنہف فی تحقیق الإمام أبی حنیفۃ، کتاب الطلاق، ص ۱۴۸

۳۰۶۔ تفسیر ابن کثیر، المجلد (۱)، سورۃ البقرۃ، ۲۲۹، ص ۴۸۱

۳۰۷۔ المختصر للخلیل مع مواہب الخلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، باب فی الخلع، ص ۱۳۷

اور لکھتے ہیں، شر الطلاق کہنے اور اس کی مثل کہنے اور تین طلاق والی ہے کہنے کی صورت میں فوری تین طلاقیں واقع قرار دی جائیں گی۔ اور تین بدعت طلاقیں یا بعض بدعت طلاقیں اور بعض سنت طلاقیں کہا تو دونوں صورتوں میں تین طلاقیں ہیں۔ (۳۰۸)

(۶۰) علامہ صدر الدین شافعی متوفی ۸۰۷ھ کا فتویٰ:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن بن الحسین دمشقی عثمانی شافعی لکھتے ہیں، ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تین طلاقوں کو جمع کرنا حرام ہے اور واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۰۹)

(۶۱) شارح بخاری امام کرمانی متوفی ۸۶۷ھ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں اگر آپ اعتراض کریں کہ آیت ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ اس دعویٰ پر پر کس طرح دلالت کرتی ہے؟ تو جواب میں کہوں گا کہ جب دو (طلاقوں) میں جمع جائز ہے تو تین میں بھی جمع جائز ہوگی (یعنی جب ایک مجلس میں دو طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہیں تو تین دینے سے بھی واقع ہو جائیں گی) یا ”التَّسْرِيحُ بِالْإِحْسَانِ“ کو اتنا عام لیا جائے کہ اکٹھی ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو بھی شامل ہو جائے۔ (۳۱۰)

(۶۲) امام اکمل الدین بابر ترقی حنفی متوفی ۸۶۷ھ کا فتویٰ:

تین طلاقیں بیک کلمہ یا ایک طہر میں دینا طلاق بدعت ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے لیکن اگر ایسا کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور عورت اس سے جد اور حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ (۳۱۱)

(۶۳) علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۸۶۷ھ کا فتویٰ:

علامہ عالم بن العلاء انصاری، اندر پتی، دہلوی، ہندی لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی

۳۰۸۔ المختصر للعلیل: ۱۳۸/۳، فصل فی طلاق السنة

۳۰۹۔ رحمة الأمة فی اختلاف الأئمة، کتاب الطلاق، ص ۱۸۸

۳۱۰۔ صحیح البخاری بشرح الكرمانی: ۱۸۲/۷

سے کہا عدت گزار، عدت گزار، عدت گزار (یہ طلاق سے کنایہ ہے) اور کہا کہ میری ٹکل سے مراد سے ایک طلاق تھی تو اسے قضاء سمجھا نہیں سمجھا جائے گا (یعنی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی) یا کہا کہ میں نے پہلی سے مراد طلاق لی اور دوسری اور تیسری سے کچھ مراد نہ تھی تو ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۱۲)

(۶۴) شارح عقائد نسفی علامہ تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ:

کسی شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور اسے ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے تجھے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے دو طلاق اور آدھی طلاق مگر آدھی طلاق تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (۳۱۳)

(۶۵) علامہ ابن ابی العز حنفی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ:

علامہ صدر الدین علی بن علی بن ابی العز حنفی لکھتے ہیں، سروجی فرماتے ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاقیں کا واقع ہو جانا صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے ائمہ وغیرہم جمہور اہل علم کا قول ہے۔ (۳۱۴)

(۶۶) امام ابو بکر بن علی المعروف بالحدادی متوفی ۸۰۰ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیگی، عورت جدا ہو جائیگی اور وہ گنہگار ہوگا۔ (۳۱۵)

(۶۷) امام ابن الشنہ کبیر حنفی متوفی ۸۱۵ھ کا فتویٰ:

امام ابوالولید ابراہیم بن ابی الیمن محمد بن ابی الفضل المعروف بابن الشنہ الکبیر حنفی

۳۱۲۔ الفتاوی التاتاریعانیہ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، نوع آخر فی بیان حکم الکنایات، ص ۲۳۸

۳۱۳۔ الفتاوی الحنفیہ، کتاب الطلاق، ورق: ۳۰-۳۱

۳۱۴۔ التنبیہ علی مشکلات الہدایہ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ص ۱۲۹۱

۳۱۵۔ الجوہرۃ النیرۃ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۳۹

لکھتے ہیں، اگر آزاد بیوی کو تین یا اس بیوی کو جو باندی ہو دو طلاقیں دیں تو وہ طلاق دینے والے کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے صحیح نکاح کرے اور وہ اس

سے ہمبستری کرے پھر اسے طلاق دے یا فوت ہو جائے۔ (۳۱۶)

مزید لکھتے ہیں، کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تین طلاقیں تجھ پر تو اس عورت کو

تین طلاقیں پڑ جائیں گی کیونکہ مرد نے اس پر تین طلاقیں واقع کیں۔ (۳۱۷)

(۶۸) قدوة الامة مرجع الفقهاء ابن قاضي سماوہ حنفی متوفی ۸۲۳ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام امام جلیل محمود بن اسرائیل الشہیر بابن قاضي سماوہ لکھتے ہیں، شوہر نے

اپنی بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ کے بعد کہا تجھے ایک طلاق، دو طلاقیں، تین طلاقیں تو تین

طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۱۸)

(۶۹) حافظ الدین ابن البر ارحنفی متوفی ۸۲۷ھ کا فتویٰ:

امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب ابن البر ارکردری لکھتے ہیں: ایک ساتھ تین

طلاقیں دینا یا دو طلاقیں ایک طہر میں جمع کرنا ممنوع ہے (اگرچہ واقع ہو جائیں گی)،

آپ نے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی متعدد صورتیں ذکر کی ہیں ان میں

سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کوئی بچی دیکھتا تو کہتا تیری ماں کو

تین طلاق، پس اس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو دیکھا تو اُسے بھی بے سوچے سمجھے ایسے

ہی بول دیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ صریح طلاق ارادہ اور علم

پر موقوف نہیں ہوتی۔ (۳۱۹)

۳۱۶۔ لسان الأحكام، الفصل الرابع عشر فی الطلاق، نوع فی الرجعة، ص ۳۲۹

۳۱۷۔ لسان الأحكام فی معرفة الأحكام مع معین الأحكام، الفصل الرابع عشر، فی الطلاق، نوع فی

الصريح و الكناية، ص ۳۲۶

۳۱۸۔ جامع الفصولین، المجلد (۱)، الفصل العشرون فی دعوی النکاح و المهر الخ، ص ۱۹۴

۳۱۹۔ الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ الہندیة، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، الأول فی المقدمة،

(۷۰) علامہ یوسف بن عمر صوفی حنفی متوفی ۸۳۲ھ کا فتویٰ:

بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے واسطے سنت کے اور اس کی نیت یہ ہو کہ تینوں ابھی واقع ہو جائیں تو ہمارے نزدیک تینوں فی الحال واقع ہو جائیں گی۔ (۳۲۰)

(۷۱) علامہ ابن المقرئ شافعی متوفی ۸۳۷ھ کا فتویٰ:

جب بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے مگر نصف طلاق تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ اس نے آدمی طلاق باقی چھوڑی تو وہ کامل ہو گئی۔ بیوی غیر مدخول بہا سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہے تو گھر میں داخل ہونے کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۲۱)

(۷۲) علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ کا فتویٰ:

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ۔ (۳۲۲)

(۷۳) شیخ الاسلام بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ کا فتویٰ:

شارح صحیح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں کہ جمہور علماء تابعین اور جو ان کے بعد ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب، امام احمد اور ان کے اصحاب، امام اسحاق، امام ابو عبیدہ اور دوسرے کثیر علماء کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں لیکن وہ گنہگار ہوگا اور جو اسکی

۳۲۰۔ جامع المصنوعات و المشكلات، کتاب الطلاق

۳۲۱۔ إحصاء النواوی فی إرشاد الغاوی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، تعلیق الطلاق، ص ۵۵۶، و باب

الاستثناء فی الطلاق، ص ۵۵۹

۳۲۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من

جوز الطلاق الثلاث، ص ۴۵۳

مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور اہلسنت کے مخالف ہیں۔ (۳۲۳)

(۷۴) محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں
جمہور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے آئمۃ المسلمین کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین
طلاق دینے سے تینوں واقع ہوتی ہیں۔ (۳۲۴)

(۷۵) مفسر ابو حفص ابن عادل حنبلی متوفی ۸۸۰ھ کا فتویٰ:

امام مفسر ابو حفص عمر بن علی بن ابن عادل دمشقی حنبلی لکھتے ہیں، جب بیوی کو
بیک کلمہ تین طلاقیں دیں تو اسے بالاجماع لازم ہو گئیں۔ (۳۲۵)

(۷۶) علامہ خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ کا فتویٰ:

اگر شرط کو موخر کیا اور غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے طلاق والی ہے
تو دونوں واقع ہو جائیں گی اور بیوی مدخول بہا ہو تو تمام صورتوں میں دونوں طلاقیں واقع
ہو جائیں گی۔ (۳۲۶)

(۷۷) علامہ یعقوب پاشا حنفی متوفی ۸۹۱ھ کا فتویٰ:

علامہ یعقوب پاشا بن حضر بک لکھتے ہیں، اگر بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے ایک
دو میں اور اس نے اس سے یہ نیت کی کہ تو طلاق والی ہے ایک اور دو تو تین طلاقیں واقع
ہو جائیں گی۔ (۳۲۷)

۳۲۳۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز

الطلاق الثلاث، ص ۳۳۶

۳۲۴۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۳۳۰

۳۲۵۔ الباب فی علوم الکتاب، المجلد (۴)، سورة البقرة (الآیۃ: ۲/۲۲۹)، ص ۱۳۵

۳۲۶۔ غرر الأحکام مع شرح الدرر الحکام، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۳۶۷

(۷۸) امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ کا فتویٰ:

پہلے یہ تھا کہ جب شوہر بیوی سے کہتا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کوئی نیت نہ کرتا تو ایک طلاق کا حکم دیا جاتا کیونکہ اس سے استیناف کا ارادہ قلیل تھا تو غالب پر محمول کیا گیا جو کہ تاکید تھا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس صیغہ کا استعمال لوگوں میں کثرت سے ہوا اور استیناف کا ارادہ غالب ہو گیا تو اطلاق کے وقت اسے غالب الی الفہم پر عمل کرتے ہوئے تین پر محمول کر دیا گیا (یعنی اب تین طلاق دینے سے تو تین ہی مراد ہوں گی)۔ (۳۲۸)

(۷۹) قاضی جگن گجراتی حنفی متوفی ۹۲۰ھ کا فتویٰ:

بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کہا میں نے پہلی سے مراد طلاق لی اور دوسری اور تیسری سے نہیں تو دیانت میں سچا سمجھا جائے گا قضاء میں نہیں (یعنی قضاء تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی)۔ جب بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، یا کہا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، یا کہا تو طلاق والی ہے میں نے تجھے طلاق دی ہے اور کہا کہ (ان تینوں صورتوں میں) پہلی سے مراد میں نے طلاق لی (دوسری سے نہیں) تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین سچا مانا جائے گا اور قضاء سچا نہیں مانا جائے گا (یعنی جتنی طلاقیں دیں اتنی ہی کے وقوع کا فیصلہ کیا جائے گا)۔ (۳۲۹)

(۸۰) علامہ ابن الشنہ الصغیر الحنفی متوفی ۹۲۱ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ علامہ عبدالبر بن محمد بن محمد بن محمود ابن الشنہ الصغیر متوفی ۹۲۱ھ لکھتے ہیں، سوال: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے ایک سے زیادہ اور دو سے کم طلاقیں ہوں تو کتنی طلاقیں واقع ہونی چاہئیں؟ جواب: تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ (۳۳۰)

۳۲۸۔ الدیاج علی صحیح مسلم، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ص ۵۳۱

۳۲۹۔ عزانۃ الروایات، کتاب الطلاق، باب ما یقع بہ الطلاق ما لا یقع، ورق ۲۳۷

۳۳۰۔ فتاویٰ معنی، کتاب الطلاق، ص ۱۱۰، و الذخائر الأشرفیۃ، کتاب الطلاق، ص ۹۰

(۸۱) علامہ ابراہیم طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ کا فتویٰ:

علامہ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی لکھتے ہیں، شوہر نے بیوی سے کہا تجھے دو طلاقیں دو میں اور اس نے اپنے اس قول سے ضرب کی نیت کی تو دو واقع ہوں گی اور اگر جمع کی نیت تو تین واقع ہوں گی بشرطیکہ بیوی مدخول بہا ہو (یعنی نکاح کے بعد اس سے ہمبستری یا خلوت صحیحہ کر چکا ہو)۔ (۳۳۱)

(۸۲) شارح صحیح بخاری امام قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ کا فتویٰ:

امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿تَسْرِيحُ مَبَاحِثَانِ﴾ عام ہے بیک وقت تین طلاقیں کو بھی شامل ہے آیت بلا انکار اس پر بھی دلالت کرتی ہے اہل تشیع اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں اگر کوئی بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو ایک واقع ہوتی ہے۔ یہ شاذ (قرآن و سنت سے جدا) مذہب ہے جس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ منکر ہے اور صحیح وہ ہے جسے امام ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (۳۳۲)

(۸۳) قاضی القضاۃ ابوالسعود والعمادی حنفی متوفی ۹۵۱ھ کا فتویٰ:

قاضی القضاۃ ابوالسعود محمد بن محمد العمادی لکھتے ہیں، طلاق شرعی یہ ہے کہ طلاق کے بعد دوسری طلاق متفرق طور پر دو یا تین طلاقیں کو جمع کئے بغیر دی جائے دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ جمع کر کے دینا ہمارے نزدیک بدعت ہے۔ (اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں)۔ اور لکھتے ہیں اگر دو طلاقیں کے بعد طلاق دی تو وہ عورت اس کے لئے تیسری طلاق کے بعد حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (۳۳۳)

۳۳۱۔ مواہب الرحمن فی مذہب ابی حنیفۃ النعمان، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح

والکتاب، ص ۱۳۶

۳۳۲۔ إرشاد الساری شرح صحیح البخاری، المجلد (۸)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أحاز

الطلاق الثلاث، ص ۱۳۲-۱۳۳

(۸۴) امام حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ کا فتویٰ:

امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی لکھتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہابیہ سے کہا تجھے سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکی نیت فی الحال تینوں کے وقوع کی ہوگی تو اسکی نیت صحیح ہوگی اور تینوں اسی وقت واقع ہو جائیں گی۔ (۳۳۴)

(۸۵) امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی حنفی متوفی ۹۶۲ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک طہر میں بلا رجعت دو طلاقیں یا تین ایک بار اکثر بار دینا بدعت ہے جیسا کہ مدخول بہا کو حالت حیض میں دو یا زائد طلاقیں دینا بدعت ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ صدرِ اول سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک جب کوئی تینوں طلاقیں ایک ساتھ دیتا تو صرف ایک کے واقع ہونے کا حکم دیا جاتا پھر لوگوں کے کثرت سے تین طلاقیں (بلانیت تاکید کے) دینے کی وجہ سے تینوں کی واقع ہونے کا حکم دیا گیا۔ (۳۳۵)

(۸۶) علامہ شرف الدین حجاوی حنبلی متوفی ۹۶۸ھ کا فتویٰ:

علامہ شرف الدین ابوالنجا موسیٰ بن احمد بن موسیٰ بن سالم بن عیسیٰ بن سالم حجاوی مقدسی حنبلی لکھتے ہیں، شوہر نے بیوی سے کہا اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تجھے تین طلاق ہے اور اسے دوسری بار دہرایا تو دوبارہ تین بار دہرایا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۳۶)

(۸۷) علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ:

بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ یہ اہلسنت کا مذہب ہے

۳۳۴۔ ملقی الأبحر مع مجمع الأنهر، جلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۷

۳۳۵۔ جامع الرموز، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۵۵۶-۵۵۷

۳۳۶۔ زاد المستقنع، کتاب الطلاق، فصل فی تعلیقہ بالكلام، ص ۴۰۲

بخلاف روافض کے۔ (۳۳۷)

اور فرماتے ہیں، اگر تعلیق بالطلاق میں جزاء متعدد ہوئی تو وقوع طلاق متعدد ہو جائے گا (یعنی ایک ہی وقت میں جتنی طلاقیں ذکر کیں واقع ہو جائیں گی) جیسا کہ ”خانیہ“ میں ہے۔ (۳۳۸)

(۸۸) امام شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ:

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی لکھتے ہیں یہ ساری بحث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک ہی کلمہ سے تین طلاقوں کے وقوع پر علماء صحابہ کا اجماع ہے۔ (۳۳۹)

(۸۹) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ کا فتویٰ:

امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے لئے یہ کہا اگر میں اپنی بیماری میں مر گیا تو میری بیوی کو میری زندگی کے آخری حصے میں تین طلاقیں ہیں۔ تو جواب میں آپ نے فرمایا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۴۰)

(۹۰) برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر اخلاطی کا فتویٰ:

امام برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین اخلاطی حسینی لکھتے ہیں، عورت نے جھگڑے میں شوہر سے کہا میں تیرے ساتھ نہیں ہوں تو مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں تو یہ تین طلاقیں واقع ہیں۔ (۳۴۱)

(۹۱) مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی متوفی ۱۰۰۲ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اکثر طلاق ہے تو تین طلاقیں واقع

۳۳۷۔ البحر الرائق، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۲۴۳

۳۳۸۔ الأشباه والنظائر، الفن الثانی، کتاب الطلاق

۳۳۹۔ كشف الغم عن جميع الأمة، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، فصل فی طلاق البتہ وجمع الثلاث الخ، ص ۱۲۹

ہو جائیگی اسی طرح کسی نے کہا تجھے کثیر طلاق تو بھی تین طلاقیں واقع ہو جائیگی کیونکہ طلاق میں کثیر تین ہیں۔ (۳۴۲)

(۹۲) علامہ رملی شافعی متوفی ۱۰۰۴ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین رملی سے سوال کیا گیا اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اس سال قاہرہ کا سفر نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور وہ اس سال سفر نہ کر سکا تو جواب میں آپ نے فرمایا اس کے اس سال سفر نہ کرنے کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۴۳)

(۹۳) علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ کا فتویٰ:

علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم لکھتے ہیں، شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے ایک میں دو اس سے شوہر کی نیت ہو کہ ایک اور دو تو اس صورت میں بیوی مدخول بہا ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۴۴)

(۹۴) شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ ثمر تاشی حنفی متوفی ۱۰۰۶ھ کا فتویٰ:

اگر کسی نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔ (۳۴۵)

اور آپ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، طلاق والی ہے اور کہتا کہ میں نے اس سے تکرار کا ارادہ کیا تو کیا اُسے سچا سمجھا جائے گا یا ایک رجعی واقع ہوگی یا نہیں؟ (تو آپ نے جواب میں لکھا کہ) اسے قسم

۳۴۲۔ المتانہ فی المرمۃ عن الخزانۃ، کتاب الطلاق، باب ما یقع بہ الطلاق و مالا یقع، ص ۴۷۰،

۳۴۳۔ فتاویٰ علامہ شمس الدین رملی علی هامش فتاویٰ الکبریٰ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق،

ص ۲۳۱

۳۴۴۔ النہر الفائق، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح، ص ۲۳۵

۳۴۵۔ تنویر الأبصار مع شرحہ الدر معیار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب الطلاق غیر المدخول بہا،

ص ۲۸۴-۲۸۵

کے ساتھ سچا سمجھا جائے گا تو اس طرح ایک رجعی ہوگی اور یہ دیانت میں ہے مگر قضاء میں تو اس کی اس قول میں تصدیق نہیں کی جائے گی قاضی اسلام اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جانے کا فیصلہ دے گا۔ (۳۴۶)

(۹۵) ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ کا فتویٰ:

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری لکھتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں اختلاف ہے امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ، احمد اور سلف و خلف (اگلے و پچھلے علماء و فقہاء) فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ایک واقع ہوگی۔ (۳۴۷)

(۹۶) علامہ مصطفیٰ ابن خیرالدین حنفی متوفی ۱۰۲۵ھ کا فتویٰ:

علامہ مصطفیٰ بن خیرالدین بن احمد بن علی رملی لکھتے ہیں، شوہر نے شرط کو مقدم کرتے ہوئے بیوی سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تُو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے یا شرط کو مؤخر کرتے ہوئے کہا تو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو وقوع مُعَدَّ دہوگا (یعنی تین طلاقیں واقع ہوں گی) جیسا کہ ”خانیہ“ میں ہے یعنی بالاجماع تعدد جزاء کے موجب پر (طلاقیں واقع ہوں گی) اور وقوع طلاق کا حکم شرط متحقق ہونے کی صورت میں مدخول بہا کے بارے میں ہے الخ۔ (۳۴۸)

(۹۷) علامہ ابوالحسن سندھی حنفی متوفی ۱۰۳۸ھ کا فتویٰ:

تحقیقی صحاح ستہ علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں، جمہور کے نزدیک علماء اسلام اس پر ہیں کہ جب تین طلاقیں کو جمع کر لے تو تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں اور جمہور کے نزدیک

۳۴۶۔ فتاویٰ الإمام الغزالی، کتاب الطلاق، ص ۵۲

۳۴۷۔ مرقات، المجلد (۶)، کتاب النکاح، باب العلق والطلاق، الفصل الثالث، ص ۲۹۳

الأذنان، الضمان، الأشياء، النظام، کتاب الطلاق، ورق ۳۱-۳۲

اس کے خلاف کا اصلاً کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۹)

(۹۸) شیخ الاسلام محقق زمانہ نوعی زادہ حنفی متوفی ۱۰۴۴ھ کا فتویٰ:

شیخ عطاء اللہ بن یحییٰ الشہیر نوعی زادہ لکھتے ہیں: اگر مدخول بہا سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو دو طلاقیں واقع ہوں گی، پس اگر تکرار کی نیت کی تو دیانتہ سچا سمجھا جائے گا قضاء نہیں اور اگر یہی مدخول بہا بیوی سے کہا تو ایک واقع ہوگی (کہ وہ ایک سے ہی بائن ہوگی دوسری کے لئے محل طلاق نہ رہی)، کسی مرد نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، اور کہا کہ پہلی سے میں نے طلاق مراد لی اور دوسری اور تیسری سے سمجھانا تو دیانتہ سمجھا جائے گا اور قضاء تین طلاقیں واقع ہوں گی (بشرطیکہ بیوی غیر مدخول بہا نہ ہو)۔ (۳۵۰)

(۹۹) علامہ ابوالسعادات بیہوتی حنبلی متوفی ۱۰۵۱ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالسعادات منصور بن یونس بن صلاح الدین بن حسن بن احمد بیہوتی حنبلی لکھتے ہیں: جب بیوی مدخول بہا سے کہا تو طلاق والی ہے اور اس کا دو یا تین بار تکرار کیا تو اتنی ہی طلاقیں واقع ہو جائیں گی، پس اگر دو بار تکرار کیا تو دو اور تین بار تکرار کیا تو تین واقع ہوں گی کیونکہ وہ صریح طلاق کو لایا ہے (اور اگر کہے کہ میں نے تاکید کا ارادہ کیا تھا تو دیانتہ سچا سمجھا جائے گا)۔ (۳۵۱)

(۱۰۰) علامہ مصطفیٰ باری زادہ حنفی ۱۰۶۹ھ کا فتویٰ:

اگر مرد نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، یا کہا میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو (ہر صورت میں) دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی،

۳۴۹۔ حاشیۃ البَیِّنِی عَلٰی السُّنَنِ لِلنَّسَائِی، الجزء (۶)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۳۹۸، ص ۱۴۴

۳۵۰۔ القول الحسن، کتاب الطلاق، ص ۲۴

اگر وہ کہے کہ دوسری بار کہنے سے میری مراد اس کو طلاق کی خبر دینا تھا تو اسے اس بات میں قضاء سمجھا نہیں سمجھا جائے گا۔ (۳۵۲)

(۱۰۱) محقق فقیہ شیخ زادہ متوفی ۸۷۸ھ کا فتویٰ:

محقق فقیہ عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان شیخ زادہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اور ایسا کرنا سخت حرام ہے اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن اس نے ایسا کر لیا تو اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ (یعنی طلاق مغلطہ واقع ہونے سے جدا ہو جائے گی)۔ (۳۵۳)

(۱۰۲) علامہ خیر الدین رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ کا فتویٰ:

علامہ خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی ایوبی فاروقی رملی کے فتاویٰ میں ہے: اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دے دیں پھر اسے کسی حنبلی نے فتویٰ دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس طرح وہ شخص مذکور فتویٰ کے سبب اس عورت کے ساتھ کئی سال رہا تو کیا حنبلی مذکور کے فتویٰ پر عمل کیا جائے گا اور اگر اس کے ساتھ قاضی کا فیصلہ بھی متصل ہو تو شرع میں اس کا کیا حال (یعنی حکم) ہے، (تو جواب دیا کہ) فتویٰ مذکورہ کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی قاضی کا یہ فیصلہ نافذ ہوگا اور مسلمان حکام پر فرض ہے کہ ان دونوں کو جدا کر دیں۔

اور اسی میں ہے، اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دے دیں تو کیا وہ تینوں واقع ہوں گی یا نہیں، (جواب میں فرمایا) جی ہاں واقع ہو جائیں گی میری مراد ہے کہ فقہاء اسلام میں مشہور عامۃ العلماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۵۴)

۳۵۲۔ حسب المفتی، کتاب الطلاق، فصل فی صریح الطلاق، ورق: ۷۸

۳۵۳۔ مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۳۸۲

۳۵۴۔ الفتاویٰ العبریة علی هامش الفتاویٰ تنقیح الحامدیة، ۷۳/۱

(۱۰۳) علامہ محمود نقشبندی حنفی متوفی ۱۰۸۵ھ کا فتویٰ:

شیخ خواجہ معین الدین بن خواند محمود ہندی نقشبندی حنفی لکھتے ہیں، عورت نے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی تو شوہر نے اُسے کہا، میں نے دی ایک، دو، تین تو بلانیت تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۵۵)

(۱۰۴) علامہ محمد علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں نے تجھے طلاق دی تو، تو طلاق والی ہے اس سے پہلے تین طلاقیں۔ تو بالا جماع تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۵۶)

(۱۰۵) قاضی القضاۃ محمد بن الحسینی انقروی حنفی متوفی ۱۰۹۸ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ محمد بن حسینی حنفی لکھتے ہیں: ”فوائد شیخ الاسلام نظام الدین“ میں ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے، اور مجھے طلاق دے تو مرد نے کہا دیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اگر مرد نے کہا اختیار کر، اختیار کر، اختیار کر تو بیوی نے کہا میں نے اختیار کیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور یہ معروف ہے اور ”ذخیرہ“ میں ذکر کیا عورت نے اگر کہا مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مرد نے کہا میں نے طلاق دی تو اُسے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ کسی مرد نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کہا پہلی سے مراد میں نے طلاق لی اور دوسری اور تیسری بار سے بیوی کو سمجھانا (کہ میں طلاق دے رہا ہوں) تو مرد کو دیانتہ سچا مانا جائے گا اور قضاء تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۵۷)

۳۵۵۔ الفتاویٰ النقشبندیہ، کتاب الطلاق، ورق ۹۷

۳۵۶۔ الدر المختار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۲۲۹

۳۵۷۔ الفتاویٰ الأنقرویۃ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۷۱

(۱۰۶) علامہ محمد صالح انصاری لاہوری حنفی کا فتویٰ:

بیوی نے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے شوہر نے کہا میں نے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی (۳۵۸)

(۱۰۷) مخدوم حامد اگہی ٹھٹھوی (متوفی گیارہویں صدی ہجری) کا فتویٰ:

مخدوم حامد علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ زید نے اپنی زوجہ فاطمہ سے سندھی زبان میں کہا چڈی، چڈی، چڈی تو اس صورت میں جب کہ اس نے لفظ ”چڈی“ کا تین بار تکرار کیا تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی یا ایک بائن۔ تو آپ نے جواب دیا ظاہر ہے کہ علماء ٹھٹھہ کے عرف میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور علماء درہیلہ کے عرف میں ایک بائن واقع ہوگی (کیونکہ اس لفظ میں سندھ کے علماء کے مابین اختلاف ہے بعض نے اسے کنایات سے شمار کیا اور بعض نے صریح تو جنہوں نے صریح کے حکم میں کہا ان کے نزدیک طلاق مُغلظہ واقع ہو جائے گی، بہر حال اس پر سب متفق ہیں کہ مدخول بہا کو صریح لفظ سے بیک مجلس تین طلاقیں دی جاتیں تو تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں)۔ (۳۵۹)

(۱۰۸) علامہ محمد عیسیٰ سندھی حنفی کا فتویٰ:

انہوں نے ”حل المشکلات“ میں فرمایا کہ سندھی جب اپنی بیوی سے لفظ ”چڈی“ تین بار کہے تو شرعاً تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۶۰)

(۱۰۹) مفتی انام مدینہ منورہ سید اسعد مدنی حنفی متوفی ۱۱۱۶ھ کا فتویٰ:

امام سید اسعد مدنی بن ابی بکر آفندی حنفی کے فتاویٰ میں ہے۔ سوال: کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے دی پھر دوسری پھر تیسری دے دی تو کیا وہ ان تین

۲۵۸۔ عزازۃ العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب فی إيقاع الطلاق، ورق: ۵۹

۳۵۹۔ البیاض الهاشمی: ۱۶۵/۲ ق (خ)

۳۶۰۔ البیاض الهاشمی (خ) ۱۶۵/۲ ق

طلاقوں کے بعد رجوع کر سکتا ہے، ہمیں فتویٰ دیجئے۔ جواب: باجماع المسلمین بلکہ اہل اُدیان کے اجماع سے اس صورت میں اُسے رجوع کا حق نہیں ہے۔ (۳۶۱)

(۱۱۰) مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۳۹ھ کا فتویٰ:

مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی کے ایک مجلس میں لفظ ”چڈی“ تین بار کہنے پر تین طلاق کے فتویٰ کو مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ نے ”البیاض الباشمی“ (۱/۲۴۹ق) میں نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اس دوران کلام شدت غضب میں لگا تار تین بار (سندھی زبان میں) کہا: (جس کا ترجمہ یہ ہے) تجھے میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا“ تو اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک۔ جواب: اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی نے اسی طرح جواب دیا۔ (۳۶۲)

(۱۱۱) امام زرقانی مالکی متوفی ۱۱۴۲ھ کا فتویٰ:

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی لکھتے ہیں، جمہور علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے کہا اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خلاف شاذ (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے جدا ہونا) ہے جس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ (۳۶۳)

(۱۱۲) شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ اور ہند کے مقتدر حنفی علماء کی جماعت کا فتویٰ:

عدد کے اعتبار سے بدئی طلاق یہ ہے تین طلاقیں پاکیزگی کے ایک زمانہ میں کلمہ واحدہ سے دے یا متفرق کلمات سے دے یا دو طلاقیں ایک طہر میں کلمہ واحدہ سے یا کلمات متفرقہ سے دے اگر ایسا کیا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق دینے

۳۶۱۔ الفتاویٰ الأسعدیہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۷۷

۳۶۲۔ تقدیم تمام العناہ، ص ۱۳

۳۶۳۔ شرح الزرقانی علی موطا الإمام مالک، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۱۶۷

والا گنہگار ہوگا۔ (۳۶۴)

(۱۱۳) مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۱ھ کا فتویٰ:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۲ھ کے استاد مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی اس طرف مائل تھے کہ جب ان سے لفظ ”چدی“ کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فتویٰ دیتے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک بار یا دو بار کہا تو احتیاطاً تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا اور تین بار کہا تو تین طلاقیں کا فیصلہ دیا جائے گا۔ (۳۶۵)

(۱۱۴) علامہ سید محمد ابوالسعود حنفی مصری متوفی ۱۱۷۲ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالسعود محمد بن علی مصری لکھتے ہیں؟ اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو دور جعی طلاقیں واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ مدخول بہانہ ہو ورنہ دوسری لغو ہو جائے گی۔ (۳۶۶)

(۱۱۵) مخدوم عبدالحی سندھی حنفی کا فتویٰ:

اہل سندھ جب حالت مذاکرۃ طلاق یا حالت غضب اپنی بیوی کی طرف ان الفاظ کی اضافت کرتے ہیں تو وہ ان الفاظ سے طلاق ہی مراد لیتے ہیں تو (اس لفظ سے واقع ہونے والی طلاق) رجعی ہوگی اور (ایک ہی مجلس میں تین بار کہنے سے) تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (۳۶۷)

(۱۱۶) مخدوم یوسف علی ٹھٹھوی حنفی کا فتویٰ:

اس طرح مخدوم یوسف علی ٹھٹھوی نے فتویٰ دیا چنانچہ آپ فرماتے تھے ”چدی“ اس خطے کے علماء کے ہاں من وجہ بائن ہے اور من وجہ صریح ہے اور اسی میں احتیاط

۳۶۴۔ الفتاویٰ الہندیۃ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، الباب الاول، ص ۳۴۹

۳۶۵۔ تقدیم تمام العناۃ، ص ۱۳

۳۶۶۔ تقدیم تمام العناۃ، ص ۱۵ (بیاض المخدوم عبدالحی سندھی (خ) ق/۷۸)

ہے پس اگر شوہر نے ایک بار یا دو بار کہا تو تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا اور اگر تین بار کہا تو تین طلاقوں کے وقوع کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (۳۶۸)

(۱۱۷) شیخ محمد بن بایزید الاجی کا فتویٰ:

ڈاکٹر محمد ادریس سندھی لکھتے ہیں: سندھ کے بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ لفظ ”چڈی“ صریح طلاق کے حکم میں ہے، شوہر بیوی کو یہ لفظ ایک بار یا دو بار کہے تو وہ اس سے عدت میں رجوع کا حقدار ہے اور یہی الفاظ ایک مجلس میں تین بار کہے اس طرح کہ تکرار کے ساتھ کہے چڈی، چڈی، چڈی تو طلاق مغلطہ ہوگی اور بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ اور لکھتے ہیں کہ اس مؤقف کے قائلین کے سربراہ فاضل مخدوم ضیاء الدین راہوتی اور شیخ محمد بن بایزید الاجی ہیں۔ (۳۶۹)

(۱۱۸) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اتنی طلاقیں ہیں اور تین کا اشارہ کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔ (۳۷۰)

اور لکھتے ہیں، اس صورت میں جب کہ زید اہل سندھ سے ہے اس نے اپنی بیوی سے تین بار کہا ”من فلانی چڈی، من فلانی چڈی، من فلانی چڈی، تو اس صورت میں زید پر کیا لازم آئے گا۔ تو میں نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر زید مذکور نے تین بار میں کسی بار یہ لفظ کہنے میں تین طلاقوں کی نیت کی ہوگی تو اس پر اس کی یہ بیوی بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی اور تین بار کہنے میں کسی بار بھی تین طلاق کی نیت نہ کی تو طلاق بائن کے وقوع کا حکم دیا جائے گا اور ان کو (دوبارہ میاں بیوی کے طور پر رہنے کے لئے) تجدید نکاح کرنا ہوگا، حلالہ ان پر واجب نہیں کیونکہ لفظ ”چڈی“ کنایہ ہے کنایہ سے واقع ہونے والی طلاق

۳۶۸۔ تقدیم تمام العناہ، ص ۱۵ (بیاض المعلوم عبدالحی السندی (خ) ق ۷۸/)

۳۶۹۔ تقدیم تمام العناہ فی الفرق بین الصریح و الکناہ، ص ۸۔ ۱۳

۲۷۰۔ بیاض الفقہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۱۰۷

بائن ہے۔ (۳۷۱)

(۱۱۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۱۷۷ھ کا فتویٰ:

شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین دہلوی لکھتے ہیں، پس شوہر نے اگر تین طلاقیں جدا جدا دیں (یعنی یوں کہا کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق) تو اس کا حکم واضح ہے (کہ تینوں واقع ہو جائیں گی) اور اسی طرح اگر ایک طلاق دی (تو بھی اس کا حکم واضح ہے) پس اگر تین یا تین سے زائد طلاقیں کو ایک کلمہ میں جمع کیا تو اس میں وہ وجہیں متعارض ہیں الخ۔ (۳۷۲)

(۱۲۰) مخدوم منیڈ نو نصر پوری سندھی حنفی متوفی ۱۱۸۱ھ کا فتویٰ:

مخدوم منیڈ نو نصر پوری کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر شوہر نے بیوی سے لفظ ”چڈی“ تین بار کہا تو اس کا حکم صریح کا حکم ہے یعنی پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (۳۷۳)

(۱۲۱) علامہ مصطفیٰ الطائی حنفی متوفی ۱۱۹۲ھ کا فتویٰ:

علامہ مصطفیٰ بن محمد بن یونس بن نعمان الطائی لکھتے ہیں کہ اگر شوہر نے بیوی سے کہا۔ تو طلاق والی ہے ایک میں دو تو اگر اس کی کوئی نیت نہ ہو یا ضرب کا ارادہ کرے تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے اپنے اس قول ”تو طلاق والی ہے، ایک میں دو“ سے یہ نیت کی کہ ایک اور دو یعنی ایک کے ساتھ دو تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ وہ عورت مدخول بہا ہو ورنہ ایک واقع ہوگی۔ (۳۷۴)

۳۷۱۔ تمام العناية فی الفرق بین الصریح و الکناية، ص ۲۷-۲۸

۳۷۲۔ المسوئی شرح الموطاء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب إن طلق بكلمة واحدة ثلاثاً أو أكثر وقعت الثلاث، ص ۱۵۶

۳۷۳۔ البیاض الهاشمی (خ) ۱۶۵/۲ ق

۳۷۴۔ کنز البیان مختصر توفیق الرحمن، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح، ص ۱۲۷

(۱۲۲) مخدوم پیر محمد ہالائی حنفی (متوفی بارہویں صدی ہجری) کا فتویٰ:

مخدوم پیر محمد ہالائی کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر شوہر نے بیوی سے لفظ ”چڈی“ تین بار کہا تو اس کا حکم صریح طلاق کا حکم ہے، یعنی، پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (۳۷۵)

(۱۲۳) علامہ محمد طاہر سنبل مکی حنفی متوفی ۱۲۱۸ھ کا فتویٰ:

علامہ محمد طاہر مکی حنفی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ کسی سے کہا اے فلاں تیری خاطر میری بیوی طلاق والی، طلاق والی، طلاق والی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۷۶)

(۱۲۴) قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ کا فتویٰ:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں ”لیکن اس پر سب کا اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں تو بالاجماع تینوں واقع ہو جائیں گی۔“ (۳۷۷)

(۱۲۵) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں ”لیکن اگر تین طلاقیں دے دیں۔ خواہ ایک دفعہ تین طلاق دیں خواہ متفرق تین طلاق دیں تو اس صورت میں جائز نہیں کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔ حلالہ سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ جماع (ہمبستری) کرے اور اس کے بعد طلاق دے تو اس عدت کی مدت گزر جانے کے بعد جائز ہوگا کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے تو یہ بلا حلالہ کے جائز نہیں کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح

۳۷۵۔ البیاض الهاشمی (خ) ۱۶۵/۲ ق

۳۷۶۔ فتاویٰ العلامة محمد طاہر سنبل المکی، (قرۃ العین) کتاب الطلاق، ص ۶۶

۳۷۷۔ تفسیر مظہری، المجلد (۱)، البقرة، ص ۳۰۰

کرنے۔ (۳۷۸)

(۱۲۶) علامہ صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ کا فتویٰ:

لکھتے ہیں کہ اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایک دم ہوں یا الگ الگ تو عورت (اپنے شوہر پر) حلال نہ رہے گی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ (۳۷۹)

(۱۲۷) علامہ عبدالحفیظ عجمی حنفی متوفی ۱۲۴۶ھ کا فتویٰ:

مفتی مکہ مشرفہ علامہ امام عبدالحفیظ بن درویش عجمی حنفی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اور اس کی والدہ نے اُسے سفر سے منع کیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میرا جانا ضروری ہے، ماں نے کہا پھر تُو اپنی بیوی کو بھی اپنے ساتھ لیتا جا تو اس نے ماں سے کہا تیرے دل کو خوش کرنے کے لئے وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں نے ان میں صرف ایک بار سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا قصد کیا، تو کیا وہ قضاء اور دیانتہ سچا مانا جائے گا جب تم کہو کہ وہ دیانتہ سچا نہیں سمجھا جائے گا تو کیا کسی قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دیانتہ اس کا فیصلہ دے اور اس قاضی کا حکم نافذ ہو گا یا نہیں، ہمیں فتویٰ دیجئے (تو آپ نے جواب میں لکھا کہ) تین طلاقیں واقع ہو گئیں اُسے قضاء سچا نہیں سمجھا جائے گا اور اس کے خلاف کسی قاضی کا فیصلہ نافذ نہیں ہو گا۔ (۳۸۰)

(۱۲۸) علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ کا فتویٰ:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں جمہور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ المسلمین کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۸۱)

۳۷۸۔ فتاویٰ عزیزہ، باب الفقہ، مسائل طلاق، ص ۵۷۲

۳۷۹۔ تفسیر صاوی، المجلد (۱)، سورہ بقرہ، آیت: ۲۳۰، ص ۱۰۷

۳۸۰۔ قرۃ العین بفتاویٰ علماء الحرمین، فتاویٰ العلامة العجمی الحنفی، کتاب الطلاق، ص ۴۸

(۱۲۹) علامہ سید عبدالغنی الممدانی حنفی متوفی ۱۲۶۸ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی عورت جدا ہو جائے گی اور وہ گنہگار ہوگا۔ (۳۸۲)

(۱۳۰) شاہ محمد مسعود محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۳۰۹ھ کا فتویٰ:

آپ نے ان الفاظ ”میں نے تیری بیٹی کو تین طلاقیں دیں“ کے جواب میں لکھا بصورت مرقومہ تین طلاقیں مغلطہ واقع ہوئیں۔ (۳۸۳)

(۱۳۱) علامہ گل محمد حنفی (متوفی بعد ۱۳۲۷ھ) کا فتویٰ:

علامہ گل محمد بن غلام محمد ”فتاویٰ نور الہدی“ کے حواشی میں لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا ”من برتوسہ طلاقم“ تو شوہر نے کہا اس طرح، تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف اس کے کہ اس نے کہا اسی طرح ہے (تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی)۔ (۳۸۴)

(۱۳۲) مخدوم عبدالغفور ہمایونی حنفی متوفی ۱۳۳۶ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے غیر مدخول بہا بیوی (یعنی جس کے ساتھ ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو) کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر تین طلاقیں دیں لیکن جدا جدا جیسے کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تو پھر بھی وہ اس عورت سے بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے اور اس طرح کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اسے بغیر حلالہ شرعیہ نکاح کرنا جائز نہیں۔ (۳۸۵)

(۱۳۳) علامہ محمد نظام الدین ملتانی وزیر آبادی حنفی کا فتویٰ:

سوال: غیر مقلد کہتے ہیں اگر کوئی شخص بحالت غضب اپنی منکوحہ موطوءہ ایک جلسہ

۳۸۲۔ الباب، المجلد (۲) کتاب الطلاق، ص ۳۷

۳۸۳۔ فتاویٰ مسعودی، باب (۳)، معاملات بین الزوجین، ص ۳۵۳

۳۸۴۔ فتاویٰ جامع الفوائد، کتاب الطلاق، ص ۱۱۶

۳۸۵۔ فتاویٰ ہمایونی، المجلد (۱)، کتاب الطلاق والعدة، ص ۱۴۶-۱۴۷

میں یک بارگی تین طلاق دے دے تو ایک ہی واقع ہوگی، چنانچہ صحاح ستہ وغیرہ میں ہے، اور علماء حنفی غلطی پر ہیں یہ کیونکر ہے؟

جواب: علماء احناف سلف و خلف و آئمہ اربعہ وغیرہ کے نزدیک ایک دفعہ ایک جلسہ میں تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہو جاتی ہیں اس میں کسی اہل سنت و جماعت کو شک و اختلاف نہیں الخ (۳۸۶)

(۱۳۴) مُجَدِّدِ دین و ملت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ:
”ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہو جانے پر جمہور صحابہ و تابعین و آئمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع کا اجماع ہے۔“ (۳۸۷)

(۱۳۵) مولانا محمد عبداللہ مدرس مدرسہ محسنہ ڈھا کہ کا فتویٰ:
سوال: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا اور تین مرتبہ لفظ طلاق ذکر کیا اور وہ شخص کہتا ہے مجھ کو تین طلاقیں دینے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں حکم شرع کیا ہے؟۔
جواب: صورت مذکورہ میں قضاء تین طلاقیں ثابت ہوں گی الخ (۳۸۸)

(۱۳۶) استاذ الاساتذہ علامہ محمد قاسم یاسینی حنفی متوفی ۱۳۴۹ھ کا فتویٰ:
آپ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے کہا اگر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی کو طلاق ہے، اس کلمہ کا اس نے چند بار تکرار کیا، اب وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ (آپ نے) نے جواب میں لکھا کہ ظاہر ہے کہ اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں پڑیں گی۔ (۳۸۹)

(۱۳۷) علامہ ابوالمصطفیٰ غلام احمد ملکانی حنفی متوفی ۱۳۵۴ھ کا فتویٰ:
سوال: اگر کسی شخص نے اپنی (مدخول بہا) بیوی سے تین بار کہا تجھے طلاق ہے،

۳۸۶۔ سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ، الجزء (۲)، ص ۱۵۶

۳۸۷۔ الفتاویٰ الرضویۃ، المجلد (۵)، الجزء (۵)، کتاب الطلاق، مسئلہ (۳۰)، ص ۲۹

۳۸۸۔ معزن الفتاویٰ، سوال ۲۹، ص ۱۷

تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تو اس صورت کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

جواب: اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۹۰)

(۱۳۸) صدر الشریعہ محمد امجد علی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں ”جب اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں خواہ یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاقیں دیں یا یوں کہ لفظ طلاق تین مرتبہ ذکر کیا ہو۔“ (۳۹۱)

(۱۳۹) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ ”تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہیں اب نہ اس سے رجوع کر سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو۔“ (۳۹۲)

(۱۴۰) مفتی محمد اجمل قادری حنفی متوفی ۱۳۸۳ھ کا فتویٰ:

صدر الافاضل کے شاگرد رشید مفتی محمد اجمل قادری لکھتے ہیں کہ جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ مسلمین امام نخعی، امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اکثر سلف و خلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی مسلک ہے کہ جس نے ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو وہ تین ہی شمار ہوں گی اگرچہ وہ گناہگار ہوگا۔ (۳۹۳)

(۱۴۱) مفتی مظہر اللہ دہلوی حنفی متوفی ۱۳۸۶ھ کا فتویٰ:

مفتی مظہر اللہ دہلوی سے سوال کیا گیا کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، کیا شرعاً طلاق واقع ہوگئی؟

۳۹۰۔ مجموعۃ الفتاویٰ للملکانی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۱۷

۳۹۱۔ الفتاویٰ الامجدیہ، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۷۷

۳۹۲۔ تفسیر عزائن العرفان، البقرة، آیت ۲۲۹، ص ۴۲

۳۹۳۔ الفتاویٰ الاحمدیہ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق المغلظہ، ص ۱۳۲

جواب: صورت مذکورہ میں طلاق مُغلّظہ واقع ہوگئی اب بلا حلالہ یہ آپس میں نکاح

بھی نہیں کر سکتے۔ (۳۹۴)

(۱۴۲) مفتی اعظم سندھ محمد عبداللہ نعیمی حنفی متوفی ۱۴۰۲ھ کا فتویٰ:

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی سے سوال ہوا کہ زید نے اپنی (مدخول بہا) زوجہ کو ایک مجلس میں تین باریوں کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں تو آپ نے جواب میں لکھا بلاشبہ باجماع جمیع صحابہ و تابعین و باجماع ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد) صورت مسئلہ میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ مرد پر حلال نہ ہوگی۔ (۳۹۵)

(۱۴۳) فقیہ محمد نور اللہ نعیمی حنفی متوفی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء کا فتویٰ:

فقیہ محمد نور اللہ نعیمی لکھتے ہیں کہ جمہور صحابہ کرام اور ائمہ عظام کا اجماع ہے کہ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دے دے، تب بھی واقع ہوتی ہیں۔ (۳۹۶)

(۱۴۴) مفتی اعظم پاکستان محمد وقار الدین حنفی متوفی ۱۴۱۳ھ کا فتویٰ:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین لکھتے ہیں ”ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک تین طلاق ایک ہی مجلس میں دینے سے بھی تین طلاق واقع ہوتی ہیں۔“ (۳۹۷)

(۱۴۵) مفتی جلال الدین امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۲ھ کا فتویٰ:

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مجلس واحد میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی واقع

۳۹۴۔ فتاویٰ مظہری، تیسرا باب، معاملات بین الزوجین، سوال نمبر ۱۰۱، ص ۱۸۳

۳۹۵۔ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ، المجلد (۱)، معاملات بین زوجین، طلاق، ص ۲۳۳

۳۹۶۔ فتاویٰ نوریہ، المجلد (۲)، کتاب النکاح، طلاق کے مسائل، ص ۳۴۸

۳۹۷۔ فتاویٰ امجدیہ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، طلاق ثلاثہ کا بیان

ہوں گی۔ (۳۹۸)

(۱۴۶) مفتی اقتدار احمد نعیمی حنفی کا فتویٰ:

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی سے سوال کیا گیا کہ زید نے خانگی فسادات کی بنا پر کہا کہ آج کے بعد قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں اپنے سسرال کے گھر پھر گیا تو میری بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق، تقریباً آٹھ دس مرتبہ کہا۔ تو اس کے جواب میں لکھا کہ قانون شریعت کے مطابق زید کی طرف سے اس کی بیوی کو تین طلاق مغلظہ پڑ گئی ہیں۔ (۳۹۹)

(۱۴۷) مفتی محمد عبدالحی قادری حنفی کا فتویٰ:

زید نے کہا ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی دی دی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟
الجواب: لفظ دی کے تکرار سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے۔ (۴۰۰)

(۱۴۸) مفتی محمد ابرار احمد امجدی حنفی کا فتویٰ:

عُصَہ میں آکر کہا کہ ایک شادی آپ نے چھڑوا دیا تھا اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، میں نے چھوڑ دیا، میں طلاق دیتا ہوں دو تین مرتبہ کہا پھر کہا قرآن کی قسم میں طلاق دیتا ہوں، الجواب: صورت مسخولہ میں تین طلاقیں پڑ گئیں اور بیوی نکاح سے نکل گئی اب بغیر حلالہ اس عورت کا نکاح لڑکا مذکور سے نہیں ہو سکتا۔ (۴۰۱)

(۱۴۹) مفتی اشتیاق احمد رضوی مصباحی حنفی کا فتویٰ:

لکھتے ہیں کہ جب سائل نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی، اب بغیر حلالہ وہ اس سے میاں بیوی جیسا تعلق ہرگز نہیں کر

۳۹۸۔ فتاویٰ فیض الرسول، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۲۲

۳۹۹۔ فتاویٰ نعیمیہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، سسرالی گھر جانے پر بیوی کی طلاق کو معلق

کرنے کا بیان، ص ۳۹۲

۴۰۰۔ فتاویٰ فقیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۱۸

۴۰۱۔ فتاویٰ فقیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۱۰-۱۱

(۱۵۰) مفتی محمد ہارون رشید قادری گجراتی حنفی کا فتویٰ:

ایک سوال میں تین طلاقیں لکھ کر رجسٹری کرنے کا ذکر ہے تو اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ صورت مسئلہ میں اگرچہ رجسٹری واپس کر دی پھر بھی زید کی بیوی کو تین طلاق لکھنے کے وقت ہی تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ (۴۰۳)

(۱۵۱) مفتی محمد عماد الدین قادری حنفی کا فتویٰ:

سوال: زید نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی پھر تھوڑے وقفہ سے دوبارہ بغیر اضافت کہا طلاق، طلاق تو اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟۔ جواب: اگر واقع میں ایسا ہی ہے تو زید کی بیوی پر تین طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا (۴۰۴)

(۱۵۲) مفتی محمد اویس امجدی حنفی کا فتویٰ:

مدخولہ بیوی پر متفرق طور پر تین طلاقیں پڑنے کا ثبوت قرآن مجید سے یہ ہے کہ ائمہ کرام لغت و فقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ ”فا“ تعقیب مع الوصل کے لئے آتا ہے..... لہذا مطلب یہ ہوگا کہ جب تم دو طلاق دو اور اس سے متصلاً تیسری طلاق دو تو تینوں کا وقوع ہو جائے گا اور مدخولہ بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ (۴۰۵)

(۱۵۳) مفتی محمد سمیر الدین مصباحی حنفی کا فتویٰ:

لفظ طلاق کے ساتھ دی دی کے تکرار سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۴۰۶)

(۱۵۴) مفتی عبدالحمید مصباحی حنفی کا فتویٰ:

جیسا کہ آج کل عام طور پر لوگ بیک وقت زبانی یا تحریری تین طلاقیں دے کر

۴۰۲۔ فتاویٰ فقہیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۲۲

۴۰۳۔ فتاویٰ فقہیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۳۰

۴۰۴۔ فتاویٰ فقہیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۳۱

۴۰۵۔ فتاویٰ فقہیہ ملت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۳۲-۳۳

گنہگار ہوتے ہیں، اور ان پر توبہ لازم ہوتا ہے مگر طلاق پڑ جاتی ہے۔ (۴۰۷)

(۱۵۵) مفتی عبدالواحد حنفی کا فتویٰ:

مفتی عبدالواحد قادری لکھتے ہیں کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک مجلس میں دی جائیں یا تین مجلسوں میں واقع ہیں۔ (۴۰۸)

سعودی علماء کے فتاویٰ:

ان کے فتاویٰ کو دیکھا جائے تو اکثر نے بیک مجلس یا بیک کلمہ تین طلاقیں دینے کی صورت میں جمہور کے مطابق تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے جب کہ چند ایک نے ابن تیمیہ کی پیروی کرتے ہوئے ایک طلاق کا فتویٰ بھی دیا ہے، چند علماء کے فتاویٰ جو نظر سے گزرے یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

(۱) شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے ایک رکن شیخ عبداللہ کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: میں نے اپنی بیوی (ر، ف) کو تنگی کے سبب طلاق دی، اور میں نے اُسے چار طلاقیں دیتے ہوئے کہا: ”طلاق والی، پھر طلاق والی، پھر طلاق والی“ اور میں نے کہا تو مجھ پر دوسرے مرد کے بعد حرام ہے، اور میں جاہل ہوں، حد و طلاق کو نہیں پہچانتا اور اس نے مجھے اس پر مجبور کیا۔

جواب: جب سائل نے نکاح کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کی ہے تو اس پر صرف پہلی طلاق واقع ہوئی (کہ غیر مدخول بہا پہلی طلاق سے بائند ہو گئی اور دیگر طلاقیں کی محل نہ رہی) اور اس پر کوئی عدت نہیں۔ اگر وہ عورت دوبارہ اسے شوہر بنانا پسند کرے تو نئے عقد و نکاح کے ساتھ اس کے لئے حلال ہے۔ اور اگر شوہر نکاح کے بعد

اس سے ہمبستری کر چکا تھا تو اس کی یہ طلاقیں اُسے بینوۂ گمری (یعنی طلاق مغلطہ) کے ساتھ بائینہ کر دیں گی، اس مرد کے لئے دوبارہ حلال نہ ہوگی سوائے دوسرے شوہر کے۔

(۲) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن بن عذیان کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے ایک رکن شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن کے نزدیک اس سوال کا وہی جواب ہے جو شیخ عبداللہ بن سلیمان کا ہے۔

(۳) شیخ عبدالرزاق عصفی کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے نائب رئیس شیخ عبدالرزاق کے نزدیک اس سوال کا وہی جواب ہے جو شیخ عبداللہ بن سلیمان کا ہے۔ (۴۰۹)

(۴) شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے ایک رکن شیخ بکر کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: میں نے امام ابوحنیفہ النعمان کے مذہب پر شادی کی اور میں نے اب تک تین بار طلاق دے دی ہے، کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں کسی اور مذہب پر اپنی اسی بیوی کے ساتھ نئے مہر کے ساتھ نیا عقد نکاح کر لوں سوائے محلّٰل (یعنی حلالہ کرنے والے) کے، مجھے کسی نے خبر دی ہے کہ یہ کلام (یعنی تین طلاق کے بعد بلا حلالہ دوبارہ نکاح) ابواسحاق کی رائے ہے؟

جواب: جس نے اپنی بیوی کو تین متفرق طلاقیں دے دیں (مثلاً کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو وہ اس سے بینوۂ گمری کے ساتھ جدا ہو جاتی ہے اور اس کے لئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ (۴۱۰)

(۵) شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے ایک رکن شیخ صالح بن فوزان کا فتویٰ بھی وہی ہے جو شیخ بکر کا ہے۔

(۶) شیخ عبدالعزیز آل شیخ کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے رکن شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ کا فتویٰ بھی وہی ہے جو شیخ بکر بن عبداللہ کا ہے۔

(۷) شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ”اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء“ کے مفتی اور سربراہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے فتاویٰ کو دیکھا جائے تو کہیں تو اس نے ابن تیمیہ کا اتباع کرتے ہوئے کہیں ایک مجلس دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا اور کہیں تین کو تین قرار دیا، شیخ ابن باز کے مجموعہ فتاویٰ کے مطالعہ سے معلوم یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص متفرق تین طلاقیں ایک مجلس میں دے دیتا اور اس کا تکرار سے ارادہ تاکید یا افہام کا ہوتا تو ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا، حالانکہ یہ بھی باطل ہے کیونکہ خیر القرون میں حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں ہی اس بات پر اجماع ہو گیا تھا کہ کوئی شخص تین طلاقیں دے کر کہے ”میں نے طلاق تو ایک دی ہے باقی دو بارتا کید کے طور پر کہا ہے“ تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ تین طلاقوں کے وقوع کا حکم دیا جائے گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ کا اجماع ہوا۔ اور پھر صحابہ کرام بیک مجلس دی گئی تین طلاقوں کے بارے میں تین طلاقیں واقع ہو جانے کا فتویٰ دیا کرتے، چاہے طلاقیں بیک کلمہ دی گئی ہوں یا نہ۔ اب فتنوں اور خرافات کے ان حالات میں ان کو ایسے کہاں نظر آ گئے جو خیر القرون میں ہی مفقود ہو رہے تھے، پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں اور ان کے اجماع کے خلاف فتویٰ دے کر ان

لوگوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے نزدیک صحابہ کرام کا اس پر اتفاق معاذ اللہ! غلط تھا، ان کا فیصلہ درست نہ تھا۔ اور اگر یہ ارادہ نہ ہوتا تو تین طلاقوں کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے بہر حال ائمہ اربعہ میں کسی ایک کا مقلد تو یہ بھی نہ تھا جیسا کہ اس کے مجموعہ فتاویٰ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ کسی فتویٰ میں کسی مذہب کی کُتب اور اس مذہب کے فقہاء کا تذکرہ نہیں ملتا اگر ملتا بھی ہے تو کسی ایک کا نہیں اس کے موقف کی تائید میں اگر کسی مذہب کے فقہاء کے اقوال ہوں تو اپنی تائید میں نقل کرتا ہے۔ اس حال میں وہ کسی نہ کسی صورت بیک مجلس بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے کا قائل ہے مگر ہمارے ہاں کے غیر مقلد تو کسی بھی صورت بیک مجلس دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے کے قائل نہیں، چنانچہ اس کے فتاویٰ میں سے تین طلاقوں کے تین ہونے پر ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے۔

(تاریخ ۸/۴/۱۳۹۱ھ) شوہر نے اعتراف کیا کہ اس نے اپنی بیوی سے حالت غضب میں کہا وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے طلاق بتے (تو جواب میں لکھتا ہے) اس بناء پر جو میں دیکھتا ہوں کہ اس شخص کی بیوی بیوۃ کبریٰ (طلاق مغلطہ) کے ساتھ اُس سے جدا ہو گئی اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ کیونکہ اس نے الفاظ متحدہ وہ کے ساتھ تین طلاقوں کو مکمل کر دیا اور ان کو اپنے قول طلاق بتے کے ساتھ مؤکد کر دیا (۴۱۱)

(۸) شیخ ابراہیم خضریٰ کا فتویٰ:

سوال: میری دوست کا شوہر بہت غصے میں تھا اور اس نے تین بار کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اور اس وقت اس نے اپنی بیوی سے کہا ”فقط تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو لوٹ آ“۔ میری دوست سخت غصے میں ہے اُسے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ کیا کرے کیا طلاق قائم ہے، میں وضاحت کے ساتھ جواب کی اُمید رکھتی ہوں۔

جواب: الحمد للہ، غصے والے کی طلاق جب کہ اسے نہ پتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اور وہ پاگلوں کی طرح ہو جائے تو واقع نہیں ہوتی، مگر جب کہ اسے معلوم ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو طلاق واقع ہے پس جب اُسے تین بار طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ (۴۱۲)

دیگر عرب علماء کے چند فتاویٰ:

(۱) علامہ عبد الحمید طہماز کا فتویٰ:

علامہ عبد الحمید محمود طہماز لکھتے ہیں کہ طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے دے، پس جب اس نے ایسا کیا تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ گنہگار ہوگا۔ اور لکھتے ہیں کہ یہاں ذکر کرنا مناسب ہے کہ جمہور علماء اور ائمہ مذاہب اربعہ اس پر ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ بعض نے تین طلاقوں کے لازم ہونے کا جزم کیا اس میں کوئی اختلاف نہیں (۴۱۳)

(۲) شیخ محمد امین بن محمد المختار کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنفی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ محمد امین بن محمد المختار نے ”أضواء البیان“ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ الالبہ کے تحت طلاق ثلاثہ کے وقوع پر بہترین بحث کی ہے یعنی تین طلاق کے وقوع اور مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں۔ (۴۱۴)

(۳) شیخ محمد حبیب اللہ کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنفی لکھتے ہیں کہ شیخ حبیب اللہ نے ”فتح المعتم بشرح

۴۱۲۔ موسوعة الأحكام و الفتاوی الشرعية، مبطل النکاح، طلقها غاضباً ثلاث مرّات، ص ۹۵۲-۹۵۳

أيضاً فتاوی العلماء فی عشرة النساء، طلقها غاضباً ثلاث مرّات، ص ۲۱۲

۴۱۳۔ الفقه الحنفی فی ثوبه الحدید، المجلد (۲)، أقسام الطلاق، ص ۱۶۵-۱۶۶

۴۱۴۔ مواهب الحلیل من أدلة الحلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۷

زاد المسلم“ میں حدیث شریف ”لَعَلَّكَ تُرِيدُنِ أَنْ تُرْجِعُنِي إِلَى رِفَاعَةَ“ کے تحت (تین طلاقوں کے وقوع کو) نقل کیا ہے۔ (۴۱۰)

(۴) شیخ محمد الخضر بن مایا با کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں کہ شیخ محمد الخضر نے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے لازم ہو جانے میں ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔ (۴۱۶)

(۵) شیخ احمد بن احمد المختار کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں کہ شیخ احمد نے اپنی کتاب ”مواہب الجلیل“ میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع و نفاذ پر قرآن و سنت سے دلائل ذکر کئے ہیں اور مخالفین کے مستدلّات کے جوابات دیئے ہیں۔ (۴۱۷)

مصری علماء کا فتویٰ:

موجودہ دور میں مصری علماء کی اکثریت کا حال بھی تقریباً سعودی علماء جیسا ہوتا جا رہا ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید ضروری نہیں سمجھی جاتی پھر بھی ان کا حال دیگر سے مختلف ہے۔ ہم اس مقام پر مصر کے دو علماء کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں جو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور اکثر مجتہدین بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے قائل ہیں۔

(۱) شیخ محمود محمد شلتوت مصری کا فتویٰ:

کلیہ شریعت کے بڑے عالم شیخ محمود محمد شلتوت اور استاد کلیہ شریعت مصر شیخ محمد علی السالیں لکھتے ہیں کہ بیک وقت ایک کلمہ سے تین طلاقوں کے وقوع کے مسئلہ میں علماء کے مذاہب ہیں، ائمہ اربعہ اور جمہور و صحابہ اور تابعین اس پر ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی

تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۴۱۸)

(۲) شیخ محمد علی السالیں مصری کا فتویٰ:

کلیہ شریعت کے استاد شیخ محمد علی السالیں اور شیخ محمود محمد شلتوت لکھتے ہیں، مگر (بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر) اجماع تو فقہاء کرام نے فرمایا، صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین میں سے اکثر مجتہدین اس پر ہیں کہ اکٹھی تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور ان مجتہدین پر کسی نے بھی انکار نہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر تین طلاقوں کے جاری ہونے کا خطاب فرمایا جنہوں نے تین طلاقوں کے وقوع کا حلف اٹھایا ہو، تو ان میں اصحاب رسول ﷺ تھے اور ان میں وہ تھے جو جانتے تھے کہ نبی ﷺ کا اپنی (ظاہری) حیات میں عمل کس پر تھا تو ان تمام صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس معاملہ میں موافقت کی، کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔ (۴۱۹)

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا موقف:

بیک وقت تین بار طلاق کو جرم قرار دیا جائے:

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ بیک وقت تین بار طلاق دینا (یعنی طلاق بدعی کو) جرم قرار دیا جائے۔

وزارت قانون کی جانب سے عائلی قوانین سے متعلق شرعی حدود کے تعین کی غرض سے سوالات کے جواب میں اسلامی نظریاتی کونسل نے قرار دیا کہ شریعت میں جن امور کو جائز قرار دیا گیا ہے ان میں طلاق ناپسندیدہ ترین ہے اگر مصالحتی کوششوں کے باوجود نباہ کو کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دے کر علیحدگی اختیار کی جاسکتی ہے شرعی احکام سے ناواقفیت کے سبب لوگ طلاق کا طریقہ نہیں جانتے اور اشتعال میں آ کر طلاق بدعت کا

۴۱۸۔ مقارنة المذاهب فی الفقہ، الطلاق البدعی، ص ۸۰

۴۱۹۔ مقارنة المذاهب فی الفقہ، الطلاق البدعی، ص ۸۲

ارتکاب کرتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں، ایک ہی موقع پر ایک سے زائد بار طلاق دینے سے قانونی اور شرعی دشواریاں زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہیں، ہر شہری کو علم ہونا چاہئے کہ طلاق احسن دے کر علیحدگی اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ ہے، اس میں طلاق بدعت جیسے مسائل پیدا نہیں ہوتے لہذا طلاق بدعی کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے الخ (۴۲۰)

دائرة الاوقاف دہلی کا فتویٰ:

”ادارة الاوقاف دہلی“ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”فتاویٰ شرعیہ“ کے نام سے شائع ہوا

اس میں ہے:

إِنَّ قَوْلَ الرَّجُلِ لِرَوْجَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ بِثَلَاثٍ وَسَبْعٍ وَمِائَةٍ طَلْقَةٍ، طَلَقٌ صَرِيحٌ تُبَيِّنُ بِهِ الزَّوْجَةَ بَيْنُونَ الْكُبْرَى وَتُبَيِّنُ بِالثَّلَاثِ وَهُوَ مُعْتَدٌ فِيمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ أَتَمَّ بِهِ وَسَوَاءٌ قَالَ ذَلِكَ فِي جُلْسَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ جُلْسَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ لَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ (إِلَى) وَبِنَاءٍ عَلَيْهِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ قَدْ بَانَ مِنْهُ بَيْنُونَ كُبْرَى لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِذَا تَزَوَّجَهَا آخَرُ وَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا فَلَزَوْجَهَا أَنْ يَتَقَدَّمَ لَهَا كَأَحَدِ الْخَطَابِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - (۴۲۱)

یعنی، مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے ایک سو تہتر طلاقیں ہیں یہ صریح طلاق ہے جس سے عورت اپنے شوہر سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہو جائے گی اور تین طلاقوں کے ساتھ بائن ہوگی اور جو اس نے تین سے زیادہ طلاقیں دیں اس میں اس نے حد سے تجاوز کیا اور اس پر وہ گناہ گار ہوگا۔ خواہ وہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی گئی ہوں یا متفرق مجلسوں میں، اس میں کوئی فرق نہیں

(یعنی ایک مجلس میں دی گئی طلاقوں اور متفرق مجالس میں دی گئی طلاقوں میں واقع ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں) اس بناء پر وہ عورت اپنے شوہر سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہو گئی اس مرد کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور وہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری نہ کرے پھر طلاق دے تو پہلے شوہر کے لئے جائز ہے کہ اسے پیغام نکاح دے۔

اسی میں ہے:

إِنْ قَوْلَ الرَّجُلِ لِزَوْجَةٍ أَنْتِ طَالِقٌ الْأُولَى وَالثَّانِيَّةُ وَالثَّلَاثَةُ تُبَيِّنُ بِهِ امْرَأَتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ بَيِّنَةٌ كُبْرَى لَا تَحِلُّ لَهُ بَعْدَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لِأَنَّ هَذَا اللَّفْظَ صَرِيحٌ فِي الطَّلَاقِ وَالْعَدَدِ۔ (۴۲۲)

یعنی، شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے ایک دو اور تین ان الفاظ سے اس مرد کی بیوی اس سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہو جائے گی اس کے بعد اس مرد کیلئے حلال نہ رہے گی جب تک وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے کیونکہ یہ الفاظ طلاق اور عد میں صریح ہیں۔

”ادارۃ الافتاء دہلی“ کے دونوں فتاویٰ سے بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے وہ ایک مجلس میں دی جائیں یا مختلف مجالس میں، ایک وقت میں دی جائیں یا مختلف اوقات میں، ایک طہر میں دی جائیں یا مختلف طہروں میں اور اکھٹی دی جائیں یا علیحدہ علیحدہ۔ ہر صورت میں واقع ہو جائیں گی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہ ہوگی۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص تین طلاقوں کو ایک سمجھ کر رجوع کرے تو یہ رجوع نہ ہوگا اور اس کا اس عورت کے ساتھ رہن سہن زنا ہوگا

جیسا کہ ”فتاویٰ شرعیہ“ میں ہے:

مُرَاجَعَتُهُ لَهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَهِيَ مُرَاجَعَةٌ بَاطِلَةٌ وَ
مُعَاشَرَتُهَا بِهَذَا الْمُرَاجَعَةِ الْبَاطِلَةِ تُعْتَبَرُ زِنًا۔ (۴۲۳)

یعنی، عورت کے کسی دوسرے شوہر کے پاس رہنے (یعنی حلالہ
شرعیہ) سے قبل مرد کا اس عورت سے رجوع کرنا یہ مُراجعت باطلہ
ہے اور مُراجعت باطلہ کے بعد مرد کی اس عورت کے ساتھ
مُعاشرت زنا شمار کی جائے گی۔

وزارتِ اوقاف کویت کا فتویٰ:

”وزارة اوقاف والشئون الاسلامية الكويت“ کی طرف احکام شرعیہ کا ایک مجموعہ
پینتالیس جلدوں میں ”الموسوعة الفقهية“ کے نام سے شائع ہوا، اس میں ہے کہ جمہور
فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ شوہر کی طلاق ہمیشہ رجعی ہوتی ہے تین حالتوں کے سوا کسی
حالت میں بائن نہیں ہوتی۔ پہلی حالت یہ ہے شوہر ہمبستری سے قبل طلاق دے تو وہ بائن
واقع ہوگی۔ دوسری حالت یہ کہ شوہر مال کے عوض طلاق دے تو وہ بائن ہوگی۔ تیسری
حالت یہ کہ شوہر تین طلاقیں دے دے اور تین طلاقوں سے بیونہ کبریٰ (مغلظہ) کا واقع
ہونا نص قرآنی ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ مَّ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ کی
وجہ سے ضروری ہے۔ (۴۲۴)

غیر مقلدوں کے فتاویٰ:

(۱) ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ کا فتویٰ:

غیر مقلدین کے جید امجد ابن حزم نے لکھا:

ثم وجدنا من حجة من قال: إن الطلاق الثلاث مجموعة سنة لا بدعة، قول الله تعالى: ﴿ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ ۙ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ﴾ فهذا يقع على الثلاث مجموعة و مفرقة و لا يجوز أن تُخصَّص بهذه الآية بعض ذلك دون بعض بغير نص (٤٢٥)

یعنی، پھر ہم نے اُن لوگوں کی جو بیک وقت اکٹھی تین طلاقوں کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت سمجھتے ہیں یہ دلیل پائی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے“ یہ (مضمون یا حکم) ان تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور ان پر بھی جو (تین طلاقیں) متفرق طور پر جُدا جُدا دی گئی ہوں بغیر کسی نص کے اس آیت کے حکم کو تین متفرق اور جُدا جُدا طلاقوں کے ساتھ مخصوص کر دینا اور اکٹھی تین کو شامل نہ کرنا صحیح نہیں۔

(۲) علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ کا فتویٰ:

ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام اور ان کے پیشوا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کا معاملہ میں یکبارگی تین طلاقیں دے کر حماقت کا ثبوت دینا شروع کر دیا ہے اور خدا خونی چھوڑ دی ہے اور اپنے اوپر حکم کو ملتبس کرنے لگے گئے اور اس طریقے کو چھوڑ کر جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مشروع کیا تھا دوسرے طریقے سے طلاقیں دینے لگ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشد (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھ صحابہ کرام کی زبان پر شرع اور تقدیر کی رو سے یہ حکم جاری کر دیا کہ جو چیز لوگوں

نے اپنے اوپر لازم کر رکھی ہے اس کا اجراء اور نفاذ کر دیا اور جو طوق انہوں نے اپنے گلے میں ڈالا ہے (یعنی بیک وقت تین طلاقیں بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے) اسے باقی رکھا جائے، یہ شرع و تقدیر کے رازوں سے ایک راز ہے جو اس زمانہ کے لوگوں کی عقل میں نہیں آتا پھر ائمہ اسلام آئے جو صحابہ کرام کے آثار سے ملے جو آئمہ صحابہ کرام کے مسلک پر چلنے والے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کے چاہنے والے تھے۔ (۴۲۶)

(۳) قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ کا فتویٰ:

قَدْ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي إِرْسَالِ الثَّلَاثِ دَفْعَةً وَاحِدَةً هَلْ يَقَعُ ثَلَاثًا أَوْ وَاحِدَةً فَقَطْ فَذَهَبَ إِلَى الْأَوَّلِ الْجَمْهُورُ، وَذَهَبَ إِلَى الثَّانِي مَنْ عَدَاهُمْ وَهُوَ الْحَقُّ۔ (۴۲۷)

یعنی، اہل علم کا بیک وقت تین طلاقیں دینے میں اختلاف ہے تین واقع ہوں گی یا ایک پس جمہور اہل علم (یعنی جمہور صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہاء اور علماء اسلام) کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی اور جمہور کے علاوہ دیگر کا مذہب ہے کہ ایک واقع ہوگی اور وہ حق ہے۔

اور بیک کلمہ یا ایک طہر میں تین طلاقیں دینا بدعت ہے اسی طرح حالت حیض میں طلاق دینا بدعت ہے، اور قاضی شوکانی نے حدیث ابن عمر کے تحت لکھا:

وَقَدْ تَمَسَّكَ بِذَلِكَ مَنْ قَالَ بِأَنَّ الطَّلَاقَ الْبَدْعِيُّ يَقَعُ، وَهُمْ

الْجَمْهُور (۴۲۸)

یعنی، اس حدیث سے ان فقہاء نے دلیل پکڑی ہے جو کہتے ہیں کہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے اور اس طرح کہنے والے جمہور ہیں۔

۴۲۶۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، المجلد (۳)، وجہ تغیر الفتوی بتغیر الأزمنة و الأحوال، ص ۳۸

۴۲۷۔ فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية في علم التفسير، المجلد (۱)، البقرة آیت: ۲۳۰

اور لکھتے ہیں: جاننا چاہئے کہ تین طلاقوں میں اختلاف واقع ہوا جب کہ ایک ہی وقت میں واقع ہوں، کیا تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق کے پیچھے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو جمہور تابعین، اور کثیر صحابہ اور آئمہ مذاہب اربعہ اور اہل بیت اطہار کی ایک بڑی جماعت جن میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ بھی ہیں اور امام یحییٰ اس طرف گئے کہ طلاق کے پیچھے طلاق آتی ہے (یعنی کسی نے بیوی سے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو تینوں واقع ہو جائیں گی)۔ (۴۲۹)

تعب ہے قاضی شوکانی پر کہ اس نے خود لکھا کہ جمہور علماء کے نزدیک تین واقع ہو جائیں گی پھر بھی جمہور کے مذہب کو حق قرار نہیں دیا حالانکہ حق وہی ہے جو جمہور صحابہ و تابعین اور بعد کے علماء کا مذہب ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد تھا:

قاضی شوکانی کے شاگرد حسین بن محسن سبعی نے اپنے استاد کے مذہب کے بارے میں لکھا کہ شوکانی نے امام زید کے مذہب پر تفقہ حاصل کیا اور اس پر کتابیں لکھیں اور فتاویٰ دیئے اور یہاں تک کہ بڑا مقام حاصل کیا اور حدیث کا علم حاصل کیا اور اپنے زمانے میں سب پر فوقیت حاصل کر لی یہاں تک کہ تقلید چھوڑ دی۔ (یعنی غیر مقلد ہو گیا)۔ (۴۳۰)

(۴) حافظ عبداللہ روپڑی (غیر مقلد) کا فتویٰ:

غیر مقلد حافظ عبداللہ نے ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھا: کیونکہ ”انت طالق ثلاثاً“ میں غیر موطوءہ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) پر بھی تین طلاقیں پڑتی ہیں (۴۳۱) اس طرح ایک حدیث کے متعلق ”قاضی شوکانی“ پر رد کرتے ہوئے لکھا ابوداؤد

۴۲۹۔ نیل الأوطار، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی من طلق البتة و جمع الثلاث الخ، ص ۱۲۲۷

۴۳۰۔ فتح القدیر، المجلد (۱)، ترجمۃ الإمام الشوکانی، مذہبہ و عقیدتہ، ص ۶

۴۳۱۔ رسالہ ایک مجلس کی تین طلاقیں، ضمیمہ تنظیم ملاحدیت روپڑ، ص ۶، بحوالہ عمدۃ الایات

کی حدیث کا مطلب یہ ٹھیک نہیں بلکہ ابوداؤد کی حدیث کا مطلب یہ بیان کرنا چاہئے کہ جب ”انت طالق، انت طالق، انت طالق“ تین دفعہ الگ الگ کہے تو غیر موطوہ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) کی بابت تین ایک ہی ہوتی ہے، کیونکہ غیر موطوہ پہلی دفعہ ”انت طالق“ کہنے سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ”انت طالق“ کہنا بیکار ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ جو ”منتقی“ اور ابوداؤد سے نقل کیا ہے (کہ غیر موطوہ پر تین واقع ہو جائیں گی)، ”انت طالق ثلاثاً“ پر محمول ہے، یعنی جب جدا جدا ”انت طالق“ نہ کہے بلکہ ایک ہی دفعہ ”انت طالق ثلاثاً“ کہہ دے تو اس وقت خواہ غیر موطوہ کو اس پر تین ہی واقع ہوں گی، پس اس صورت میں نسائی کا باب میں متفرق کی قید لگانا بالکل درست ہوگا (۴۳۲)

(۵) مفتی محمد یسین شاہ (غیر مقلد) کا فتویٰ:

غیر مقلدوں کا حال بھی عجیب ہے کہ تین طلاقوں کے وقوع کے تو منکر ہیں اور اگر کوئی شخص بیوی کو بیک وقت ہزار طلاقیں دے دے تو تین کے وقوع کا اقرار کرتے ہیں، اقرار ہی نہیں کرتے بلکہ اسے اتفاقی مسئلہ بھی بتاتے ہیں چنانچہ ان کے مفتی اعظم اور ان کے پیر سید مفتی محمد یسین شاہ نے لکھا کہ ”جیسے کہ اتفاقی مسئلہ اگر کوئی شخص کہے اپنی بیوی کو کہ تجھے ہزار طلاق ہے صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنے کی وہ مالک ہے باقی لغو ہوتی ہیں“ (۴۳۳)

ان کے پیر نے لکھا کہ ”اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کی وہ مالک ہے“ تو آزاد عورت کی تین طلاقیں ہوتی ہیں لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ تین واقع ہوں گی اور باقی نو سو ستانوے لغو یعنی بیکار ہوں گی، نادانی کی انتہاء ہے کہ ہزار طلاقیں دینے سے تین واقع ہو گئیں اور تین دینے سے ایک واقع ہوگی۔

ان لوگوں کی تضاد بیانی مشہور ہے اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ان کے پیر کی ایک عبارت پڑھی کہ جس میں ہزار طلاقیں دینے کے وقوع کا ذکر ہے۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: وضاحت مسئلہ تین طلاق بیک وقت ایک ہی شمار ہوں گی چاہے کئی کھرب دے دے (۳۳۴)

اب کیا کہیں گے ان کے بارے میں ان کی کون سی بات کا اعتبار کیا جائے۔

(۶) ڈاکٹر ابو جابر دامانوی (غیر مقلد) کا فتویٰ:

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جو تقلید کے قائل نہیں ہیں اور تین کو ایک قرار دینے والے ہیں، انہوں نے بھی ایک مقام پر کہا کہ ”جیسے یہ اتفاق ہے اگر کوئی کہے تجھے ہزار طلاق صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کا وہ مالک ہے باقی لغو ہو جاتی ہیں“ (۴۳۵)

اور بیوی اگر آزاد ہے تو شوہر کو تین طلاق کا حق ہے جب بھی تین دے دے گا تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر ہزار طلاقیں دے تو بھی تین واقع ہوں گی باقی لغو ہو جائیں گی۔

(۷) غیر مقلد مولوی عبد الجبار غزنوی کا فتویٰ:

مفتی غلام سرور قادری نے لکھا: مولوی عبد الجبار غیر مقلد غزنوی ”حاشیہ مہندی“ میں لکھتے ہیں کہ جمہور علماء دین کے نزدیک (تین طلاق) ایک بار دینے سے واقع ہو جاتی ہیں۔ (۴۳۶)

(۸) غیر مقلد مصطفیٰ محمد اقبال کیلانی کا فتویٰ:

حالت حیض میں طلاق دینا، ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے دینا، اسی طرح ایک طہر

میں تین طلاقیں دینا غیر مسنون ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: غیر مسنون طلاق سنت کے مطابق نہ ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے لیکن طلاق دینے والا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے (۴۲۷)

(۹) نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدین) کے شیخ الحدیث کا فتویٰ:

صحابہ سے لے کر سات سو سال تک تین کو ایک

شمار کرنا ثابت نہیں:

اہل حدیث (غیر مقلدین) کے شیخ الحدیث مولوی شرف الدین دہلوی نے لکھا:

”اصل بات یہ ہے، کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین، صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں مَنِ ادَّعى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ بِالْبُرْهَانِ وَ دُونَهُ خَرَطُ الْقَتَادِ (یعنی جو تین طلاق کے ایک ہونے کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ دلائل سے بیان کریں ورنہ یہ دعویٰ خرط قتاد ہے) ملاحظہ ہو مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ و شرح مسلم امام نووی و فتح الباری و تفسیر ابن کثیر و تفسیر ابن جریر و کتاب الاعتبار للامام الحازمی فی بیان النسخ و المنسوخ من الآثار اس میں امام حازمی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے، اور تفسیر ابن کثیر میں بھی ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ الآیہ کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے، دوسری حدیث نقل کی ہے، جو سنن ابی داؤد میں بابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ بسند خود نقل کی ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَنُسِخَ ذَلِكَ فَقَالَ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكُكُمْ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيفُ﴾ انتہی (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا تھا اگرچہ وہ اسے تین طلاقیں دے دیتا پھر یہ حکم منسوخ

ہو گیا اور فرمایا ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ﴾ (۴۳۸)

امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱، جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے، اور یہی حدیث لائے ہیں، اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے، اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تو لائے ہیں، اور باب منعقد کیا ہے، اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد، ونسائی، وابن ابی حاتم، وتفسیر ابن جریر، وتفسیر عبد الحمید، ومستدرک حاکم وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَالتِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا وَ مُسْنَدًا نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے، یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔ پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر و ابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے، جیسے کہ مستدرک حاکم نے صَحِيحُ الْإِسْنَادِ لکھا ہے اور قابل اعتماد ہے۔

اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے، اور امام ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازی نے ”کتاب الاعتبار“ میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے:

فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ الطَّلَاقَ جَدِيداً مِنْ يَوْمِئِذٍ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ طَلَّقَ أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ حَتَّى وَقَعَ الْإِجْمَاعُ نُسْخَ الْحُكْمِ الْأَوَّلِ وَذَلَّ ظَاهِرُ الْكِتَابِ عَلَى نَقِيضِهِ وَجَاءَتِ السُّنَّةُ مُفَسِّرَةً لِلْكِتَابِ مَبْنِيَّةً رَفَعَ الْحُكْمَ الْأَوَّلَ الْخ، ص ۱۸۳

یعنی، پھر اس دن سے جس نے طلاق دی تھی یا نہ دی تھی سب لوگ اس نئے حکم کی طرف متوجہ ہو گئے حتیٰ کہ پہلے حکم کے منسوخ ہونے پر اجماع واقع ہو گیا اور کتاب کے ظاہر نے اس کے دونوں نقیضوں میں دلالت کی تو سنت، کتاب کے لئے مفسرہ و مبیینہ بن کر

آئی اور پہلا حکم اٹھ گیا۔

اور خود ابن قیم نے ”زاد المعاد“ مصری ص ۲۵۴ جلد ۲ میں لکھا ہے: تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ: هُوَ عِنْدَنَا مَرْفُوعٌ اَنْتَهَى (صحابی کی تفسیر حجت ہے اور امام حاکم نے فرمایا وہ ہمارے نزدیک مرفوع ہے) اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکور اجماع کے خلاف ہوئی، تو خود ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ ”فتاویٰ ابن تیمیہ“ جلد دوم ص ۳۵۹ میں ہے کہ وَالْخَبَرُ الْوَاحِدُ إِذَا خَالَفَ الْمَشْهُورَ الْمُسْتَفِيزُ كَانَ شَاذًا وَقَدْ يَكُونُ مَنْسُوحًا اَنْتَهَى وَهَذَا كَذَلِكَ فَافْهَمُ وَتَذَبَّرْ۔ (یعنی خبر واحد جب مشہور حدیث کے مخالف ہو تو شاذ ہوگی یا منسوخ اور یہ تین طلاق کو ایک قرار دینے والی مسلم شریف کی حدیث بھی اسی طرح ہے پس تو سمجھ لے اور غور و فکر کر)۔

اور ”سنن ابی داؤد“ کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن واقد پر جو ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو ”تقریب التہذیب“ میں صدوق وہم لکھا ہے۔ وہم کے باعث ابو حاتم نے اس کی تضعیف کی ہے، مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں۔ انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ (یعنی، اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں) اور وہم سے کون بشر خالی ہے، لہذا یہ کوئی حرج نہیں، راوی معتبر ہے خصوصاً جب کہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، اور حسین بن واقد کو ”تقریب“ میں ثِقَّةٌ لَهُ اَوْهَامٌ (یعنی، ثقہ ہے اور اس کے لئے وہم ہیں) لکھا ہے، اور یہ روای روات صحیح مسلم سے ہے، اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے، ملاحظہ ہو ”میزان الاعتدال“، باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں، لہذا یہ حدیث حسن صحیح ہے، قابل عمل و حجت ہے اور خود راوی ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا مؤید ہے۔ ملاحظہ ہو ”مؤطا امام

مالک، وغیرہ۔

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث میں بھی سہو ہے۔ فلاحۃ فیہ (یعنی، پس اس میں کوئی حجت نہیں) اور امام رازی نے ”تفسیر کبیر“ میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی تھی، وہ یہ ہے کہ آیت ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ سے پہلے آیت ﴿وَالْمُطَلَّقاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (الی قولہ) وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ﴿(الایہ)﴾ ہے اسکے بعد ہے ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ (الایہ) اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مُجْمَلٌ مُفْتَقِرٌ إِلَى الْمُبَيِّنِ (یعنی، مجمل، مبین کی طرف محتاج) یا كَالْعَامِ مُفْتَقِرًا إِلَى الْمُخَصِّصِ (یعنی، عام کی مثل مخصص کی طرف محتاج) تھی کہ بِعُولِ مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد یعنی، رجوع ثابت تھا۔ عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے۔ پس آیت ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے اسکے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے، اور بعض اصحاب، ”تفسیر کبیر“ سے اپنے مطابق قول کے بعد هذا هو الأقيس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۴۸ ج ۲

اور وجوہ کلام میں سے وجہ

ہفتم: یہ ہے، کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ہشتم: یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔ تفصیل ”شرح صحیح مسلم نووی“، ”فتح

الباری“ وغیرہ مطولات میں ہے۔

نہم: کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکورہ مرفوع نہیں۔ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جن کو

نسخ کا علم نہ تھا۔ کَمَا فِي الْوَجْهِ الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ۔

دھم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر ابن جریر و ابن کثیر کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہر کتاب و سنت صحیح و اجماع صحابہ (رضی اللہ عنہم) وغیرہ ائمہ (رحمہم اللہ) محدثین کے خلاف ہے لہذا حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی، محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہے۔

تین کو ایک قرار دینا یہ مسلک صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا نہیں: یہ مسلک صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد محدثین کا ہے۔ جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔

تین کو ایک قرار دینے کا فتویٰ ابن تیمیہ کی ایجاد ہے: یہ فتویٰ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ”اتحاف النبلاء“ میں جہاں شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) کے مفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے دڑے (کوڑے) مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی اور قید کئے گئے الخ (ابوسعید شرف الدین الدہلوی) (۴۳۹)

تین کو ایک قرار دینا اہل ظاہر اور اہل تشیع کا مذہب ہے:

علامہ صدر الدین علی بن علی بن ابی العزحی متوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں: کہ پھر سروجی نے بیان فرمایا کہ ابن رشد نے ”القواعد“ میں اور صفاقسی (ابو محمد عبدالواحد بن ابی الحسن المشہور بابن التین متوفی ۶۱۱ھ تحقیق علی التبنیہ) نے ”شرح البخاری“ (۴۰۰) میں فرمایا کہ اہل ظاہر اور ایک جماعت جو شیعہ ہیں اس طرف گئے کہ تین طلاقوں کا حکم ایک طلاق ہے اور لفظ تین کا کوئی اثر نہیں (۴۴۱)

ابن تیمیہ کی گواہی:

یہی ابن تیمیہ اور اس کا شاگرد اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کثیر صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ تین کو تین قرار دیتے تھے چنانچہ ابن تیمیہ نے ایک طہر میں ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ تین طلاق کے بارے میں متقدمین و متأثرین کے تین نظریات ذکر کئے ہیں، اور لکھا کہ پہلا قول کہ یہ طلاق مباح اور لازم ہے یہ امام شافعی کا قول ہے، امام احمد کا یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ کہ یہ طلاق حرام اور لازم ہے یہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے، امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، یہ قول متقدمین میں بکثرت صحابہ اور تابعین سے منقول ہے، الخ (۴۴۲)

ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم نے بھی اس مسئلہ میں مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں چار مذاہب ہیں، پہلا مذہب یہ کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، یہ قول ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل علیہم الرحمہ) جمہور تابعین اور بکثرت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے الخ۔ (۴۴۳)

۴۴۰۔ لہ شرح مشہور علی صحیح البخاری سماء المنجد الفصیح فی شرح البخاری الصحیح

۴۴۱۔ التنبیہ علی مشکلات الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ص ۱۲۹۱، ۱۲۹۲

۴۴۲۔ مجموع الفتاوی: ۷۰۹/۳۳

مخالفین کے باطل مُستدلّات اور ان کے جوابات:

پہلا باطل استدلال:

مخالفین سورہ بقرہ کی آیت ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ (الایۃ) اور ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۴۴۴) سے استدلال کر کے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک بتاتے ہیں۔

اس کے بارے میں شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی متوفی ۱۴۲۰ھ لکھتے ہیں: ابن تیمیہ اور ان کے ہم نوا قرآن مجید سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹/۲۳۱ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایسے طریقے سے طلاق دینے کی ہدایت کی ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے رجوع کا حق باقی رہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا قرآن کے خلاف ہے اس لئے تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے۔

مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن نے طلاق دینے کا احسن طریقہ بیان کیا ہے اور قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ نہ ہوں گی۔ نیز قرآن مجید نے بہت سے کاموں کو کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس فعل کو کر لیا جائے تو فعل ہی باطل ہو جائے گا یا اس کا وجود عدم برابر ہو جائیں گے۔

قرآن نے زنا اور چوری کرنے سے منع کیا ہے لیکن اگر کوئی شخص چوری یا زنا کر لے تو اس کی متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے وہ فعل وقوع پذیر ہی نہیں ہوا۔ دیکھئے اذان جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی، تو شرعاً نفس بیع منعقد ہو جائے گی۔ ایسے ہی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں دینا باوجود ممنوع ہونے کے واقع ہو جائیں گی۔ (۴۴۵)

مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا ہرگز مطلب نہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہی ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ طلاق رجعی دو طلاقیں ہیں۔ ﴿الطَّلَاق﴾ میں الف لام عہدی ہے پھر فرمایا جو کوئی دو سے زیادہ یعنی تین دے تو بغیر حلالہ اسے عورت حلال نہیں۔ تفسیر احمدی و صاوی و جلالین میں ہے ﴿الطَّلَاق﴾ اٰی التطليق الذی یراجع بعده ﴿مَرَّتَنِ﴾۔ دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے ﴿مَرَّتَنِ﴾ سے تین طلاقوں کی علیحدگی مراد ہے تو یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے اس میں بھی طلاقوں کی لفظی علیحدگی ہے اور یہ کہنا تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں عددی علیحدگی ہے کیونکہ علیحدگی کے بعد کیسے عدد بنے گا؟ آیت کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ طلاقوں کے درمیان ایک حیض کا فاصلہ ہونا شرط ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ آسمان کو بار بار دیکھو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہینہ میں ایک ہی بار دیکھ لیا کرو۔ تیسرے یہ کہ تمہاری تفسیر سے بھی آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ طلاقیں الگ الگ ہونی چاہئیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بیشک ایک دم طلاقیں دینا سخت منع ہے الگ الگ ہی دینا ضروری ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جو کوئی حماقت سے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو واقع ہو جائیں گی یا نہیں اس سے آیت ساکت ہے۔ (۴۴۶)

اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ ﴿مَرَّتَنِ﴾ کا معنی صرف مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةً (یعنی ایک کے بعد دوسری دفعہ) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، یہ لفظ اس کے سوا کسی اور معنی میں مستعمل نہیں اور اس کے تحقق کے لئے تعدد و مجلس ضروری ہے یعنی ایک ہی مجلس میں کوئی کام دو مرتبہ کیا جائے تو اسے ﴿مَرَّتَنِ﴾ نہیں کہا جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ (یعنی مَرَّتَنِ) جس طرح ”مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةً“ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس طرح ”ضعف“ (یعنی دہرے اور دو گنے) کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ﴿أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ﴾ تو

اس کی تفسیر میں ہے کہ ای یعطون ثوابہم ضعفین (۴۴۷) کہ ان کو دہرا اور دو گنا ثواب دیا جائے گا۔

اور خود غیر مقلدوں کے دادا علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے لکھا ہے کہ و اما قولہم معنی قولہ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ أن معناه بمرّة بعد مرّة فخطاء، بل هذه الآية كقوله تعالى ﴿نُؤْتِيهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ أي مضاعفاً معاً (۴۴۸)

یعنی، ان (تین طلاقوں) کو ایک قرار دینے والوں) کا کہنا ہے کہ ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ کا معنی ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ ہے کا (یہ) خطا اور غلط ہے بلکہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿نُؤْتِيهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ کی طرح ہے، یعنی اس کا معنی دو چندان کٹھا ہے۔

اور حدیث شریف میں بھی ”مَرَّتَانٍ“ کا کلمہ ”ضعف“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ سے مروی حدیث جو ”حدیث ہرقل“ کے نام سے مشہور ہے جس میں نبی ﷺ نے ایمان لانے پر دہرے اجر کی خوشخبری سنادی، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ (۴۴۹)

یعنی، اللہ تعالیٰ آپ کو دہرا اجر عطا فرمائے گا۔

اس کے تحت شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

و هو موافق لقوله تعالى: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ الآية، واعطاؤه الأجر مرتين لكونه مؤمناً بنبيّه ثم امن بمحمد و يحتمل تضعيف الأجر له من جهة إسلامه و من جهة أن إسلامه يكون سبباً لدخول إتباعه، و سيأتي التصريح بذلك في موضعه من حديث الشعبي من كتاب العلم إن شاء الله (۴۵۰)

۴۴۷۔ تفسیر ابن عباس، القصص: ۵۰

۴۴۸۔ الْمُحَلَّى فِي شَرْحِ الْمُحَلَّى، کتاب (۸۳) الطلاق، مسألة (۱۹۰۰) من الطلاق، ص ۱۷۵۵

۴۴۹۔ صحيح البخاری، المجلد (۱)، کتاب (۱) بدء الوحی، باب (۶)، ص ۸، الحديث: ۷

۴۵۰۔ فتح الباری شرح صحيح البخاری، المجلد (۲)، کتاب بدء الوحی، باب (۶)، ص ۵۲، الحديث: ۷

یعنی، حدیث شریف کے کلمات ”يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ الْخ“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ کے موافق ہے اور ان کو دہرا اجر ملنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا اپنے نبی پر ایمان تھا پھر حضور ﷺ پر ایمان لائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ دہرا اجر اس لئے کہ یہ خود ایمان لائے اور اس کا اسلام لانا اس کے پیروکاروں کے اسلام لانے کے سبب ہوگا، عنقریب اس کی تصریح ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی جگہ پر کتاب العلم میں حدیث شعبی کے ضمن میں آئے گی۔

اسی طرح شارح صحیح بخاری علامہ کرمانی متوفی ۸۶۷ھ لکھتے ہیں:

”مرتین“ أى مرة للإيمان بينهم و مرة للإيمان بنينا ﷺ (۴۵۱)
یعنی، دہرا اجر ایک اجر ان کا اپنے نبی پر ایمان لانا اور دوسرا اجر کہ وہ ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لائے۔

اور شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

إما أنه يؤتى الأجر مرتين: مرة لإيمانهم بعيسى عليه السلام، مرة لإيمانه بمحمد ﷺ، فهو موافق لقوله تعالى: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ (القصص: ۵۴) الآية (۴۵۲)

یعنی، مگر ان کو دہرا اجر دیا جانا ایک بار ان کا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا، اور دوسری بار حضور ﷺ پر ایمان لانا، پس یہ فرمان ”يُؤْتِكَ اللَّهُ الْخ“ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ کے موافق ہے۔

اور غیر مقلد مولوی وحید الزماں نے حدیث شریف میں وارد ”يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ“

مَرَّتَيْنِ اِلٰح“ کے معنی لکھتے ہوئے لکھا کہ اللہ تجھ کو دہرا ثواب دے گا۔ ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا، ایک مجھ پر ایمان لانے کا (۴۵۳)

لِهٰذَا اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ کا معنی یہ ہوگا کہ رجعی طلاق دوبار تک ہے اور یہ اکٹھی دو طلاقوں کو بھی شامل ہے اور اس سے مراد ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ ہی نہیں ہے بلکہ اکٹھی دو طلاقیں دے دیں تو بھی دونوں واقع ہو جائیں گی اور رجعی ہوں گی بشرطیکہ اس سے قبل کوئی طلاق نہ دی ہو۔

دوسرا باطل استدلال:

امام عمر بن علی دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے از محمد بن احمد بن یزید کوفی و ابو بکر بن احمد بن ابی الدرداء، از احمد بن موسیٰ بن اسحاق، از احمد بن صباح الاسدی، از ظریف بن ناصح، از معاویہ، از عمار الدہنی نقل کیا ہے کہ ابوالتریر نے کہا:

سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ، فَرَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى السُّنَّةِ۔ (۴۵۴)

یعنی، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو ابن عمر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا! ہاں، آپ نے فرمایا میں نے عہد رسالت میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں دے دی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت کی طرف لوٹا دیا۔

مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا بالکل ذکر نہیں کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا

۴۵۳۔ تیسیر الباری، المجلد (۱)، کتاب بدء الوحی، ص ۸۲

۴۵۴۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۵، الحدیث: ۳۸۵۷

گیا اس میں تو یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت کی طرف لوٹایا کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا بدعت ہے اور سنت یہ ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دی جائے جس میں مقاربت نہ کی ہو تو حضرت ابن عمر کو بھی رجوع کا حکم دیا گیا اور رجوع صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہو سکتا ہے تین کے بعد رجوع نہیں ہوتا کیونکہ قرآنی تعلیمات یہ ہیں رجعی طلاق دو بار تک ہے پھر اگر تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہے گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس کے علاوہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی شیعہ ہیں اور محفوظ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں صرف ایک طلاق دی تھی۔ (۴۰۰)

اور امام ابن سیرین نے بھی ایک طلاق کی روایات کو ہی صحیح قرار دیا ہے تین طلاق کی روایت کو تسلیم نہیں کیا جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے تین مختلف اسناد سے روایت کیا کہ ابن سیرین نے فرمایا مجھ سے ایک ثقہ آدمی بیس سال تک یہ حدیث بیان کرتا رہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور آپ کو ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا، میں اس راوی پر بدگمانی تو نہیں کرتا مگر مجھے اس حدیث میں اشکال تھا حتیٰ کہ میری ملاقات ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی سے ہوئی جو بہت ہی مستند شخص تھے:

فَحَدَّثَنِي، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً۔ (۴۰۶)

یعنی، انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

۴۰۰۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۶، حدیث: ۳۸۵۷

۴۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱) تحریم الطلاق الحائض الخ، ص ۵۵۸،

اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے ابن سیرین کا واقعہ ذکر کیا کہ ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی نے یہ حدیث بیان کی کہ

أَنَّ سَالَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَمَرَ أَنْ يُرَاجِعَهَا۔ (۴۵۷)

یعنی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی، تو اس سے رجوع کرنے کا حکم ہوا۔

لہذا ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے حالت حیض میں تین طلاق دیں اور ان کو رجوع کا حکم ہوا۔

کیونکہ آپ نے ایک طلاق ہی دی تھی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ از حسن بن علی، از عبدالرزاق، از معمر، از ایوب، از ابن سیرین، از یونس بن جبیر روایت کرتے ہیں:

أَنَّ سَالَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: كَمْ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ؟ فَقَالَ: وَاحِدَةً۔ (۴۵۸)

یعنی، یونس بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے ایک طلاق دی تھی۔

اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے محمد بن یحییٰ بن مرداس کے واسطے سے امام ابوداؤد سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ (۴۵۹)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ از قتیبہ، از لیث، از نافع روایت کرتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ، وَهِيَ

۴۵۷۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، جزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۷، الحدیث: ۳۸۶۲،

۴۵۸۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۴) فی طلاق السنۃ، ص ۴۴۱، الحدیث: ۲۱۸۳،

۴۵۹۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، جزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۷، الحدیث: ۳۸۶۲،

حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الْخ۔ (۴۶۰)

یعنی، بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ از یحییٰ وقتیبہ وابن رحم (قتیبہ نے کہا ہم سے لیث نے حدیث بیان کی اور دوسرے دونوں نے کہا ہمیں لیث بن سعد نے خبر دی)، از نافع روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الْخ۔ (۴۶۱)

یعنی، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، ابوالقاسم عبداللہ محمد عبدالعزیز، از ابوالجہم العلاء بن موسیٰ، از لیث بن سعد، از نافع روایت کرتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ هِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً

الْخ۔ (۴۶۲)

یعنی، بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام دارقطنی نے مزید پانچ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت میں حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الْخ۔ (۴۶۳)

۴۶۰۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴۴) ﴿وَيَقُولُ لَهَا أَلَيْسَ أَنتِ بِرَدٍّ مِنْ﴾

ص ۴۳۲، الحدیث: ۵۳۳۲

۴۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب (۱) الطلاق، ص ۵۵۷، الحدیث: (۱۴۷۱)

۴۶۲۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجز (۴)، کتاب الطلاق، ص ۱۸، الحدیث: ۳۹۲۱

۴۶۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۱) ما جاء فی الطلاق السنة

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں:

فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا صُنِعَتِ التَّطْلِيقَةُ، قَالَ: وَاحِدَةٌ اُعْتُدَتْ بِهَا۔ (۴۶۴)

یعنی، تو میں نے حضرت نافع سے پوچھا اس طلاق کا کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ایک تھی شمار کی گئی۔

مندرجہ بالا روایات میں صراحۃً ایک کا لفظ موجود ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک طلاق دی تھی۔ اور اگر کوئی تین کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اسی طرح بسند صحیح ایسی روایات پیش کرے جن میں صراحۃً تین کا ذکر ہو جیسا کہ ہم نے پیش کی ہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ ”أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي الْحَيْضِ ثَلَاثًا، فَاحْتَسَبَ بِوَاحِدَةٍ“ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں دیں پس ایک شمار کیا۔

تو اس کے جواب میں مدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں: ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال کا ساقط ہونا مخفی نہیں ہے، کیونکہ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے صرف ایک طلاق دی تھی جیسا کہ مسلم وغیرہ کی روایات صحیحہ میں آیا ہے، اور امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ محفوظ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی، اسی طرح صالح بن کیسان، موسیٰ بن عقبہ، اسماعیل بن اُمیہ، لیث بن سعد، ابن ابی ذہب، ابن جریج، جابر، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ (سب کے سب) نے نافع سے روایت کیا کہ حضرت نافع نے فرمایا کہ آپ نے ایک طلاق دی تھی، اسی طرح امام زہری نے عن سالم، عن ابیہ و یونس و الشعمی و الحسن

روایت کیا اھ۔ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ حدیث ابن عمر سے استدلال کا ساقط ہونا ظہور کی انتہاء میں ہے۔ (مواعب الحلیل: ۷۲/۷۱/۳)

تیسرا باطل استدلال:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ذکر کیا ہے۔ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرٍ وَسِتِّينَ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً،

یعنی، عہد رسالت، حضرت ابوبکر کے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا اس کو ایک طلاق شمار کیا جاتا۔

اس سے اگلی روایت میں ہے:

أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ إِنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ۔ (۴۶۵)

یعنی، طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ابو الصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا آپ کو علم ہے کہ عہد رسالت ﷺ میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سالوں میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا، ہاں!

فہم محدثین اور فہم غیر مقلدین میں فرق:

اس حدیث سے غیر مقلدین نے جو سمجھا وہ فہم محدثین کا غیر ہے ہر عقل مند ان

کے مقابلے میں فہم ائمہ حدیث کو ہی ترجیح دے گا چنانچہ مدرّس احمد بن احمد مختار جکینی شقیطی لکھتے ہیں:

۱۔ امام نسائی نے اپنی جلالتِ قدر، رسوخِ قدم، ہدایتِ فہم کی بنا پر حدیث مذکور سے صرف یہی سمجھا کہ اس میں ”طلاق الثلاث“ سے مراد شوہر کا یہ قول ہے کہ ”تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے“ اور اسی لئے انہوں نے اس حدیث کے لئے باب کا عنوان باندھتے ہوئے فرمایا: ”باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة“ بیوی سے ہمبستری کرنے سے قبل اُسے تین متفرق (جدا جدا) طلاقیں دینے کے بیان میں باب۔ پھر فرمایا خبر دی ہمیں ابو داؤد و سلیمان بن سیف نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں ابو عاصم نے از ابن جریج از ابن طاؤس، از طاؤس کہ ابوالصہباء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا اے ابن عباس! کیا آپ نہیں جانتے کہ تین رسول اللہ ﷺ کے عہد میں..... الحدیث

۲۔ اسی طرح فہم ابن سرج کہ ان سے ابن حجر نے ”فتح الباری“ میں نقل کیا کہ یہ تکرار لفظ میں وارد ہے جیسا کہ شوہر کہے: ”تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے“، اور پہلے لوگوں کے سینوں کی سلامتی کے سبب ان سے یہ قبول کیا جاتا تھا کہ انہوں نے (ایک کے بعد دوسری بار کہنے سے) تاکید کا ارادہ کیا ہے، پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ زیادہ ہو گئے اور ان میں دھوکہ دہی کی مثل ایسی صفات بڑھنے لگیں جو ان سے تاکید کے دعویٰ کو قبول کرنے سے مانع تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو تکرار کے ظاہر پر محمول فرما دیا پس اُسے ان پر جاری فرما دیا اھ۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: یہی وہ جواب ہے جسے امام قرطبی نے پسند فرمایا الخ۔

ہمارے شیخ نے ”الاضواء“ میں فرمایا: بہر حال اس دعویٰ کا جزم کہ طاؤس کی مذکور حدیث کا معنی ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں ہے، یہ ایسا دعویٰ ہے جو دلیل سے خالی ہے جیسا کہ تم نے دیکھا، تو اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اھ (۴۶۶)

اور علماء حدیث و فقہ نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔

اس روایت سے استدلال ساقط ہے:

اور مُدَرِّس حرم ملی احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں: جمہور نے اس حدیث ابن عباس کے بہت سے جوابات دیئے جو ان میں سے اہم ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تین طلاقیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں جنہیں ایک قرار دیا جاتا تھا، اس حدیث کی روایات میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ لفظ واحد کے ساتھ واقع ہے، اور لفظ ”طلاق الثلاث“ سے لغت، عقلاً اور شرعاً کسی طرح بھی یہ لازم نہیں آتا کہ وہ لفظ واحد کے ساتھ ہو، اور جب حدیث شریف میں لفظ واحد کے ساتھ تین طلاق کا ہونا متعین نہ ہوا تو محل نزاع میں اس سے استدلال اصلاً ساقط ہو گیا۔ (۴۶۷)

پہلی بات: غیر مقلدین کے جد اعلیٰ علامہ ابن حزم نے اس حدیث شریف کے بارے میں خود لکھا کہ

فليس شيء منه أنه عليه الصلاة والسلام هو الذي جعلها واحدة
أو ردها إلى الواحدة، ولا أنه عليه الصلاة والسلام علم بذلك
فأقره، ولا حجة إلا فيما صح أنه عليه الصلاة والسلام قاله، أو
فعله، أو علمه فلم ينكره (۴۶۸)

یعنی، اس حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی

۴۶۶۔ مواہب الحلیل من أدلة الحلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۳-۷۴

۴۶۷۔ مواہب الحلیل من أدلة الحلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۳

ہو کہ آپ ﷺ نے تین طلاقوں کو ایک کیا تھا یا ان کو ایک کی طرف لوٹایا تھا اور نہ اس میں یہ چیز موجود ہے کہ آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا اور آپ نے اسے برقرار رکھا اور رجعت تو صرف اُس چیز میں ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہو یا کوئی کام کیا ہو یا آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا ہو پھر بھی آپ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

دوسری بات: اگر پھر بھی کوئی غیر مقلد یہ کہے کہ نہیں یہ حدیث بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق کے واقع ہونے کی دلیل ہے تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ ”صحیح مسلم کی روایت غیر صحیح ہے“

پہلی وجہ: قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہونا:

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ ”صحیح بخاری“ اور ”صحیح مسلم“ کی متفق علیہ حضرت عویمر کی حدیث جسے صحاح ستہ کے دیگر ائمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کے علاوہ دیگر احادیث صحیحہ اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ سے ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

اور ”صحیح مسلم“ کی حضرت ابن عباس سے روایت چونکہ قرآن و احادیث صحیحہ اور صحابہ کے فتاویٰ کی صراحت کے خلاف ہے اسلئے یہ روایت شاذ اور معلل ہے اور قابل استدلال نہیں ہے۔

امام ابوسلیمان حمد بن محمد خطابی بستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں، مجھے حسن بن یحییٰ نے ابن المنذر سے حدیث بیان کی اور اس حدیث کو روایت کیا پھر از ابن عبدالحکم، از ابن وہب، از سفیان ثوری، از عمرو بن مرہ، از سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تھیں کہ وہ تجھ پر حرام ہو گئی، ابن منذر نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ

گمان کیا جائے کہ وہ نبی ﷺ سے کسی شئی کو یاد کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں (۴۶۹) شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں ”یہ روایت شاذ ہے پس تحقیق بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی روایات بیان کیں پھر ابن منذر سے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے کوئی بات یاد کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں، پس ترجیح کی طرف لوٹنا متعین ہوگا، اور ایک قول سے بہتر اکثر کے اقوال کو لینا ہے جبکہ اس ایک نے اکثر کی مخالفت کی ہو، اور ابن عربی نے کہا: اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے، تو ایسی حدیث کو اجماع صحابہ پر مقدم کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور فرماتے ہیں: حالانکہ یہ امام نسائی کی روایت کردہ محمود بن لبید کی حدیث کے معارض ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو نبی ﷺ نے رد نہیں فرمایا بلکہ تین طلاقوں کو نافذ فرمایا۔“ (۴۷۰)

دوسری وجہ:

مدرس حرم کی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث کے جوابات میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے سیاق کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے اجل و معظم لوگ روایت کرتے، اس مسئلہ کی مثل مسائل میں عادت یہ ہے کہ حکم پھیل جائے اور منتشر ہو جائے اور یہاں حالت یہ ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ایک راوی سے ایک منفرد ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ اصول میں ثابت ہے کہ خبر واحد کی جب یہ حالت ہو کہ اس کے نقل کرنے کے دواعی کثرت سے ہوں پھر بھی اسے ایک کے سوا دوسرا نقل نہ کرے، تو یہ

۴۶۹۔ معالم السنن شرح سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة

بات اس روایت کی عدم صحت پر دلالت کرتی ہے۔

اور ”جمع الجوامع“ میں اس پر عطف کرتے ہوئے کہا کہ جس میں روایت کی عدم صحت پر جزم کیا جاتا ہے، وہ اس معاملہ میں ایک کا نقل کرنا ہے (یعنی خبر واحد) جس معاملہ کی نقل کے دوائی متوافر ہوں (یعنی جب معاملہ ایسا ہو جس میں حکم کے بیان کرنے کے دوائی بہت زیادہ ہوں اس معاملہ میں حکم کو صرف ایک دو روایت کریں تو یہ اس خبر کے صحیح نہ ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے، اور یہ خبر بھی انہی میں سے ایک ہے)۔

اور اسی وجہ سے امام قرطبی نے ”المفہم“ میں فرمایا، یہ وہ وجہ ہے جو اس روایت (یعنی طاؤس کی حضرت ابن عباس سے روایت) کے ظاہر پر عمل کرنے سے رکنے کا تقاضا کرتی ہے اگرچہ قطعی طور پر اس کے بطلان کا تقاضا نہیں کرتی۔ (۴۷۱)

تیسری وجہ: راوی کے عمل یا فتویٰ کا اسکی روایت کے خلاف ہونا:

اس روایت کے شاذ و معلل ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خود فتویٰ دیا کرتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس کے متعدد فتاویٰ سے ظاہر ہے جو کہ ذکر کئے گئے ہیں۔ لہذا حضرت ابن عباس کی یہ روایت ان کے فتاویٰ کے خلاف ہے۔

شارح صحیح مسلم امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی متوفی ۶۵۶ھ فرماتے ہیں اگر ہم تسلیم کر لیں یہ حدیث مرفوع ہے تب بھی یہ حدیث حجت نہیں، کیونکہ حضرت ابن عباس حدیث کے راوی ہیں اور انہوں نے اپنے عمل اور فتاویٰ سے اس روایت کی مخالفت کی ہے اور آپ کا اس طرح کرنا اُس ناسخ پر دال ہے جو ان کے نزدیک ثابت ہے یا شرعی مانع ہے جس نے انہیں اُس پر عمل کرنے سے روک دیا اور حضرت ابن عباس کی علمی جلالت، ورع و حفظ کی بنا پر ان سے یہ متصور نہیں کہ جسے وہ روایت کریں جان بوجھ کر یا غلطی سے اس پر عمل ترک کر دیں۔ (۴۷۱ ب)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے، امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا، اور میرا گمان ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لئے ترک کیا کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس کی باقی روایات کے مخالف ہے۔ (۴۷۲)

”تحقیق عبدالقادر عطا علی السنن الکبریٰ“ میں ہے امام ذہبی نے ”الکاشف“ میں فرمایا امام نسائی نے کہا ابوالصہباء ضعیف ہے اسی بنا پر یہ احتمال ہے کہ امام بخاری نے ابوالصہباء کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کر دیا۔ (۴۷۳)

جب صحابی کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کی نسبت صحابی کی طرف صحیح نہیں، یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں: راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں۔ (۴۷۴)

طاؤس کی یہ روایت اس کا وہم ہے یا غلطی:

حضرت ابن عباس سے مذکورہ روایت ایسی ہے جسے اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو راوی کے عمل و فتویٰ کا اس کی روایت کے خلاف ہونا لازم آتا ہے لہذا قوی ترین بات یہ ہے کہ یہ طاؤس کا وہم ہے۔

امام ابوالعباس احمد قرطبی متوفی ۶۵۶ھ نے لکھا کہ ابو عمر بن عبدالبر نے ایک کلمہ

۴۷۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة

الخ، ص ۵۵۱، الحدیث: ۱۴۹۷۴

۴۷۳۔ تحقیق عبدالقادر عطا علی السنن الکبریٰ، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۵) من

جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵۱، الحدیث: ۱۴۹۷۴

سے تین طلاق کے لزوم کے متعدد فتاویٰ حضرت ابن عباس سے نقل کرنے کے بعد فرمایا، حضرت ابن عباس کے لائق نہیں کہ وہ اپنی رائے سے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کریں اور طاؤس کی روایت وہم ہے، غلط ہے۔ (۴۷۵)

شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف لکھتے ہیں ائمہ نے حضرت ابن عباس سے جو جماعت صحابہ کے موافق روایت کیا ہے وہ روایت طاؤس کے وہم ہونے کی دلیل ہے حضرت ابن عباس اپنی رائے سے صحابہ کرام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ (۴۷۶)

”تحقیق عبدالقادر عطا“ میں ہے صاحب استدکار نے ذکر کیا یہ روایت وہم اور

غلط ہے۔ (۴۷۷)

طاؤس کی روایت کے وہم و غلط ہونے پر واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اپنی روایت کے خلاف ہے۔ طاؤس یہ کہا کرتے اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں تین لفظوں کے ساتھ (یعنی جداجدا) دے دے تو ایک واقع ہوگی اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی غیر مدخول بہا ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور محل طلاق نہیں رہتی جو دوسری اور تیسری طلاق واقع ہو سکے۔ طاؤس مدخول بہا کو دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار نہیں دیتے چنانچہ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ أَنَّهُمَا قَالَا: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ
ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فِيهِ وَاحِدَةٌ۔ (۴۷۸)

یعنی، لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء دونوں نے کہا جب

۴۷۵۔ المفہم، المجلد (۴)، کتاب (۱۶) الطلاق، باب (۳) إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۲۴۰، الحدیث: ۱۵۴۱

۴۷۶۔ شرح البخاری لابن بطال، المجلد (۷)، کتاب الطلاق، باب (۱۵) من أجاز الطلاق الثلاث، ص ۳۹۲

۴۷۷۔ تحقیق عبد القادر عطا علی السنن الکبریٰ، المجلد (۷)، کتاب العلع والطلاق، باب (۱۵) من

جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵۱، الحدیث: ۱۴۹۷۴

۴۷۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۲۰) ما قالوا: إذا طلق امرأته الخ،

کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں الگ الگ دے دے تو وہ ایک ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے اس لئے طاؤس کی وہ روایت جسے امام مسلم نے روایت کیا وہم سے خالی نہیں۔

کُتُب احادیث میں ہے کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فتویٰ کا علم ہوا کہ آپ تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں تو انہیں بڑا تعجب ہوا، چنانچہ امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ معمر سے اور وہ ایوب سے روایت کرتے ہیں، ایوب نے فرمایا، حکم بن عتبہ مکہ مکرمہ میں امام زہری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، پھر امام زہری سے اس باکرہ کا مسئلہ پوچھا جسے تین طلاقیں دے دی گئی ہوں؟ تو امام زہری نے فرمایا کہ یہی سوال حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا: فَكُلُّهُمْ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ تو سب نے متفقہ طور پر یہی جواب ارشاد فرمایا کہ وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، راوی ایوب فرماتے ہیں پھر حکم بن عتبہ وہاں سے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ طاؤس کے پاس آئے جب کہ وہ مسجد میں تھے تو ان سے اسی مسئلہ میں حضرت ابن عباس کا قول دریافت کیا تو انہوں نے حکم کو حضرت ابن عباس کا قول بتایا، تو حکم نے طاؤس کو امام زہری کا قول بتایا۔ راوی (ایوب) فرماتے ہیں میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ (تینوں صحابہ کا متفقہ قول سن کر) متعجب ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا بخدا (پہلے) ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے ایک قرار دیا کرتے تھے۔ (۴۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس کے حوالے سے پہلے غلط فہمی تھی تبھی تو انہوں نے حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور ابن عمرو رضی اللہ عنہم کے فتویٰ کو سن کر

کر ان کو تعجب ہوا۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کا صحیح مؤقف معلوم ہو جائے پھر بھی وہ ان کا غیر صحیح مؤقف بیان کرتے رہیں، لہذا صحیح مسلم کی روایت وہم سے خالی نہیں ہے۔

کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے۔ اور اگر ”صحیح مسلم“ کی مذکور روایت پیش کی جائے تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں آپ ﷺ کے کسی فرمان کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ روایت ثابت اور صحیح نہیں ہے، طاؤس کا وہم ہے خود غیر مقلدوں کے مشہور عالم قاضی شوکانی نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا حضرت ابن عباس کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس سے طاؤس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر، مجاہد اور نافع نے حضرت ابن عباس سے اس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ (۴۸۰)

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی پر عہد رسالت کے معمول کی مخالفت کا الزام اور تمام صحابہ پر تہمت لگانے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ طاؤس کے وہم کی بنیاد پر اس روایت سے استدلال کو ترک کر دیا جائے۔

یہ حدیث مضطرب ہے:

اس حدیث کے غیر صحیح اور غیر معتبر ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے جیسا کہ شارح صحیح مسلم امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ (۴۸۱) اور ان کے حوالے سے شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۴۸۲) لکھتے ہیں ”یہ حدیث

۴۸۰۔ نیل الأوطار، کتاب الطلاق، باب ما جاء في طلاق البتة وجمع الثلاث الخ، ص ۱۲۲۸

۴۸۱۔ المفہم، المجلد (۴)، کتاب (۱۶) الطلاق، باب (۳) إضاء الطلاق الثلاث الخ، ص ۲۴۱،

الحدیث: ۱۵۴۱

۴۸۲۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من جَوَز الطلاق الثلاث،

مضطرب ہے اضطراب اس حدیث کے راوی ابو الصہباء سے بھی ہے اور طاؤس سے بھی۔ اور کثرت اختلاف و کثرت تناقض سے ثقاہت اٹھ جاتی ہے الخ۔“

یہ حدیث منسوخ ہے:

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے جن لوگوں سے خطاب فرمایا یہ وہ لوگ تھے عہد رسالت میں جو مسئلہ گذر چکا تھا اس سے بخوبی واقف تھے۔ ان میں سے کسی نے انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اس کو کسی دلیل سے باطل کیا تو یہ اس کے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک سمجھنے کے) منسوخ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہو گئی۔ (۴۸۳)

شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ امام طحاوی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اگر تم کہو حدیث کے منسوخ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ حضرت عمر ؓ منسوخ نہیں کر سکتے اور نبی ﷺ کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہو سکتی؟ تو جواب یہ ہے کہ جب حضرت عمر ؓ نے صحابہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی ہو گیا اور صحابہ کرام کا اجماع ٹھٹھ ہونے میں خبر مشہور سے بھی زیادہ قوی ہے اگر تو کہے نسخ پر اجماع ان کی اپنی طرف سے ہے تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کوئی ایسی نص ظاہر ہوئی ہو جس نے نسخ کو واجب کیا ہو اور وہ نص ہماری طرف نقل نہ کی گئی ہو اس لئے کہ امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کی جو حدیثیں روایت کی ہیں وہ اس حدیث (یعنی ابو الصہباء کی روایت) کے منسوخ ہونے کی شہادت دیتی ہیں۔ (۴۸۴)

۴۸۳۔ شرح معانی الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل طلق امرأته ثلاثاً،

ص ۵۶، الحدیث: ۴۴۶۵

۴۸۴۔ عمدة القاری شرح صحیح البغاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز

الطلاق الثلاث، ص ۲۳۶

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۵۵ھ لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے (بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی) جو روایات ذکر کی جاتی ہیں، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ابوالصہباء والی روایت منسوخ ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تین طلاقوں کا حکم جاری فرمانا اور اس پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوتِ ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پوشیدہ رہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو روایات کی ہیں خود اس کے خلاف ان کا فتویٰ صحیح طور پر ثابت ہے۔ (۴۸۵)

اور شارح مسلم امام ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہو جائیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ ہم کہتے ہیں وہی قبول کیا جائے گا اسلئے کہ ان کا اجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں کہ ان کا اجماع خطا پر ہو۔ (۴۸۶)

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنفی لکھتے ہیں: امام مسلم کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طاؤس کی حدیث کے علماء کرام نے جو جوابات دیئے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، اور بعض صحابہ نسخ پر مطلع نہ ہوئے مگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وہ اس نسخ پر مطلع ہوئے)۔

اور اس حدیث کے لئے نسخ کے دعویٰ میں کوئی اشکال نہیں، اور اس سے بڑی دلیل نہیں کہ صحابہ کرام نے اس پر اجماع کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع اس کی

۴۸۵۔ تفسیر مظہری، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص ۳۰۲

۴۸۶۔ شرح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث،

دلیل ہے وہ نسخ پر مطلع ہوئے جس کو وہ نہ جانتے تھے، پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو داوی کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی قضاء نہ پہنچی یہاں تک کہ انہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جنین کی دیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی قضاء کا علم نہ تھا یہاں تک کہ انہیں ان دونوں نے خبر دی، اور انہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ”ہجر“ کے مجوسیوں سے جزیہ لیا اور اس کا ان کے پاس علم نہ تھا، یہ کثیر واقعات میں سے تھوڑے ہیں۔

تین طلاق کے بعد رجوع کے منسوخ ہونے پر مخالف کا تعجب ختم نہ ہو، اس دعویٰ سے کہ نسخ خلافتِ عمر کے ابتدائی سالوں کے بعد ظاہر ہوا اور یہ اس وقت ہوا جب ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا، (بلکہ یہ) اس کا اقرار ہے کہ نکاحِ متعہ میں بھی اس کی مثل وارد ہے، پس بے شک امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ متعہ عہدِ نبی ﷺ، اور عہدِ ابی بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی ایام میں کیا جاتا تھا، حضرت جابر نے فرمایا، ”پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رُک گئے۔“

ہمارے شیخ نے ”الأضواء“ میں فرمایا کہ یہ (یعنی متعہ کا معاملہ) بالکل اسی کی مثل جو طلاق ثلاثہ میں واقع ہوا، ایک عجیب بات ہے کہ (بزعم خود) انصاف پسند دونوں (یعنی تین طلاقوں سے رجوع کے منسوخ ہونے اور جوازِ متعہ کے کُلّی منسوخ ہونے) میں سے ایک میں امکانِ نسخ قبول کر لے اور دوسرے میں نسخ کے محال ہونے کا دعویٰ کرے باوجود اس کے کہ امام مسلم نے دونوں کو جلیل القدر صحابی سے روایت کیا کہ یہ امر زمانہ نبوی و ابی بکر و خلافتِ عمر کے ابتدائی سالوں میں کیا جاتا تھا، یہ اس مسئلہ میں سے جس کا تعلق خروج سے ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو متغیر کر دیا، ہمارے شیخ فرماتے

ہیں جو مہر کے نسخ کو جائز قرار دے اور تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کے منسوخ ہونے کو محال جانے تو اُسے کہا جائے گا کیا ہے کہ تیرا بائع تجارت کرے اور میرا بائع تجارت نہ کرے، اگر کہے کہ مہر کے نسخ کی نص صحت کے ساتھ ثابت ہے تو ہم کہیں گے تم نے تین طلاق دے دینے کے بعد مراجعت کے منسوخ ہونے کی روایات دیکھی ہیں اھ۔
(یعنی وہ بھی صحت کے ساتھ ثابت ہیں)

میں کہتا ہوں تین طلاق دے دینے کے بعد رجعت کے منسوخ ہونے پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی اس زمانے میں کثرت تھی، انہوں نے اپنے وافر علم، دین پر غیرت، شدت تقویٰ کے باوجود بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار نہیں کیا، وہ تو اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ یہی قول ان کی کثرت سے ثابت ہے، جیسے حضرت ابن عباس، عمر، ابن عمر اور بے شمار (صحابہ و تابعین) ملخصاً۔ (۴۸۷)

مدرس حرم کی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شقیطی مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ وہ ناسخ جس نے تین طلاقیں دے دینے کے بعد رجوع کو منسوخ کر دیا، بعض علماء نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ جیسا کہ غیر محل میں مٹی آیا ہے، اور اس ناسخ کی مثل ناسخ کو کثیر لوگوں کا خلافت فاروقی تک نہ جاننے کو نہ عقلاً کوئی مانع ہے اور نہ عادت جیسا کہ جواز مہر کے نسخ کو خلافت فاروقی تک کثیر لوگوں نے نہ جانا، باوجود اس کے کہ نبی ﷺ نے اس کے منسوخ ہونے اور قیامت تک حرام ہونے کی تصریح فتح مکہ اور خطبہ حجۃ الوداع میں فرمائی جیسا کہ ”صحیح مسلم“ کی روایت میں آیا۔ (۴۸۸)

اگر کوئی یہ کہے کہ اس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے منسوخ کیا ہے تو شارح

۴۸۷۔ مواہب الجلیل من أدلة العلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۴-۷۵

۴۸۸۔ مواہب الجلیل من أدلة العلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۵-۷۶

صحیح مسلم امام حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۲ھ، (۴۸۹) علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ (۴۹۰) اور شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۴۹۱) فرماتے ہیں، یہ نہایت غلط اور قبیح گمان ہے کیونکہ حضرت عمر ؓ اپنی رائے سے کبھی بھی منسوخ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ اس طرح کرتے حالانکہ اُن کی ذات اس تہمت سے بری ہے تو صحابہ کرام بھی اس کے انکار کی طرف سبقت کر جاتے۔

ایک غلط فہمی:

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شے تھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی بات کہہ دی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ صحیحہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے تھے اور ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے فروخت کرنے میں اور اُمہاتِ اولاد کی بیع کے معاملے وغیرہ میں، تو وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے امر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کیسے کر سکتے ہیں جس امر کے خلاف نبی ﷺ سے مروی ہو۔ (۴۹۲)

تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا تین طلاقوں کو ایک قرار دینا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی نہیں اگر مروی ہے تو ان کے نزدیک بھی منسوخ ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس امر میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت ضرور کرتے، حالانکہ آپ فتویٰ تین طلاقوں کے وقوع کا ہی دیا کرتے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس امر میں

۴۸۹۔ إكمال المعلم، المجلد (۵)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث، ص ۲۰،

الحدیث: ۱۵-۱۶-۱۷ (۱۴۷۲)

۴۹۰۔ شرح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث،

ص ۶۱، الحدیث: ۱۵-۱۶ (۱۴۷۲)

۴۹۱۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹) القسم الثانی، کتاب (۶۸) الطلاق،

باب (۴) من حوز الطلاق الثلاث، ص ۴۵۵، الحدیث: ۵۲۶۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلاف کرنے والے نہ تھے۔

یہ حدیث حجت نہیں ہے:

”تحقیق عبدالقادر عطا“ میں ہے اگر یہ روایت حضرت ابن عباس سے مروی ہو تب بھی اُن صحابہ پر حجت نہیں جو حضرت ابن عباس سے بڑے اور ان سے زیادہ علم والے ہیں (کیونکہ ان کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں) اور وہ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود اور ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۴۹۳)

اس روایت کو علماء نے قبول نہیں کیا:

حافظ علاؤ الدین بن علی بن عثمان مار دینی ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔ علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لئے صحیح نہیں کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس سے اس کے خلاف روایت کیا ہے (۴۹۴)

مدرس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنفی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے جوابات دیئے گئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طاؤس کی روایت اس کے مخالف ہے جو حضرت ابن عباس کے اصحاب حفاظ نے آپ سے روایت کیا ہے پس تحقیق بیک دی گئی تین طلاقوں کے لازم ہونے کو حضرت ابن عباس سے (آپ کے شاگرد) حضرت سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، عکرمہ، عمرو بن دینار، مالک بن الحارث، محمد بن ایاس بن البکیر اور معاویہ ابن ابی عیاش انصاری نے روایت کیا جیسا کہ اسے امام بیہقی نے ”السنن الکبریٰ“ میں اور امام قرطبی وغیرہما نے نقل کیا۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو

۴۹۳۔ تحقیق عبدالقادر عطا علی السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق،

باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵۱، الحدیث: ۱۴۹۷۴

اس لئے روایت نہیں کیا کہ یہ ان حضرات کی حضرت ابن عباس سے روایت ہے، اور اثرم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے حدیث ابن عباس کہ ”رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ اور عہدِ ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما میں تین طلاقیں ایک طلاق تھی“ کے بارے میں پوچھا کہ اس (روایت پر) عمل کو کس چیز کے ساتھ ترک کرو گے؟ فرمایا: لوگوں کی حضرت ابن عباس سے مذکورہ روایت کے خلاف روایت سے (۴۹۵)

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل:

پہلا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو یہ حدیث غیر مدخول بہا (یعنی وہ عورت جس سے نکاح کے بعد مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) کے بارے میں ہے چنانچہ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث متوفی ۲۵۷ھ روایت کرتے ہیں ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا، کیا آپ کو معلوم نہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیتا تو عہدِ رسالت، عہدِ صدیق اور عہدِ فاروقی کے شروع زمانہ میں ان تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلَى، كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ إِمَارَةِ عُمَرَ - (۴۹۶)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں! جب کوئی شخص اپنی بیوی کی مقاربت سے قبل تین طلاقیں دیتا تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابو بکر کے دورِ خلافت میں اور

۴۹۵۔ مواہب الحلیل من أدلة الحلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۶

۴۹۶۔ سنن أبي داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث،

حضرت عمر کی خلافت کے شروع میں تین کو ایک قرار دیتے تھے۔

اس حدیث شریف نے ”مسلم شریف“ کی حدیث کی وضاحت و شرح کر دی کہ جب غیر مدخول بہا کو اس طرح طلاق دی جاتی تھے طلاق ہے، تھے طلاق ہے، تھے طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی۔ اس لئے کہ وہ پہلی طلاق سے نکاح سے باہر ہو جاتی۔ جب نکاح ہی نہ رہتا تو بقیہ طلاقیں کس پر پڑتیں۔ یہ حکم آج بھی جاری ہے ہاں اگر تین طلاقیں اس طرح دی جائیں تھے تین طلاقیں ہیں تو غیر مدخول بہا پر بھی تینوں ہی واقع ہو جائیں گی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تینوں کے نفاذ کا حکم فرمایا۔

تو طاؤس کی یہ روایت اس غیر مدخول بہا (یعنی وہ عورت جس سے نکاح کے بعد ہمسبتری یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) کے بارے میں ہے جسے تین طلاقیں جدا جدا دی گئی ہوں تو وہ عورت پہلی طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے اور باقی دو لغو ہو جاتی ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے عنوان ”دوسرا باطل استدلال“ کے تحت ذکر کردہ دوسری حدیث روایت کی اور اس باب کا عنوان یہ بتایا کہ:

بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدَّخُولِ بِالزَّوْجَةِ (۴۹۷)

یعنی، بیوی کو مقاربت سے قبل متفرق طور پر تین طلاقیں دینے کا بیان

اور شارح صحیح مسلم امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں ”امام ابوداؤد کی ابوالصہباء سے روایت غیر مدخول بہا کے بارے میں ہے یہ تابعین اور حضرت ابن عباس کے تلامذہ کی ایک بڑی جماعت کا مذہب ہے اور انہوں نے روایت کیا ہے کہ تین طلاقیں (جبکہ جدا جدا دی جائیں) غیر مدخول بہا پر واقع نہیں ہوتیں کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے ایک طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے“۔ (۴۹۸)

۴۹۷۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۹) طلاق الثلاث المتفرقة الخ،

ص ۳۵۱، الحدیث: ۱/۵۵۹۹

۴۹۸۔ إكمال المعلم، المجلد (۵)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث، ص ۲۱، الحدیث:

شارح صحیح بخاری امام بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فَأَجَابَ قَوْمٌ عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمُتَقَدِّمِ أَنَّهُ فِي غَيْرِ مَدْخُولٍ

بِهَا۔ (۴۹۹)

یعنی، حضرت ابن عباس کی جو حدیث بیان ہو چکی ہے علماء کی ایک

جماعت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث غیر مدخول بہا

عورت کے بارے میں ہے

شارح صحیح مسلم امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں ”علماء نے

اس حدیث کو غیر مدخول بہا کے بارے میں قرار دیا ہے کیونکہ وہ (جدا جذا طلاق کے

الفاظ کہنے کی صورت میں) ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے جیسا کہ اس پر حدیث ابی

داؤد، دال (دلالت کرتی) ہے۔“ (۵۰۰)

اور غیر مقلد مولوی حافظ عبداللہ روپڑی نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی مسلم والی حدیث کا ظاہر اگرچہ اسی کو چاہتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی

ہوں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، وہ تین کو تین ہی

کہتے ہیں جیسے ”ابو داؤد“ ۲۹۹/ج ۱، اور ”منتقى“ ۲۳۷، وغیرہ میں ہے۔ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہونا قوی شبہ ڈالتا ہے کہ یہ حدیث اپنے

ظاہر پر نہیں، شاید اس سے غیر مطوۃ (وہ عورت جس سے نکاح کے بعد ہمبستری نہیں

ہوتی) مراد ہو جس کو یوں طلاق دی گئی ہو اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ طَالِقٌ (۵۰۱)

۴۹۹۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز الطلاق

الثلاث، ص ۲۳۶

۵۰۰۔ المفہم، المجلد (۴)، کتاب (۱۶) الطلاق، باب (۳) إمضاء الطلاق الثلاث من كلمة، ص ۲۴۳،

الحدیث: ۱۵۴۱

دوسرا احتمال:

شارح صحیح بخاری امام شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹۶۳ھ لکھتے ہیں ”حدیث ابن عباس کے ان الفاظ کَانَ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ وَاحِدَةً (تین طلاق ایک تھی) سے مراد یہ ہے کہ لوگ عہد رسالت میں ایک طلاق دیا کرتے تھے اور جب عہد فاروقی آیا تو تین طلاقیں دینے لگے حاصل کلام یہ ہے کہ عہد فاروقی میں تین طلاقیں دی جانے لگیں جو اس سے قبل ایک دی جاتی تھی وہ لوگ اصلاً تین طلاق دینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور تین طلاق کا استعمال نادر تھا مگر عہد فاروقی میں تین کا استعمال کثرت سے ہونے لگا اور اس حدیث کے لفظ اَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ (اسے ان پر جاری کر دیا) کا معنی یہ ہے کہ اس میں وقوع طلاق کا حکم نافذ فرمایا جو پہلے بھی نافذ تھا۔“ (۵۰۲)

تیسرا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں ”عہد رسالت اور خلافت صدیقی میں جو کوئی بغیر نیت تاکید و استیناف (یعنی ازسرنو) کے اپنی بیوی سے کہتا تھا طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، تو ازسرنو کا ارادہ قلیل ہونے کی وجہ سے اس کو غالب پر جوتاکید تھا اس پر محمول کیا جاتا (یعنی ایک طلاق قرار دیا جاتا)، مگر زمانہ فاروقی میں لوگ کثرت سے اس طرح تین طلاقیں دینے لگے اور تین کا ارادہ غالب ہوا تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے تین طلاق دینے سے تین طلاقوں کے وقوع کا حکم لگایا گیا۔“ (۵۰۳)

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں یہ حدیث خاص صورت میں وارد ہوئی ابن سرتج وغیرہ نے کہا یہ حدیث تکرار لفظ میں وارد ہے جیسے مرد

۵۰۲۔ إرشاد الساری شرح صحیح البخاری، المجلد (۸)، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث،

کہے تھے طلاق، تھے طلاق، تھے طلاق پہلے جب لوگوں کے سینے سلامت تھے۔ تو ان سے یہ بات قبول کر لی جاتی کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے جب عہد فاروقی میں لوگ زیادہ ہو گئے اور ان میں دھوکہ وغیرہ جیسی باتیں بڑھ گئیں جو قبول تاکید کو مانع ہیں تو حضرت عمرؓ نے لفظ کو ظاہر تکرار پر محمول کر دیا اور لوگوں پر جاری کر دیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ تمام جوابات میں یہ جواب صحیح تر ہے۔ علامہ قرطبی نے اسی جواب کو پسند فرمایا، اسی بات کی طرف حضرت عمرؓ نے ان الفاظ سے اشارہ فرمایا کہ ”لوگوں نے اس امر میں جلدی کی جس میں انہیں رخصت دی گئی تھی۔“ (۵۰۴)

شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں ”کہا گیا کہ حضرت ابن عباس کی اس روایت سے مراد یہ ہے کہ زمانہ اول میں معتاد ایک طلاق تھی (یعنی لوگوں کی عادت ایک طلاق دینے کی تھی) پھر حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں لوگ تین طلاقیں دینے لگ گئے تو آپ نے تین ہی نافذ فرمادیں اس بناء پر یہ روایت لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے نہ کہ ایک مسئلے میں تغیر کی خبر۔ (۵۰۵)

لہذا صورت مسئلہ بدلنے سے یہ حکم بدل گیا جیسے قرآن میں آٹھ مصارفِ زکوٰۃ بیان ہوئے مؤلفۃ القلوب (کفار مائل باسلام) کو بھی زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی مگر زمانہ فاروقی میں صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا کہ مصارفِ زکوٰۃ صرف سات ہیں مؤلفۃ القلوب خارج، جب مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی تھی اس وقت مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی اس لئے کفار کو زکوٰۃ دے کر اسلام کی طرف مائل کیا جاتا۔ اس عہد میں نہ قلت رہی نہ کمزوری۔ لہذا ان کو زکوٰۃ دینا بند کر دیا گیا۔ وجہ بدلنے سے حکم بدلا، نسخ نہیں کیا گیا۔ اب تک زید فقیر تھا اسے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا اب غنی ہو گیا تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہو گیا۔ کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی، اب

۵۰۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، القسم الثانی، کتاب (۶۸) الطلاق،

باب (۴) من حوز الطلاق الثلاث، ص ۴۵۶

۵۰۵۔ شرح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث،

پاک ہو گیا تو اس سے نماز جائز ہو گئی۔ آج کل خاص طور پر ہمارے بلاد (ملکوں) میں کوئی طلاق کی تاکید کو جانتا تک نہیں ہے۔ تین ہی کی نیت سے تین طلاقیں دیتے ہیں تعجب ہے صورت مسئلہ کچھ اور ہے لوگ حکم کچھ اور لگا دیتے ہیں۔ (۵۰۶)

ایک اعتراض: امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ آپ کا یہ حکم سیاسی تھا اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بدل دیا۔

جواب: اس کا جواب ہم انہی کے مشہور غیر مقلد عالم مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کی زبانی دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ تصور دلانا کہ انہوں نے معاذ اللہ! آنحضرت ﷺ کی سنت کو بدل ڈالا بہت بڑی جرأت ہے۔ واللہ! اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل دہل گیا اور حیرانی ہو گئی کہ ایک شخص جو خود مسئلہ کی حقیقت نہیں سمجھتا وہ خلیفہ رسول ﷺ کی نسبت یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنت کے بدلنے میں اس قدر جری تھا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور بیچ در بیچ غلطیوں کے سلسلے میں پڑ گئے ہیں۔ یہ کہنا کہ خلیفہ کے بعد اس کے بحال رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف ہو اسر اسر غلط اور ایجاد بندہ ہے۔ محدثین کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے بالکل غلط ہے اور یہ ایجاد بندہ ہے۔ جو گروہ اس حکم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم محض سیاسی تھا اور نہ یہ کہتا ہے کہ وہ سیاسی حکم اب بھی بحال رہنا چاہئے بلکہ وہ تو اسے اس لئے مانتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے۔ جناب نے جو یہ فرمایا کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس جگہ محدثین سے ہم جمیع محدثین لیں جو بجا ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور ان کے مثل دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے اسماء گرامی لکھنے میں خوف طوالت ہے محدثین کی فہرست میں شامل

ہیں یا نہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات کلیتہً تو درست نہ ہوئی کہ مُحَدِّثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب ائمہ مذکورین صورتِ زیرِ سوال میں تین طلاق پڑنے کے قائل ہیں۔ اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں، کیا جناب مہربانی فرما کر ان بزرگانِ دین کی تصریحات بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے جہاں انہوں نے اس حکم فاروقی کو محض ایک سیاسی حکم قرار دیا ہو اور مذہبی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو۔ ہمیں بار بار اپنے قصورِ علم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں ایسی کوئی تحریر نہ ملی جس میں مذکور ہو کہ ائمہ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو محض ایک سیاسی حکم سمجھا۔ اور اگر لفظ مُحَدِّثین سے جناب کی مراد بعض مُحَدِّثین ہوں تو اس صورت میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب اس کے حوالے کی بھی تکلیف گوارہ کر کے اور ہم پر احسان کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں کہ وہ کونسے مُحَدِّثین ہیں جنہوں نے آپ کی طرح اسے سیاسی مداخلت فی الدین سمجھا ہو بقول آپ کے جائز مداخلت ہو اور اگر مُحَدِّثین سے آپ کی اپنی ذات گرامی اور اس زمانے کے دیگر علماء اہلحدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو اور ان کو مُحَدِّثین کہنے میں تامل ہے، دورہ میں صحاحِ ستہ کی سطروں پر نظر گزار دینے سے مُحَدِّث نہیں بن سکتے۔ آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدّمین میں سے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ”موطا“، پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ”کتاب الام“ پھر متاخرین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ”ازالۃ الخفا“ ملاحظہ فرمائیے، جن کے بعد اس وقت تک ہندوستان میں تو ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ اس کو امام کہہ سکیں اور دوسرے ممالک کا حال خدا جانے۔ ان سب کُتب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت دلائل شرعیہ سے کی گئی ہے (۵۰۷)

ایک سوال: کیا حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیک وقت دی

گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کے فیصلے کیا کرتے تھے، اگر کیا کرتے تھے تو یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور ﷺ یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین طلاق کو ایک قرار دیا ہو چنانچہ مشہور غیر مقلد مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی نے ”مسلم شریف“ کی مذکورہ بالا روایت کے بارے میں لکھا کہ اس (سے) استدلال میں بچند وجوہ کلام ہے۔ اول یہ کہ اس میں مجلس واحد کا ذکر ہی نہیں۔ عام اس سے کہ مجلس ایک ہو یا تین بلکہ اطہار ثلاثہ ہوں یا نہ، اور جس روایت ”مسند احمد“ میں مجلس واحد کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں، اس کی سند بروایت عکرمہ بن عمران بن حصین ہے (جب کہ اصل روایت میں داؤد بن حصین ہیں) جس کو محمد بن حنفیہ بن حجر وغیرہ نے لکھا کہ ایسی روایت خصوصاً صحیح نہیں ہوتی، ملاحظہ ہو ”تقریب التہذیب“ سوم یہ کہ اس میں یہ تفصیل نہیں کہ یہ تین طلاق والے مقدمات رسول اللہ ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا اور یہ روایت کسی میں نہیں ہے اِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ (جب کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے تو یقیناً ایسی کوئی روایت نہیں ہے)۔ چہارم یہ کہ حدیث ”صحیح مسلم“ کی ایسی ہے جیسے دوسری حدیث ”صحیح مسلم“ کی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے:

قَالَ عَطَاءٌ: قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مُعْتَمِرًا، فَجِئْنَا فِي مَنْزِلِهِ، فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءٍ، ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ، فَقَالَ: نَعَمْ: اسْتَمْتَعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَا نَتَهَى، وَفِي رَوَايَةِ أُخْرَى بَعْدَهُ: ثُمَّ نَهَانَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهَا

یعنی، لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ”متعۃ النساء“ کے

بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ ہم آپ ﷺ اور حضرت

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں متعہ کیا کرتے تھے، اور ایک

روایت میں ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا اور پھر ہم اس طرح رُک گئے۔

پس جو جواب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ”مُتَّعَةُ النِّسَاءِ“ کے جواز و عدم جواز کا ہے وہی حدیث ابن عباس کا اگر یہ (یعنی تین طلاق کو ایک قرار دینا) جائز ہے تو پھر ”مُتَّعَةُ النِّسَاءِ“ بھی جائز ہے و لا یقول بہ الْمُحَدِّثُونَ (یعنی، اور مُحَدِّثِین اس ”مُتَّعَةُ النِّسَاءِ“ کے جواز کا قول نہیں کرتے)۔ (۵۰۸)

ایک اشکال: غیر مُقَلَّد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اس فیصلے پر ندامت ہوئی تھی اور وہ دلیل کے طور پر ”اغاثۃ اللہفان“ (۳۳۶/۱) سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: مَا نَدِمْتُ عَلَى شَيْءٍ نَدِمْتُ عَلَى عَلَي ثَلَاثٍ أَنْ لَا أَكُونُ حَرَمْتُ الطَّلَاقِ الْخَ لَعْنِي، میں ان تین چیزوں کے علاوہ کسی اور پر اتنا نادم نہیں ہوا کہ جتنا ان تین باتوں پر نادم ہوا ہوں، ایک یہ کہ میں طلاق کو حرام نہ کرتا الخ

جواب: یہ روایت قابل استدلال نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ”خالد بن یزید بن عبد الرحمن بن ابی مالک“ ہے، جمہور مُحَدِّثِین نے اس کی تضعیف کی ہے چنانچہ امام یحییٰ نے اس راوی کے متعلق فرمایا: لیس بشیء، امام نسائی نے فرمایا کہ وہ ثقہ نہیں، امام دارقطنی نے فرمایا: وہ ضعیف ہے، امام ابو داؤد نے اسے ضعیف کہا اور ایک مرتبہ متروک الحدیث فرمایا اور امام یعقوب بن سفیان نے فرمایا کہ وہ ضعیف ہے اور مُحَدِّث ابن جارود، امام ساجی، اور حافظ عقیلی نے بھی انہیں ضعیفاء میں ذکر کیا جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ”تہذیب التہذیب“ (۵۰۹) میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابن عباس سے عدم تمسک:

علامہ عبد الحمید محمود طہماز لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تین طلاقیں

کے وقوع کا فتویٰ صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث سے تمسک سے اعراض کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی مختلف تاویلیں کی ہیں الخ (۵۱۰)

ایک بے بنیاد الزام: ان کے جھوٹوں میں سے ایک بڑا جھوٹ یہ بھی ہے کہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی تجویز کردہ سزا (کہ تین طلاقیں تین ہی قرار پائیں گی) لوگوں کے لئے کچھ دنوں تک متواتر رہی پھر صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضرت عمر کے اس حکم سے خروج سے احتراز کیا، مگر دوسرے گروہ نے اس حکم کو تعزیر و زجر ہی سمجھا، چنانچہ طلاق دینے والے کی حالت کو سامنے رکھ کر کبھی انہوں نے ایک طہر کی تین طلاقوں کو لازم کر دیا، کبھی اُسے ایک قرار دیا الخ (۵۱۱)

یہ حضرت عمر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر الزام اور دین متین پر صریح افتراء ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ موصوف نے لکھا تو یہ تصریح کیوں نہیں کی کہ کس صحابی یا تابعی نے یہ خبر دی کہ اس حکم کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا اور پھر اس گروہ میں کون سے صحابہ شامل تھے، جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے خروج سے احتراز کیا اور کون سے صحابہ اس گروہ میں شامل ہیں کہ جنہوں نے اس حکم کو تعزیر و زجر ہی سمجھا پھر دونوں گروہوں کے فتاویٰ کہاں ہیں اور اگر فتاویٰ ہیں تو پھر یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ یہ فتاویٰ اس حکم کے بعد کے ہیں وغیر ذالک۔

طلاق ثلاثہ اور متعہ کی تحریم:

اس حدیث (یعنی حدیث ابن عباس) کے بارے میں حافظ ابن حجر نے ”فتح الباری“ میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بالجملہ جو اس (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے) مسئلہ میں واقع ہوا ہے اس کی مثل ہے جو متعہ کے مسئلہ میں واقع

ہوا یعنی دونوں برابر ہیں، پس رائج دونوں مسئلوں میں اس اجماع کی بنا پر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں منعقد ہوا، تحریم متعہ اور تین طلاقوں کا وقوع ہے، اور یہ محفوظ نہیں کہ کسی نے دونوں مسئلوں میں سے کسی ایک مسئلہ کی بھی مخالفت کی ہو اور ان حضرات کے اجماع نے وجودِ نسخ پر دلالت کی اگرچہ یہ نسخ اس سے قبل ان میں سے بعض پر مخفی رہا، حتیٰ کہ یہ نسخ سب کے لئے عہدِ فاروقی میں ظاہر ہوا، پس اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اجماع صحابہ کو پھینکنے والا ہے اور جس نے صحابہ کرام کے اس اتفاق کے بعد نیا اختلاف پیدا کیا، ہم اس کا اعتبار نہیں کرتے۔ (۵۱۲)

چوتھا باطل استدلال:

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقٍ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحَصِينِ عَنْ عَكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدٍ أَخُو بَنِي مُطَلِبٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزَنَ عَلَيْهَا شَدِيدًا قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَيْفَ طَلَّقَهَا؟"، قَالَ: طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "إِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ"، قَالَ: فَارْجِعْهَا۔ (۵۱۳)

یعنی، عبد اللہ، از سعد بن ابراہیم، از ابراہیم، از محمد بن اسحاق، از داؤد بن الحصین، از عکرمہ از ابن عباس اور حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رُکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کتنی طلاقیں دیں

انہوں نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں تو آپ نے فرمایا وہ صرف ایک طلاق ہے اگر چاہے تو رجوع کر لے اور انہوں نے رجوع کر لیا۔

مسند امام احمد کی روایت سے استدلال کا ابطال:

اس روایت سے استدلال باطل ہے:

پہلی وجہ: اس روایت کو جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، اور سنن ابی داؤد کی روایت پر ترجیح دینا عدل و انصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ ان میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو ”طلاق البتہ“ دی تھی نہ کہ تین طلاقیں اور اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ”مسند امام احمد“ میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا۔ اس میں ضعیف، احسن اور صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں اس کے برعکس جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں صرف صحیح احادیث کو جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اسی لئے ”مسند امام احمد“ کو صحاح میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ: امام ابو داؤد نے تینوں روایات یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں، اسی طرح امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام دارمی نے بھی یہ حدیث حضرت رکانہ کے بیٹے یزید سے روایت کی ہے جبکہ امام احمد نے حضرت رکانہ کے بیٹے یا آپ کے گھر کے کسی بھی فرد سے روایت نہیں کی تو یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو انکے بیٹے نے بیان کیا اور انکے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تیسری وجہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ علامہ ابن جوزی نے لکھا کہ اسکی سند کا ایک

راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی روایت سے اجتناب واجب ہے، داؤد بن المحصین کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا داؤد نے جو احادیث عکرمہ سے روایت کی ہیں وہ منکر ہیں اور ابن عینیہ نے کہا کہ ہم داؤد کی احادیث سے اجتناب کرتے ہیں، ابو حاتم نے کہا ابو داؤد قوی نہیں ہے اور عکرمہ سے اسکی احادیث منکر ہیں۔ (۵۱۴)

اور امام ابو بکر بھاص رازی نے ”احکام القرآن“ میں ”مسند امام احمد“ کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور امام ابن ہمام نے بھی ”فتح القدیر“ میں اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے اور ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

اس روایت کے ایک راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں حافظ جمال الدین ابو الحجاج المزنی متوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں کہ ”امام نسائی نے فرمایا یہ قوی نہیں ہے، ابو الحسن میمون نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے، ابو داؤد نے کہا یہ لوگوں کی کُتُب احادیث لیکر اپنی کتاب میں داخل کرتا تھا، مالک نے کہا ابن اسحاق ”دجال من الدجالہ“ اور حافظ ابو بکر نے کہا ابن اسحاق کی روایات سے حُجّت پکڑنے میں بے شمار علماء متعدّد اسباب کی وجہ سے رُکے ہیں اُن اسباب میں سے اسکا شیعہ ہونا، فرقہ قدریہ کی طرف منسوب ہونا اور مدلس ہونا ہے۔“ (۵۱۵)

حضرت زُکّانہ کے تین طلاق دینے کے متعلق ”سنن ابی داؤد“ کی ایک شاذ روایت:

ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا ابْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنِي بَعْضُ
 بَنِي أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عِكْرَمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ (إِلَى)
 قَالَ إِنِّي طَلَقْتُهَا ثَلَاثًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعُهَا وَتَلَا
 ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ - (٥١٦)
 یعنی، از احمد بن صالح، از عبد الرزاق، از ابن جریر، اور وہ کہتے
 ہیں کہ مجھے بعض بنی ابی رافع نے خبر دی، از عکرمہ، از ابن عباس کہ
 عبد یزید ابورکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا رجوع کر لو تو انہوں نے رسول اللہ کی بارگاہ میں عرض کی
 یا رسول اللہ میں نے اُسے تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا میں
 جانتا ہوں تم اس سے رجوع کر لو اور آپ ﷺ نے قرآن کی آیت
 ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ﴾ (الایہ) تلاوت فرمائی۔

یہ روایت ضعیف ہے:

پہلی وجہ: اس روایت سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ سند میں ابورافع کی اولادیں کہا گیا،
 راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ امام
 ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی بستی متوفی ۳۸۸ھ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس
 حدیث کی سند میں مقال ہے کیونکہ ابن جریر نے اس حدیث کو بعض بنورافع سے
 روایت کیا ہے اور اس سے سنا نہیں ہے اور مجہول سے حجت قائم نہیں ہوتی (۵۱۷)
 دوسری وجہ: اگر یہ کہا جائے کہ ”مستدرک“ کی بعض روایت میں بنو ابی رافع کی تعین محمد بن
 عبد اللہ بن ابی رافع سے کر دی گئی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی

۵۱۶۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة الخ، ص ۴۴۸،

الحدیث: ۲۱۹۶

۵۱۷۔ معالم السنن شرح أبی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص ۲۰۳

متوفی ۸۵۲ھ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ابن معین نے کہا یہ لیس ہشی (کچھ بھی نہیں)، ابو حاتم نے کہا یہ ضعیف الحدیث، منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے، ابن عدی نے اسے شیعہ شمار کیا ہے، برقانی نے امام دارقطنی سے روایت کیا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔“ (۵۱۸)

اس روایت سے استدلال کا ساقط ہونا:

مدرس حرم ملی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شفقیطی لکھتے ہیں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال ظاہر السقوط ہے کیونکہ ابن جریج نے اس حدیث کی سند میں فرمایا کہ مجھے بعض بن ابی رافع نے خبر دی، اور یہ مجہول سے روایت ہے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے تو اس کا ساقط ہونا ظاہر ہے جیسا کہ تو نے دیکھا۔ (۵۱۹)

یہ روایت حلت و حرمت میں ناقابل استدلال ہے:

کیونکہ اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں جس سے حلال و حرام میں استدلال کیا جاسکے اس لئے کہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہو رہی ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا جس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اور امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں اور ان سے امام ابو بکر بھٹاوی نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت (جس میں حضرت زکاتہ کے تین طلاق دینے کا ذکر ہے) منکر ہے اور یہ روایت اس روایت کے مخالف ہے جو اس سے اولیٰ ہے (۳۷۰) لہذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

اس روایت میں احتمال:

امام ابوسلیمان محمد بن محمد بن ابراہیم خطابی بستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں کہ حدیث

۵۱۸۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۹)، ص ۳۲۱

۵۱۹۔ مواہب العلیل من أدلة العلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۲

ابن جریج کو راوی نے بغیر لفظ کے معنی کے ساتھ روایت کیا اور وہ اس لئے کہ فقہاء نے ’بتہ‘ میں اختلاف کیا تو ان کے بعض نے کہا یہ تین طلاقیں ہیں اور بعض نے کہا کہ ایک طلاق، اور راوی گویا کہ ’بتہ‘ کو تین طلاقیں قرار دینے والوں کے مذہب پر چلا تو اس نے یہ حکایت کر دیا کہ حضرت زکّانہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، راوی کی مراد اس سے ’بتہ‘ ہے کہ جس کا حکم اس کے نزدیک تین کا حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۵۲۱)

اور شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں امام ابو داؤد نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ حضرت زکّانہ نے اپنی بیوی کو ’طلاق البتہ‘ دی تھی اور یہ تعلیل قوی ہے کہ بعض راویوں نے ’البتہ‘ کو تین پر محمول کر دیا۔ پس یہ وہ نکتہ ہے جس سے حضرت ابن عباس سے زکّانہ کی تین طلاق والی روایت سے استدلال موقوف ہوگا۔ (۵۲۲)

مدرس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنیطی لکھتے ہیں کہ محل نزاع میں اس روایت میں اگر کوئی دلالت ہو تو میں اس کے ساتھ اس کو ملا دوں گا کہ امام ابو داؤد نے اسے ترجیح دی ہے کہ زکّانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی جیسا کہ امام ابو داؤد نے اسے آل زکّانہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اسی وجہ سے ممکن ہے کہ اس کے کسی راوی نے ’بتہ‘ کو ’تین‘ پر محمول کر دیا ہو، پس کہہ دیا ہو کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اسی نکتہ سے حدیث ابن عباس (یعنی حدیث ابن اسحاق از داؤد بن الحصین، از عکرمہ، از ابن عباس) سے استدلال موقوف ہوتا ہے۔ (۵۲۳)

۵۲۱۔ معالم السنن شرح ابی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص ۲۰۴

۵۲۲۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، القسم الثانی، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من جوز

الطلاق الثلاث، ص ۴۵۴، الحدیث: ۵۲۶۱

حضرت زکّانہ کے متعلق صحیح روایت:

حضرت زکّانہ کے واقعہ کو صحیح سند کے ساتھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۵۲۴) نے اس کو مختلف تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۵۲۵) نے ”سنن ابی داؤد“ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور امام ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ زُكَّانَةَ بِنَ عَبْدِ يَزِيدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَيْتَةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ، قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً“، قَالَ زُكَّانَةُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِي زَمَانِ عُمَرَ، وَالثَّلَاثَةَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ۔

یعنی، بیشک زکّانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو ”طلاق البیتہ“ دی نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت زکّانہ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کا ارادہ تھا.....؟ تو حضرت زکّانہ نے کہا کہ قسم بخدا میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔ پھر حضرت زکّانہ نے حضرت عمر کے دور خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان کے دور میں تیسری طلاق دی۔

امام ابوداؤد نے اسی زکّانہ کی حدیث کے بارے میں

بَابُ بَقِيَّةِ نَسْخِ الْمَرَّاجِعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ

۵۲۴۔ سنن ابی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۴) فی البیت، ص ۴۵۵، الحدیث: ۶۲۰۶

۵۲۵۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۳۲)، مسند ابن عباس، ص ۱۱۱، الحدیث: ۲۸۴۵

رُكَانَةٌ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَيْتَةَ فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاحِدَةً۔ (۵۲۶)
یعنی، بے شک حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک قرار دیا۔

حضرت رُکانہ سے متعلق صحیح حدیث کی تقویت:

طلاق البتہ والی حدیث کی تائید دیگر صحیح روایات سے ہوتی ہے جنہیں امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے ”جامع ترمذی“ (۵۲۷) میں اور امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے ”سنن ابن ماجہ“ (۵۲۸) میں، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن داری متوفی ۲۵۵ھ نے ”سنن داری“ (۵۲۹) میں، امام محمد بن حبان بن احمد بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی ”صحیح“ میں اور ان سے امام علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ ”الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان“ (۵۳۰) میں، اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بیہقی متوفی ۸۰۷ھ نے ”موارد الظمان“ (۵۳۱) روایت کیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ تین طلاق والی حدیث ”سنن ابی داؤد“ میں بھی موجود ہے تو پھر یہ بھی مخفی نہیں ہوگا کہ امام ابو داؤد نے تین طلاق کی حدیث ذکر کرنے کے بعد ”طلاق البتہ“ والی حدیث بھی ذکر کی ہے اور اسے ہی اصح (صحیح تر) قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے بھی دونوں روایتوں میں ”طلاق البتہ“ والی روایت کو اصح کہا ہے (۵۳۲) اور امام ابو داؤد لکھتے ہیں:

۵۲۶۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص ۴۴۹، الحديث: ۲۱۹۶

۵۲۷۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، أبواب (۱۱) الطلاق واللعان، باب (۲) ما جاء في الرجل طلق امرأته البتة، ص ۲۳۲، ۲۳۳، الحديث: ۱۱۷۷

۵۲۸۔ سنن ابن ماجه، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۹) طلاق البتة، ص ۲۵۱، الحديث: ۲۰۵۱

۵۲۹۔ سنن الدارمی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب في الطلاق البتة، ص ۱۳۵

۵۳۰۔ الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، المجلد (۴)، الجزء (۶)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ص ۲۳۵، الحديث: ۴۲۶

۵۳۱۔ موارد الظمان إلى زواله ابن حبان، کتاب الطلاق، ص ۳۲۱

۵۳۲۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب الطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵، الحديث: ۱۴۹۸۶

هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جَرِيرٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ
لَيَّاتٍ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ۔ (۵۳۳)

یعنی، یہ ”طلاق البتہ“ والی حدیث ابن جریر کی روایت کی بنسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ طلاق البتہ والی روایت حضرت رُکانہ کے اہل بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔

اور امام ابو سلیمان محمد بن محمد خطابی بستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں: امام ابوداؤد نے فرمایا یہ روایت اولیٰ ہے کیونکہ وہ اس شخص کا بیٹا اور اس کے گھر والے ہیں اور وہ اس واقعہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں (۵۳۴)

امام ابوداؤد نے ”طلاق البتہ“ کی تینوں احادیث یزید بن رُکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے بھی۔ اس کے برعکس طلاق ثلاثہ کی روایت ”مسند امام احمد“ میں ہو یا ”سنن ابوداؤد“ میں وہ ابن جریر سے ہے۔ لہذا عین انصاف یہی ہے کہ حضرت رُکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے اپنے بیٹے نے بیان کیا اور ان کے برخلاف کوئی دوسرا اگر کوئی واقعہ بیان کرے اسے درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔
امام ابن ماجہ نے لکھا:

سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: مَا أَشْرَفُ
هَذَا الْحَدِيثِ۔ (۵۳۵)

یعنی، میں نے سنا کہ ابو الحسن علی بن محمد طنافسی نے فرمایا ”طلاق البتہ“ والی حدیث اشرف الاسناد ہے۔

۵۳۳۔ سنن ابی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۴) فی البتہ، ص ۴۵۶، الحدیث: ۲۲۰۸
۵۳۴۔ معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص ۲۰۴

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ حضرت رُکانہ کی تین طلاق

دینے والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

”وَهَذَا الْإِسْنَادُ لَا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ مَعَ ثَمَانِيَةِ رَوَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فُتِيَاهُ يُخَالِفُ ذَلِكَ وَمَعَ رِوَايَةِ أَوْلَادِ رُكَانَةَ أَنَّهُ طَلَّقَ رُكَانَةَ كَانَ وَاحِدَةً۔ (۵۳۶)

یعنی، تین طلاق والی سب روایات ضعیف ہیں ان سے حُجَّت قائم نہیں ہوگی حضرت ابن عباس کے فتاویٰ کی آٹھ روایات اس کے خلاف ہیں پھر اولادِ رُکانہ سے بھی ”طلاق البتہ“ کی روایت ہے لہذا طلاق ثلاثہ والی روایت معتبر نہیں۔

شارح مسلم شیخ الاسلام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الرِّوَايَةُ الَّتِي رَوَاهَا الْمُخَالِفُونَ أَنَّ الرُّكَانَةَ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَجَعَلَهَا وَاحِدَةً فَرِوَايَةُ ضَعِيفَةٌ عَنْ قَوْمٍ مَجْهُولِينَ، وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ مِنْهَا مَا قَدَّمْنَا أَنَّهُ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، وَلَفْظُ الْبَتَّةِ مُحْتَمَلٌ لِلوَاحِدَةِ وَلِلثَلَاثِ، وَلَعَلَّ صَاحِبَ هَذِهِ الرِّوَايَةِ الضَّعِيفَةِ اعْتَقَدَ أَنَّ لَفْظَ الْبَتَّةِ يَقْتَضِي الثَّلَاثَ فَرَوَاهُ بِالْمَعْنَى الَّتِي فِيهِمُ وَغَلَطَ فِي ذَلِكَ۔ (۵۳۷)

یعنی، بہر حال وہ روایت جس کو مخالفین نے روایت کیا ہے کہ رُکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور اس کو ایک قرار دیا گیا پس یہ روایت کمزور ہے کیونکہ راوی مجہول (یعنی غیر معروف) ہیں اور صحیح (روایت) وہ ہے جو ہم نے پہلے لکھی کہ حضرت رُکانہ نے اپنی

۵۳۶۔ سنن الکبریٰ، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۵) من جعل الثلاث الخ، ص ۵۵۵،

الحديث: ۱۴۹۸۷

۵۳۷۔ شرح صحيح مسلم للنووي، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق

الثلاث، ص ۶۱، الحديث: ۱۴۷۲۱

بیوی کو طلاق ”البتہ“ دی تھی۔ اور لفظ ”البتہ“ میں ایک اور تین کا احتمال ہے شاید روایت ضعیفہ کے راوی نے یہ سمجھ لیا کہ لفظ ”البتہ“ تین پر بولا جاتا ہے۔ پس اپنی سمجھ میں آنے والے معنی کی یہ روایت کر دی اور اس میں غلطی کی۔

اور محقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں ”رُکانہ کی (تین طلاق والی) حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو ”طلاق البتہ“ دی تھی۔“ (۵۳۸) اور شارح صحیح مسلم امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں اور مگر حدیث رُکانہ صحیح یہ ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو ”طلاق البتہ“ دی پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے اور عرض کی میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا؟ حضرت رُکانہ نے عرض کی ایک کا، تو آپ نے پھر حلفیہ پوچھا تو انہوں نے کہا واللہ (بخدا) تو حضور ﷺ نے فرمایا اتنی ہی طلاقیں واقع ہوئیں جن کا تو نے ارادہ کیا:

فَلَوْ كَانَتْ الثَّلَاثُ لَا تَقَعُ، لَمْ يَكُنْ لِتَحْلِفِهِ مَعْنَى، وَهَذَا الرِّوَايَةُ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَتِهِمْ، أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، لِأَنَّ رِوَايَتَهَا أَهْلُ بَيْتِ رُكَانَةَ وَهُمْ أَعْلَمُ بِقِصَّةِ صَاحِبِهِمْ۔ (۵۳۹)

یعنی، پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوئیں تو حضور ﷺ کے حضرت رُکانہ سے حلف اٹھوانے کا کوئی مطلب نہیں اور یہ ”طلاق البتہ“ والی (روایت ان کی روایت سے اصح (صحیح تر) ہے، اُن کی روایت ہے کہ حضرت رُکانہ نے تین طلاقیں دیں، کیونکہ ”طلاق

البتہ“ کے راوی حضرت رُکانہ کے گھر والے ہیں اور وہ اپنے صاحب (یعنی حضرت رُکانہ) کے قصے کو زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۴۱ھ لکھتے ہیں پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رُکانہ تین طلاقوں کا ارادہ کر لیتے تو تینوں ہی واقع ہو جاتیں:

وَالْأَفْلَمْ يَكُنْ لِتَحْلِيفِهِ مَعْنَى۔ (۵۴۰)

یعنی، ورنہ حلف لینے کا کوئی مطلب نہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں ”اس ایک لفظ سے تین طلاق کے وقوع کی صحت کا ارادہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رُکانہ ایک سے زیادہ کی نیت کرتے تو واقع ہو جاتیں ورنہ حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں“ (۵۴۱)

عدالت و ضبط کے اعتبار سے حضرت رُکانہ سے متعلق ”طلاق البتہ“ والی احادیث:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ہناد، از قبیصہ، از جریر بن حازم، از زبیر بن سعید، از عبد اللہ بن علی بن یزید بن رُکانہ سے روایت کی ہے۔

اب ہم اس حدیث کی سند کے تمام روایات کی عدالت و ضبط لکھتے ہیں۔

ہناد: یہ اس حدیث کے پہلے راوی ہیں، انکے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ لکھتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے کہا تم ہناد کو لازم رکھو۔ ابو حاتم نے کہا کہ وہ سچے ہیں، قتیبہ نے کہا کہ وکیع ہناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے، امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر

کیا ہے۔ (۵۴۲)

قبیصہ: یہ اس حدیث کے دوسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں، حافظ ابو زرہ سے قبیصہ اور ابو نعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا دونوں میں قبیصہ افضل ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے قبیصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ بہت سچے ہیں، اسحاق بن یسار نے کہا میں نے اپنے شیوخ میں سے قبیصہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا، ابن خراش نے کہا وہ سچے ہیں، امام نسائی نے کہا ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں، اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، احمد بن مسلم نے کہا ہناد جب ان کا ذکر کرتے تو کہتے وہ صالح ہیں۔ (۵۴۳)

جریر بن حازم: یہ اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حماد جتنی تعظیم ان کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے، عثمان داری نے ابن معین سے نقل کیا کہ ثقہ ہیں، دوری کہتے ہیں میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابوالاشہب میں سے کس کی روایت بہتر ہے انہوں نے کہا کہ جریر کی روایت احسن اور اسند ہے، ابو حاتم نے کہا یہ بہت سچے ہیں اور عجلی بصری نے کہا یہ ثقہ ہیں۔ (۵۴۴)

زبیر بن سعید: یہ اس حدیث کے چوتھے راوی ہیں، ان کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں، دارقطنی نے کہا یہ معتبر ہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۵۴۵)

عبد اللہ بن علی بن یزید بن زکّانہ: یہ اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں اور یہ

۵۴۲۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۹)، حرف الہاء، ہناد بن السری، ص ۷۸

۵۴۳۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۶)، حرف القاف، قبیصہ، ص ۴۷۹

۵۴۴۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۲)، حرف الحمیم، جریر بن حازم، ص ۳۶-۳۷

۵۴۵۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۳)، حرف الزاء۔ زبیر، ص ۱۳۹-۱۴۰

خود حضرت زکاتہ کے اہل بیت میں سے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ کہ
ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۵۴۶)

ابن ماجہ کی روایت:

امام ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ کی روایت کی سند یہ ہے
از ابو بکر بن شیبہ و علی بن محمد از وکیع از جریر بن حازم الخ

ابو بکر بن ابی شیبہ: علامہ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں ان سے امام بخاری،
مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل نے حدیثیں روایت کی ہیں اور یحییٰ
ہمانی نے کہا ابن ابی شیبہ کی اولاد اہل علم ہے اور احمد نے کہا ابو بکر سچے ہیں اور
مجھے عثمان سے زیادہ محبوب ہیں، عجل نے کہا وہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں، ابو حاتم
اور ابن خراش نے کہا وہ ثقہ ہیں، محمد بن عمر نے ان کے بارے میں ابن معین سے
ابو بکر کے شریک سے سماع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ابو بکر ہمارے
نزدیک سچے ہیں اگر وہ شریک سے بھی کسی بڑے سے سماع کا دعویٰ کریں تو وہ
سچے ہیں، عمر بن علی نے کہا میں نے ابو بکر سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا، ابن
خراش نے کہا میں نے ابو زرہ رازی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو بکر بن ابی
شیبہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے الخ (۵۴۷)

علی بن محمد: حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ان سے امام ابن ماجہ، نسائی، ابو زرہ،
ابو حاتم وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں، ابو حاتم نے کہا وہ ثقہ اور سچے ہیں اور
میرے لئے فضل و صلاح میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے زیادہ محبوب ہیں اور ابن
حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۵۴۸)

وکیع ابن الجراح: عبد اللہ بن احمد اپنے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا

۵۴۶۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۴)، حرف العین، عبد اللہ بن علی، ص ۴۰۴

۵۴۷۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۴)، حرف العین، عبد اللہ، ص ۴۶۴ تا ۴۶۶

میں نے وکیع سے بڑا حافظ اور علم کو محفوظ کرنے والا نہیں دیکھا اور وہ حافظ تھے اور عبدالرحمن بن مہدی سے زیادہ بڑے حافظ تھے، صالح بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا آپ کے نزدیک اُثبت کون ہے وکیع یا عزیز تو انہوں نے فرمایا دونوں، پھر پوچھا زیادہ صالح کون ہے فرمایا دونوں صالح ہیں اگر وکیع بادشاہوں سے اختلاط نہ رکھتا تو میں نے ان سے زیادہ علم محفوظ کرنے والے کو نہیں دیکھا، بشر بن موسیٰ نے احمد سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حفظ اور اسناد و ابواب اور خشوع و ورع میں وکیع کی مثل کوئی نہیں دیکھا، احمد بن سہل نے کہا وکیع اپنے وقت کے امام المسلمین تھے اور حنبل نے احمد سے روایت کیا کہ وکیع بڑے فقیہ تھے، نعیم بن محمد طوسی نے کہا میں نے احمد کو یہ فرماتے سنا کہ وکیع کی تصنیفات کو لازم پکڑو، حسین بن حبان نے ابن معین سے بیان کیا کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، محمد بن نعیم بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے سنا کہ اللہ کی قسم میں نے سوائے وکیع کے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اللہ کے لئے حدیثیں بیان کرتا ہو ان سے بڑا حافظ کسی کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے اوزاعی اپنے زمانے میں تھے (الخ)۔ (۵۴۹)

امام دارمی کی روایت:

امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند

یہ ہے کہ از سلیمان بن حرب از جریر بن حازم الخ

سلیمان بن حرب: علامہ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں اس سے امام بخاری اور ابو

داؤد وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابو حاتم نے کہا وہ ائمہ حدیث میں سے

ایک امام ہیں، یحییٰ بن اکثم نے کہا وہ ثقہ اور حافظ حدیث ہیں، یعقوب بن شبہ

نے کہا وہ ثقہ ہے اور صاحب حفظ ہیں، امام نسائی نے کہا وہ ثقہ اور مامون ہیں اور

ابن فراشی نے کہا وہ ثقہ ہے۔ (۵۰۰)

غیر مقلدوں کی گستاخی:

قارئین کرام آپ نے متعدد احادیث نبویہ اور صحابہ کرام کے کثیر فتاویٰ اور اسی طرح تابعین عظام کے فتاویٰ پڑھے کہ سب سے ایک ہی بات ثابت ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین شمار کی گئیں علاوہ ابوداؤد کی روایات میں ایک غیر صحیح روایت کے اور غیر مدخول بہا کو الفاظ متفرقہ کے ساتھ تین طلاقیں دیئے جانے کے متعلق روایات کے۔ اور غیر مقلد قرآن و سنت پر افتراء کر کے دین متین میں بگاڑ پیدا کرنے اور مسلمانوں کو حرام کاری پر لگانے کے علاوہ صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان، ائمہ مجتہدین اور ہزاروں لاکھوں علماء کی شان میں گستاخی کے بھی مرتکب ہیں چنانچہ ان کے پیر مفتی محمد یسین لکھتے ہیں: وضاحت مسئلہ ”تین طلاقیں بیک وقت ایک ہی شمار ہوں گی چاہے کئی کھرب دے دے جو لوگ تین طلاق کو تین شمار کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں، ایسے لوگ انسانیت اور شریعت کے بھی دشمن ہونے کے علاوہ حضور (ﷺ) کے نافرمان گمراہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) کا یہی فتویٰ ہے کہ تین طلاق بیک مجلس ایک ہی شمار ہوگی، اسی پر صحابہ کرام نے عمل کیا، انہوں نے یہ فتویٰ آپ (ﷺ) کے دست مبارک سے اخذ کیا اس کے خلاف کوئی فتویٰ منقول نہیں“۔ (۵۰۱)

حرام کاری کو رواج دینا:

غیر مقلد چاہتے ہیں کہ حرام کاری رائج ہو کیونکہ آزاد عورت کی طلاقیں تین ہیں اور تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر نہیں قطعی ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۵۰۲) سے حرام ہو جاتی ہے پھر بے حلالہ شرعیہ کے دوبارہ

۵۰۰۔ تہذیب التہذیب، المجلد (۳)، حرف السین، من اسمہ سلیمان، ص ۴۶۵ تا ۴۶۶

۵۰۱۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یسین (غیر مقلد)، ص ۲۵، (فتاویٰ رسول اللہ ﷺ)

۵۰۲۔ البقرہ: ۲۳۰/۲

اس مرد کے لئے حلال نہیں ہوتی، یہ لوگ ایک مجلس میں یا ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں کے بعد بھی عورت کو اس کے شوہر پر حرام قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ متعدد مجالس میں دی گئی تین طلاقیں کے بعد بھی عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں، چنانچہ ان کے پیر لکھتے ہیں: میں محمد یسین کہتا ہے (ہوں) اگر آدمی ایک دفعہ کے بجائے ایک ماہ تک بھی طلاقیں دیتا رہے تب بھی بلا حلالہ نکاح جائز ہے (۵۵۳)

دوسرے مقام پر لکھا: میں کہتا ہوں تین طلاق کی بجائے اگر تیس دن تک طلاق دیتا رہے تو بھی ایک ہی طلاق رجعی ہوگی چاہے ان کی تعداد ہزاروں بھی ہوئے بلا نکاح عورت کو اپنی طرف لٹا سکتا ہے۔ (۵۵۴)

یہ حرام کاری نہیں کو رواج دینا نہیں تو اور کیا ہے؟

جمہور اسلاف اور ائمہ کا اتفاق:

جب کہ جمہور اسلاف اور ائمہ فتویٰ سب کے سب تین طلاق کو تین قرار دیتے ہیں، چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی لکھتے ہیں:

قال علماؤنا: واتفق أئمة الفتوى على لزوم إيقاع الطلاق الثلاث في كلمة واحدة، وهو قول جمهور السلف، والمشهور عن الحجاج بن أرطاة و جمهور السلف و الأئمة أنه لازم واقع ثلاثاً و لا فرق بين أن يوقع ثلاثاً مجتمعاً في كلمة أو متفرقة في كلمات (۵۵۵)

یعنی، ہمارے علماء نے فرمایا کہ ائمہ فتویٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تینوں لازم ہو جاتی ہیں اور یہی جمہور

۵۵۳۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یسین (غیر مقلد)، ص ۳۱

۵۵۴۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یسین (غیر مقلد)، ص ۳۵

۵۵۵۔ الجامع لأحكام القرآن، المجلد (۲)، الجزء (۳)، سورة البقرة: ۲۲۹/۲، ص ۱۲۹

سلف کا قول ہے..... اور حجاج بن ارطاة اور جمہور اسلاف اور ائمہ اس پر ہیں کہ دی ہوئی تین طلاقیں لازماً واقع ہو جاتی ہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تین ایک ساتھ ایک کلمہ سے واقع کرے یا کلمات متفرقہ سے۔

لہذا قرآن و حدیث صحابہ و تابعین جمہور علماء کے فتاویٰ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے گا تو تینوں ہی بیک وقت واقع ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ کے وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی ہاں اگر عورت غیر مدخول بہا ہو اور طلاقیں جد اجدادی جائیں تو ایک واقع ہو گئی اور وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائے گی دوبارہ صرف نکاح کرنے سے اپنے شوہر کے واسطے حلال ہو جائے گی اور شوہر کو آئندہ بقیہ کا اختیار رہے گا (یعنی، ایک طلاق دی پھر اُسے صرف دو کا اختیار ہے جب بھی دو طلاقیں دے گا عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور بلا حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی)۔

جہالت اور افتراء:

اور جو لوگ تین طلاقوں کو مطلقاً ایک قرار دیتے ہیں وہ اللہ و رسول کے حرام کردہ کو حلال کرتے ہیں جیسا کہ شارح صحیح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں ہم نے حدیث ابن عباس پر طویل کلام کیا کیونکہ بہت سے جاہل اس کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ نے جسے حرام فرمایا تھا اسے حلال کر لیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام اور رسول پر افتراء کیا۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾ وعدل عن

سبیله (۵۵۶)

یعنی، ”اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے“ اور
اس کے رستے سے پھر جائے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ

حلالہ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح بشرط حلالہ کرنا کیسا ہے؟ بینوا بالبرہان وتوجروا عند الرحمن
باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

نکاح بشرط تحلیل (یعنی، حلالہ سے مشروط نکاح) مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسے نکاح کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ لَهُ۔ (۱)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی۔

انہی سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟" قَالُوا:

بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "هُوَ الْمُحْلِلُ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ

لَهُ"۔ (۲)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں مانگا ہوا بکرا بتاؤں، صحابہ

کرام نے عرض کی یا رسول اللہ، کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا وہ

۱۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۳۳) المحلل والمحلل له، ص ۴۶۰-۴۶۱،

الحدیث: ۱۹۳۴، ۱۹۳۵

۲۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۳۳) المحلل والمحلل له، ص ۴۶۱،

الحدیث: ۱۹۳۶

حلالہ کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ایک اعتراض:

یہ کہا جاتا ہے کہ مروجہ حلالہ سے عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی اور دلیل حدیث شریف ”لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَ الْمُحْلِلَ لَهُ“ پیش کی جاتی ہے تو ہم کہتے ہیں یہی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے، چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں: محلِّل وہ ہوتا ہے جو حل کو ثابت کر دے جیسے محرم وہ ہوتا ہے جو حرمت کو ثابت کرے تو گویا شوہر ثانی حل کو ثابت کرنے والا ہو گیا تو حل کا ثبوت ہو جائے گا۔ (۳)

اور علامہ علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری متوفی ۷۴۹ھ لکھتے ہیں: اور حدیث شریف نے شوہر ثانی کو حلال کرنے والا ثابت کر دیا تو اس پر عمل واجب ہوا۔ (۴) اور علامہ محمد بن محمد بن احمد کاکی متوفی ۷۴۹ھ لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسرا شوہر نبی ﷺ کے فرمان ”لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ.....“ الحدیث کی دلالت سے عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے والا ہے لہذا وہ حل کو ثابت کرنے والا ہے۔ (۵)

لہذا جو حدیث مخالفین پیش کرتے ہیں وہی ہمارے موقف کی دلیل ہے۔ نبی ﷺ اُسے حلال کرنے والا، حل کو ثابت کرنے والا فرما رہے ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حل کو ثابت کرنے والا نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض:

کہا جاتا ہے کہ مروجہ حلالہ قرآن کے بھی خلاف ہے اس لئے اس طرح کے نکاح

۳۔ کشف الأسرار شرح المصنّف علی المنار، المجلد (۱)، بیان العاصر، ص ۳۵

۴۔ کشف الأسرار عن أصول فروع الاسلام البزدوی، المجلد (۱)، باب معرفة أحكام العصور، ص ۱۳۶

سے عورت شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی، تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ تو تمہاری بات ہے جب کہ مستند علماء کا قول یہ ہے کہ کتاب اللہ دوسرے شوہر کے محلل ہونے کی نفی نہیں کرتی، چنانچہ امام علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی متوفی ۷۳۰ھ لکھتے ہیں، کیونکہ کتاب اللہ نے زوج ثانی کو غایت ہونا ثابت کیا ہے اور اس کے محلل (شوہر اول کے لئے حلال کرنے والا) ہونے کی نفی نہیں کی۔ (۶)

لہذا حلالہ قرآن کریم کے خلاف بھی نہیں اگرچہ حدیث شریف ”لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ الحدیث“ کی بناء پر نکاح بشرط حلالہ کو علماء کرام نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

کس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہے؟

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں، مرد اگر عورت سے اس طرح نکاح کرے کہ میں تجھ سے اس لئے نکاح کرتا ہوں تاکہ میں تجھے پہلے کے لئے حلال کر دوں یا یہی بات عورت بوقت نکاح کہے:

فَهُوَ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ التَّحْرِيمِ الْمُتَنَهِّضَةِ سَبَبًا لِلْعِقَابِ لِقَوْلِهِ ﷺ:

”لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ لَهُ“۔ (۷)

یعنی، تو وہ مکروہ تحریمی ہے جو عقاب کا سبب ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: ”نکاح بشرط تحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول و ثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے“۔ (۸)

۶۔ کشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام الزدوی، المجلد (۱)، باب معرفة أحكام الخصوص، ص ۱۳۴

۷۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۳۵

حدیث شریف کا مطلب:

اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں ”اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف اس مقصد سے نکاح کرے کہ ایک دن بعد طلاق دے دے گا یا صرف پہلے کے لئے حلال کرنا مقصود تھا، اس کا یہ فعل اور پہلا شوہر جس نے اس شرط کے ساتھ حلالہ کروایا دونوں پر لعنت ہے“۔ (۹)

کس صورت میں حلالہ مکروہ نہیں؟

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وَفِي ”الِإِسْبِجَابِي“: لَوْ تَزَوَّجَهَا بِنِيَّةِ التَّحْلِيلِ مِنْ غَيْرِ شَرْطِ

حَلَّتْ لِلأَوَّلِ، وَلَا يُكْرَهُ، وَالنِّيَّةُ لَيْسَتْ بِشَيْءٍ۔ (۱۰)

یعنی، اور ”اسیجابی“ میں ہے اگر مرد نے اس عورت سے بلا شرط،

حلالہ کی نیت سے شادی کی تو سابق شوہر کے لئے حلال ہو جائے

گی اور یہ مکروہ بھی نہ ہوگا اور نیت کچھ چیز نہیں۔

اور بوقت عقد تحلیل کو شرط نہ کیا جائے صرف نیت میں ہو تو مکروہ نہیں چنانچہ امام

ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أَمَّا لَوْ نَوَّيَاهُ وَلَمْ يَقُولَاهُ فَلَا عِبْرَةَ بِهِ۔ (۱۱)

یعنی، اگر دونوں کی حلالہ کی نیت تھی اور انہوں نے بوقت عقد نکاح

حلالہ کا ذکر نہ کیا تو اس نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

کسی کے گھر کو تباہی سے بچانا:

اگر کوئی شخص خالص کسی کے گھر کو بربادی و تباہی سے بچانے کے لئے اس کے گھر

۹۔ وقار الفتاویٰ، جلد (۳)، کتاب الطلاق، حلالہ کا بیان، حلالہ کی چند صورتیں، ص ۲۲۰

۱۰۔ البناية شرح الهداية، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ۴۸۱

۱۱۔ البناية شرح الهداية، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ۲۵

کو بسانے کے ارادے سے حلالہ کرتا ہے تو ثواب کا حقدار ہے، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِعِنَا: لَوْ تَزَوَّجَهَا لِيَحْلِلَهَا لِلْأَوَّلِ، وَهُوَ مُثَابِّ مَا جُوزَ فِي ذَلِكَ۔ (۱۲)

یعنی، اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا: وہ مرد اگر کسی عورت سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہے کہ وہ عورت کو اول کے لئے حلال کر دے تو اسے اس میں اجر و ثواب ملے گا۔

اور امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

وَيَكُونُ الرَّجُلُ مَا جُوزَ لِقَصْدِهِ الْإِصْلَاحَ۔ (۱۳)

یعنی، مرد کو کسی کا گھر بسانے کے قصد کی وجہ سے اجر ملے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے لئے ہمبستری شرط ہے

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی ہے یا ہمبستری ضروری ہے؟ بینوا بالبرہان و توجروا عند الرحمن

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

۱۲۔ البناۃ شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل بہ المطلقة، ص ۴۸۱

۱۳۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل بہ المطلقة، ص ۳۵

حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی نہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ مَّ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ﴾ (۱۴)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے

پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

پہلی دلیل:

اس آیہ کریمہ میں ”تَنْكِحَ“ یعنی، لفظ نکاح مذکور ہے اور یہاں نکاح بمعنی جماع ہے۔ کیونکہ فرمان ہے نکاح کرے دوسرے شوہر سے، اور دوسرا شخص شوہر جیسی ہوگا کہ اس سے صحیح عقد کرے اور عقد کے معنی تو لفظ زواج کے اطلاق سے حاصل ہو گئے لہذا آیہ کریمہ کا مطلب یہی ہوگا کہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح کے بعد دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

اگر لفظ ”تَنْكِحَ“ سے بھی عقد نکاح ہی مراد لیا جائے تو کلام میں صرف تاکید ہوگی کیونکہ عقد کے معنی لفظ ”زواج“ سے بھی حاصل ہو رہے ہیں حالانکہ کلام کوتا سیس پر محمول کرنا رائج ہے لِأَنَّ الْإِفَادَةَ خَيْرٌ مِنَ الْإِعَادَةِ۔ (افادہ اعادہ سے بہتر)

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسن بن عبدالکریم بزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں:

أَنَّ النِّكَاحَ يُذَكَّرُ وَيُرَادُّ بِهِ الْوَطْءُ وَهُوَ أَصْلُهُ (۱۵)

یعنی، نکاح کبھی ذکر کیا جاتا ہے اور اس سے وطی (ہمبستری) مراد لی جاتی ہے اور یہ اس کی (لغت میں) اصل ہے۔

اس لئے آیہ کریمہ میں مذکور ”تَنْكِحَ“ سے جماع اور ”زَوْجًا“ سے عقد نکاح مراد ہوں گے۔ اور معنی یہ ہوں گے تین طلاق کے بعد وہ عورت اپنے سابق شوہر کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے بعد عقد صحیح مقاربت (ہمبستری) نہ کرے۔

۱۴۔ البقرة: ۲۳۱/۲

۱۵۔ أصول فخر الإسلام البزدوی مع شرحه كشف الأسرار، المجلد (۱)، باب معرفة أحكام

الخصوص، ص ۱۳۳

عربی لغت کے امام علامہ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل ابن النحاس متوفی ۳۳۸ھ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَحَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ النِّكَاحَ هَاهُنَا الْجَمَاعُ وَكَذَلِكَ أَصْلُهُ فِي اللُّغَةِ (۱۶)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیا کہ یہاں نکاح (بمعنی) جماع ہے اور اسی طرح لغت میں اس کی اصل ہے۔

لہذا حلالہ میں زوج ثانی کا جماع کرنا شرط ہے کیونکہ قرآن نے سابق شوہر کے لئے مُطْلَقہ ثلاثہ کے حلال ہونے کے لئے ”وَحَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ“ کی شرط لگائی ہے اور حضور ﷺ نے واضح اور صریح الفاظ میں نکاح کا معنی و مطلب قُرْبَت و جماع قرار دیا ہے کیونکہ جب حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ جسے رفاعہ نے تین طلاقیں دی تھیں پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا تھا اور وہ وظیفہ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ نکلے تو وہ اپنے سابق شوہر سے نکاح کرنا چاہتی تھیں انہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے سابق شوہر رفاعہ قرظی سے اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتیں جب تک تم اور تمہارے شوہر وظیفہ زوجیت کی لذت نہ پالو۔

دوسری دلیل:

اب بھی اگر کوئی کہے جماع کا شرط ہونا آیت کریمہ سے ثابت نہیں تو اسے کہا جائے گا کہ زوج ثانی کا مقاربہ کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جن سے زیادتی علی الکتاب جائز ہے، چنانچہ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَحَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ سے نہیں تو حدیث عسیلہ سے (۱۷)

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین بزدوی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں، پس حلالہ

۱۶۔ إعراب القرآن، المجلد (۱)، شرح إعراب، سورة البقرہ (۲/۲۳۰)، ص ۱۱۵

۱۷۔ المنار مع شرحه جامع الأسرار، المجلد (۱)، ص ۱۳۷

کے لئے دخول کا شرط ہونا خبر مشہور کی زیادت سے ثابت ہوا اور اس کی مثل سے زیادہ علی الکتاب کا احتمال ہوتا ہے۔ (۱۸)

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ"۔ (۱۹)

یعنی، ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے (یعنی مقاربت نہ کر لے)۔

اور امام بخاری نے اسی باب میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ

أَنَّ امْرَأَةً رَفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ رَفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبِتَّ طَلَاقِي، وَأَنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْقُرْظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رَفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتِكَ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ" (۲۰)

یعنی، رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی

۱۸۔ اصول فخر الإسلام البزدوی مع شرحه كشف الأسرار: ۱۳۷/۱

۱۹۔ صحيح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، الحديث: ۵۲۶۱، ص ۴۱۳

۲۰۔ صحيح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص ۴۱۲،

اور حضور ﷺ سے اس نے عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، عدت گزرنے کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر قرظی سے نکاح کر لیا اور ان کے پاس تو صرف کپڑے کی مانند ہے (یعنی ان میں وطی کی صلاحیت نہیں ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شاید تو دوبارہ رفاعہ کی زوجیت میں آنا چاہتی ہے، نہیں آسکتی، یہاں تک کہ تو اس سے لطف اندوز ہو اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوں۔ (یعنی دوسرا شوہر تجھ سے ہمبستری کرے)۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۱) روایت کرتے ہیں اور ان سے علامہ ابن کثیر (۲۲) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَيَتَزَوَّجُهَا آخَرُ، فَيُغْلِقُ الْبَابَ، وَيُرْجِي السِّتْرَ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، هَلْ تَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ فَقَالَ: لَا، حَتَّى يَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ

یعنی، حضور ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی، پھر اس عورت سے دوسرے مرد نے نکاح کیا، پھر اندر لے جا کر دروازہ بند کیا، پردہ گرایا پھر ہمبستری کرنے سے قبل طلاق دے دی تو کیا وہ عورت پہلے شوہر کے حلال ہوگئی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں، یہاں تک کہ دوسرا شوہر عسیلہ کو چکھے (یعنی ہمبستری کرے)۔

اور احادیث مبارکہ میں وارد لفظ ”عسیلہ“ سے مراد ”جماع“ ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۳) روایت کرتے ہیں اور ان سے حافظ نور الدین ہاشمی متوفی

۲۱۔ المسند، المجلد (۲)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ص ۲۵

۲۲۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۸)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، رزن بن سلیمان الأحمری عنہ، ص ۱۰۵، الحديث: ۱۸۹

نقل کرتے ہیں: ۸۰۷ھ (۲۴)

عن عائشة: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الْعُسَيْلَةُ هِيَ الْجِمَاعُ
یعنی، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا کہ ”عُسَیلہ“ سے مراد جماع (ہمبستری) ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ہمبستری کی شرط ہونے کی حدیث کو
مختلف نواسناد کے ساتھ ”صحیح مسلم“ (۲۵) میں..... اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی
۲۷۹ھ نے ”جامع ترمذی“ (۲۶) میں..... اور امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی
۲۷۳ھ نے دو مختلف سندوں کے ساتھ ”سنن ابن ماجہ“ (۲۷) میں..... اور امام ابو
عبد الرحمن بن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے پانچ مختلف اسناد کے ساتھ ”سنن
نسائی“ (۲۸) میں..... اور امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے ”الموطا“ (۲۹) میں
روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، امام علی بن عمر دارقطنی، امام ابو بکر احمد
بن حسین بیہقی اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی مؤلفات میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابن
عمر، انس، رمیصاء، غمیصاء، اور ابو ہریرہ کی روایات بھی ہیں اور حدیث عائشہ حسن صحیح ہے۔
شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ائمہ سنیہ

۲۴۔ مجمع الزوائد، المجلد (۴)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۳) منی تحل المبتوتۃ؟ ص ۴۴۵،

الحدیث: ۷۷۹۸

۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب (۱۷) لا تحل المطلقة ثلاثاً الخ، ص ۵۳۷، الحدیث: ۱۴۳۳

۲۶۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۲۶) ما جاء فی من يطلق امرأته ثلاثاً الخ،

ص ۱۹۵-۱۹۶، الحدیث: ۱۱۱۸

۲۷۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۳۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً الخ،

ص ۴۵۹-۴۶۰، الحدیث: ۱۹۳۲-۱۹۳۳

۲۸۔ سنن النسائی، المجلد (۳)، الجزء (۶)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۱۲) احلال المطلقة ثلاثاً و

النکاح الذي يحلها به، ص ۱۲۸-۱۴۹، الحدیث: ۳۴۰۸ تا ۳۴۱۲

۵۸۲، الحدیث: ۱۹۶، ص ۱۹۶، الحدیث: ۵۸۲

نے اپنی کُتب میں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اور یہ حدیث روایات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے محدثین کی ایک جماعت نے سوائے ابوداؤد کے امام زہری از عروۃ از عائشہ صدیقہ روایت کیا ہے۔ ملخصاً (۳۰)

یہ حدیث عبارت النّص سے جماع کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اور عبارت النّص سے مراد ہے کہ لفظ معنی پر دلالت کرے اور کلام کو اسی معنی پر دلالت کرنے کے لئے لایا گیا ہو۔

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کے بتانے کے لئے یہ کلام فرمایا کہ دوسرے شوہر کا محض عقد نکاح کر لینا پہلے شوہر کی خاطر حلال ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے شوہر کے لئے شرط ہوگی کہ وہ عورت سے جماع کرے۔ حدیث شریف میں دونوں کے ایک دوسرے کے شہد چکھنے کا ذکر ہے جس سے مراد جماع و مقاربت ہے۔ لہذا حلالہ کے لئے جماع کا شرط ہونا مشہور حدیث سے عبارت النّص کے ذریعے ثابت ہے۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

فَكَانَ الْحَدِيثُ عِبَارَةً فِي اشْتِرَاطِ وَطْئِهِ لِلتَّحْلِيلِ (۳۱)

یعنی، پس یہ حدیث حلالہ کے لئے ہمبستری کے شرط ہونے کے لئے ”عبارۃ النّص“ ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُ عِبَارَةٌ فِي اشْتِرَاطِ وَطْئِهِ فِي التَّحْلِيلِ لِكَوْنِهِ مَسْئُوقًا لَهُ (۳۲)

یعنی، یہ حدیث حلالہ میں ہمبستری کے شرط ہونے میں ”عبارۃ النّص“ ہے کیونکہ اسے اسی کے بیان میں لایا گیا۔

اگر محض عقد نکاح سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کو کافی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ

۳۰۔ البناہ، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به مطلقۃ الخ، ص ۴۷۶

۳۱۔ فتح الغفار بشرح المنار، حکم المعاض، ص ۲۸

۳۲۔ نسائم الأسفار علی إفاضة الأنوار شرح المنار، بحث المعاض، ص ۲۱

تمیمہ بنت وہب کو رفاعہ قرظی سے نکاح کی اجازت دے دیتے اور نکاح کی اجازت شوہر ثانی کے جماع کے ساتھ مشروط نہ فرماتے۔

نوٹ: رفاعہ میں اختلاف ہے، کہا گیا کہ وہ رفاعہ بن شموال ہیں اور کہا گیا رفاعہ بن وہب اسی طرح ان کی بیوی کے نام میں بھی اختلاف ہے، پس ان کے نام میں چند اقوال ہیں سہیمہ، تمیمہ، رمصیاء، غمیصاء۔ (۳۳)

اور امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَىٰ هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَنَّهَا لَا تَحِلُّ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَامِعَ الزَّوْجِ الْآخَرَ۔ (۳۴)

یعنی، علماء صحابہ وغیرہم کا عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر نے جماع نہ کیا ہو۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ فرماتے ہیں:

لَا تَحِلُّ الْمُطَلَّقةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَيَطْأَهَا ثُمَّ يُفَارِقَهَا، وَتَنْقُضِيَ عِدَّتُهَا۔ (۳۵)

یعنی، مطلقہ ثلاثہ، طلاق دینے والے کے لئے اس وقت حلال ہوگی جب وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے وطی (جماع) کرے وہ پھر اس سے طلاق دے اور عدت گزارے ورنہ حلال نہ ہوگی۔

۳۳۔ البناء شرح الہدایہ، المجلد (۵) کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل بہ المطلقۃ الخ ص ۴۷۷

۳۴۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۲۶) ما جاء فی من يطلق امرأته ثلاثاً الخ،

تیسری دلیل:

جماع کے شرط ہونے کی ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے، چنانچہ امام علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری ۷۳۰ھ لکھتے ہیں:

فَبِإِنْ الْمُتَقَدِّمِينَ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ ثَابِتٌ بِالْحَدِيثِ وَ إِبْتِائُهُ بِالْكِتَابِ
تَخْرِيجُ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ (۳۶)

یعنی، پس بے شک مُتَقَدِّمِین علماء اس پر متفق ہیں کہ حلالہ میں دُخول حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کتاب اللہ سے اثبات بعض متاخرین علماء کی تخریج ہے۔

پھر بھی کوئی نہ مانے تو اُسے کہا جائے گا کہ جماع کا شرط ہونا آیت سے ثابت ہے اور اس کی دلیل پوری اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ جماع کے معنی آیہ کریمہ سے ثابت ہیں، چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

فَبِإِنْ قَالَ: فَإِنَّ ذِكْرَ الْجَمَاعِ غَيْرُ مَوْجُودٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَمَا الدَّلَالَةُ عَلَى مَعْنَاهُ مَا قُلْتُ؟ قِيلَ: الدَّلَالَةُ عَلَى ذَلِكَ إجماعُ الْأُمَّةِ جَمِيعًا عَلَى أَنَّ ذَلِكَ مَعْنَاهُ (۳۷)

یعنی، پس اگر کہا کہ بے شک جماع کا ذکر کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے تو جو معنی تم نے بتائے اس پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس پر دلیل پوری اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ آیت کے یہی معنی ہیں۔

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم بزدوی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں:

۳۶۔ کشف الأسرار عن أصول فروع الإسلام البزدوی، المجلد (۱)، باب معرفة أحكام المعصوم، ص ۱۳۷

۳۷۔ جامع البيان في تفسير القرآن، المجلد (۲)، سورة البقرة، تحت قوله تعالى: ﴿فَلَا تَجْلُ لَهَا﴾ الآية، ص ۲۹۱

وَبَيَّنَ شَرْطُ الدُّخُولِ بِهِ بِالْإِجْمَاعِ وَ مِنْ صِفَتِهِ التَّحْلِيلُ (۳۸)
یعنی، حلالہ میں دُخول کا شرط ہونا اجماع سے ثابت ہے اور اس کی
صفت سے تحلیل ہے۔

مزید یہ کہ شوہر اول کے ساتھ دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ کی شرط شوہر کو زجر و توبیخ
کرنے کے لئے رکھی گئی ہے اور حلالہ میں اگر صرف نکاح کافی ہو تو مقصود حاصل نہ ہوگا،
چنانچہ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری لکھتے ہیں کہ عورت کے حلال
ہونے کو اس شرط کے ساتھ مقید کرنے سے مقصود شوہر کو طلاق سے زجر کرنا ہے:
وَمَعْلُومٌ أَنَّ هَذَا الزَّجْرَ إِنَّمَا يَحْصُلُ بِتَوْقِيتِ الْحِلِّ عَلَى الدُّخُولِ،
فَأَمَّا مُجَرَّدُ الْعَقْدِ فَلَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ نَفَرَةٌ فَلَا يَصْلَحُ جَعْلُهُ مَانِعًا وَ
زَاجِرًا (۳۹)

یعنی، اور یہ معلوم ہے کہ یہ زجر اسی وقت حاصل ہوگا جب اول کے
لئے عورت کے حلال ہونے کو شوہر ثانی کے دُخول کرنے کے ساتھ
مقید کیا جائے۔ باقی رہا خالی عقد نکاح تو اس میں نفرت کی زیادتی
نہیں ہے اس لئے وہ زاجر اور مانع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

لہذا قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مُطْلَقہ ثلاثہ کے شوہر اول پر حلال
ہونے کے لئے شوہر ثانی کا صرف عقد نکاح کرنا کافی نہیں بلکہ بعد نکاح صحیح، جماع بھی
شرط ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے لئے انزال شرط نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف دخول شرط ہے یا انزال بھی ضروری ہے؟ بینوا وتوجروا عند اللہ

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

حلالہ کے لئے دخول ضروری ہے انزال ضروری نہیں، حدیث شریف میں ہے، ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس عورت نے عدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا پھر اس نے بھی طلاق دی تو اس عورت نے پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہا تو اس عورت کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ" یعنی، کیا وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہے.....؟ آپ نے فرمایا، نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكَ وَ تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ (۴۰) یعنی، تو اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے۔

انزال شرط نہ ہونے کی وجہ:

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حلالہ کے لئے انزال شرط نہیں کیونکہ انزال

۴۰۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أحاز الطلاق الثلاث، ص ۴۱۲،

کمال دُخول یا مبالغہ فی الدُخول ہے اور نص مُطلق ہے اس میں کمال یا مبالغہ کی قید لگانا درست نہیں کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی قید بلا دلیل ثابت نہیں ہوتی اور اس قید (یعنی کمال کی قید) پر کوئی دلیل نہیں۔ اور دلیل تو انزال کے عدم لزوم (یعنی لازم نہ ہونے) پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے لفظ ”عُسَيْلَة“ فرمایا جو ”عُسْلَة“ کی تصغیر ہے۔ اور مرد کے جماع کی مٹھاس کو پہنچنے سے کنایہ ہے اور مٹھاس دُخول سے حاصل ہو جاتی ہے تو یہ دُخول کی لذت انزال جو کمال لذت ہے کی تصغیر ہو گئی۔ اور لذت جماع کے ساتھ انزال سے قبل ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ انزال سے تو لذت زائل ہوتی ہے اور رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے انزال شرط نہیں ہے۔ (۴۱)

لہذا حلالہ کے لئے دُخول شرط ہے انزال شرط نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا

میں کوئی فرق نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُطلقہ ثلاثہ مدخول بہا تو اپنے شوہر پر بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔ غیر مدخول بہا بلا حلالہ شرعیہ حلال ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا و تو جروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

عورت کو نجاعت کے بعد تین طلاقیں کسی طرح بھی دی گئی ہوں یا مجاعت سے قبل بیک لفظ تین طلاقیں دی گئی ہوں یعنی مُطْلَقَہ ثلاثہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا دونوں کے شوہر اول سے نکاح کا جواز حلالہ شرعیہ سے مشروط ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا جماع کرنا شرط ہے۔

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

لَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ كَوْنِ الْمُطْلَقَةِ مَدْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَدْخُولٍ
بِهَا لِصَرِيحِ إِطْلَاقِ النَّصِّ۔ (۴۲)

یعنی، صریح اطلاق نص کی بناء پر مُطْلَقَہ ثلاثہ کے نکاح کا جواز حلالہ سے مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قریب البلوغ کا حلالہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُرَاقِب کا مُطْلَقَہ ثلاثہ سے بعد نکاح جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا یا نہیں۔ نیز شرعاً مُرَاقِب کسے کہتے ہیں؟ بینوا تو جروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

مراہق کی تفسیر میں محقق علی الاطلاق امام ابن حمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

وفسر الصبی المُرَاق فی الجامع فقال: غلام لم يبلغ ومثله
یجامع، وفی "المنافع": المُرَاق الدانی من البلوغ، وقیل: الذی
تتحرك الته و یشتهی الجماع، وفی "فوائد شمس الأئمة": أنه
مقدّر بعشر سنین۔ (۴۳)

یعنی، مُراہق بچے کے بارے میں امام محمد نے فرمایا: مُراہق اس
لڑکے کو کہتے ہیں جو بالغ نہ ہوا ہو اور اُس جیسا لڑکا جماع کر سکے
اور "منافع" میں ہے مُراہق قریب البلوغ کو کہتے ہیں اور کہا گیا
ہے کہ مُراہق اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل متحرک ہوتا
ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور "فوائد شمس الأئمة" میں ہے کہ
اس کی مقدار دس سال ہے۔

مُراہق حلالہ میں بالغ کی مثل ہوتا ہے کیونکہ تحلیل میں نکاح صحیح کے ساتھ دخول
شرط ہے اور وہ (دُخول) اس سے پایا جاتا ہے انزال شرط نہیں کہ وہ تو کمال اور مبالغہ فی
الدُخول ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

والشرط أن تتحرك آلة المُرَاق ویشتهی الجماع وإنما شرط
ذلك لأنه علیه السلام شرط الذوق من الطرفين۔ (۴۴)

یعنی، حلالہ میں مُراہق کی شرط یہ ہے کہ اس کا عضو تناسل متحرک ہوتا
ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور یہ شرط صرف اس لئے لگائی گئی کہ
نبی ﷺ نے حدیث عسلیہ میں طرفین کا لطف اندوز ہونا شرط کیا

ہے۔

۴۳۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۳۴

۴۴۔ البنایۃ شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۷۹

مُراہق کے نکاح سے آزادی کی صورت:

لہذا مُطلّقه ثلاثہ سے نکاح صحیح کے ساتھ جماع سے وہ عورت سابق شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی مگر وہ عورت سابق شوہر سے نکاح اس وقت کر سکتی ہے جب وہ بچہ (مُراہق) کسی کا غلام ہو اور مالک اُسے اُس عورت کو ہبہ کر دے یا اگر وہ آزاد ہے تو وہ فوت ہو جائے۔ کیونکہ بچے کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فلا يقع طلاق الصبی لقوله عليه السلام: "كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا

طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ وَالْمَعْتُوهِ"۔ (۴۵)

یعنی، بچے کی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے،
”ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے، مجنون اور بوہرے کی طلاق کے“۔

بچے کی طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ:

ان کی طلاق جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لیاقت کا دار و مدار تو عقل ممیز پر ہے جب تک عقل ممیز نہ ہو آدمی طلاق کے لائق نہیں حالانکہ بچہ اور معتوہ عدیم العقل ہیں۔
ورنہ اس کے بالغ ہونے کا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ بالغ ہو کر طلاق دے۔

چنانچہ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے باب مَتَى يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ؟ (یعنی بچے کی طلاق کب واقع ہوگی؟) کے تحت بنی قریظہ سے روایت ذکر کی ہے:

أَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ قَرِيبَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا أَوْ

نَبَتٌ عَائَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا أَوْ لَمْ يَنْبِتْ عَائَتُهُ تُرِكَ۔ (۴۶)

یعنی، وہ یوم قرینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے ان میں جو بالغ تھا اسے قتل کر دیا گیا اور جو نابالغ تھا اسے چھوڑ دیا گیا۔
امام نسائی کا اس روایت کو باب مَتَى يَقَعُ طَلَاُقُ الصَّبِيِّ؟ میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اور بچے کی طلاق بالغ ہونے کے بعد واقع ہوگی، چنانچہ امام نسائی نے اسی باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں یوم اُحد میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوہ اُحد میں شرکت کی اجازت نہ دی اور اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ پھر میں یوم خندق میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوہ خندق میں شریک ہونے کی اجازت دے دی اور اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔ (۴۷)
امام نسائی کا اس روایت کو مذکور باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ بالغ ہونے پر ہی طلاق کا اہل ہوتا ہے اور بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اس کی حد پندرہ (۱۵) سال ہے۔

لہذا اُمّ ابیہ کا، مُطْلَقہ ثلاثہ سے بعد نکاح صحیح کے، جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا۔ مگر اس میں طلاق کی اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے بلوغ سے قبل اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نکاح بشرط حلالہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم احناف کے نزدیک بشرط تحلیل کیا گیا نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مخالفین کہتے ہیں کہ حلالہ کے لئے کیا گیا نکاح اصلاً نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ اگر حلالہ کا نکاح جائز ہوتا تو ان پر لعنت نہ کی جاتی۔ مفصل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

حدیث شریف میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ لَهُ۔ (۴۸)

یعنی، بے شک نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث سے نکاح بشرط حلالہ کا باطل ہونا ثابت نہیں ہوتا:

اس حدیث سے نکاح بشرط التحلیل (یعنی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے) کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ نکاح کا باطل ہونا۔ اور جو لوگ اس حدیث کے ذریعہ نکاح حلالہ کا باطل ہونا ثابت کرتے ہیں ان کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أما الاعتراض فممنشؤه عدم معرفة إصطلاح أصحابنا وذلك

أنهم لا يطلقون إسم الحرام إلا على منع ثبت بقطعي فإذا ثبت

بظني سمي مكرهاً وهو مع ذلك سبب للعقاب۔ (۴۹)

۴۸۔ سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۶) النکاح، باب (۱۶) فی التحلیل، ص ۳۸۸، الحدیث: ۲۰۷۶۔

۴۹۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۳۴۔

یعنی، مگر اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ہمارے اصحاب کی اصطلاح کی معرفت نہیں، اصطلاح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب لفظ حرام کا اطلاق صرف اسی فعل پر کرتے ہیں کہ جس سے منع دلیل قطعی سے ثابت ہو اور جس فعل سے منع دلیل ظنی سے ثابت ہو اسے مکروہ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ عقاب کا سبب ہے۔

دلیل:

یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے لہذا مذکور دلیل ظنی دلیل ہے قطعی نہیں ہے اس لئے اس دلیل کی بناء پر عقد باطل نہیں ہوگا کیونکہ شرط سے عقد باطل نہیں ہوتا بلکہ شرط خود باطل ہو جائے گی۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أن شرط التحليل يبطل و يصح النكاح۔

یعنی، شرط تحلیل باطل ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

عقود کی دو قسمیں:

آگے لکھتے ہیں:

لا شك أنه شرط في النكاح لا يقتضيه العقد والعقود في مثله

على قسمين منها ما يفسد العقد كالبيع ونحوه ومنها ما يبطل

فيه الشرط و يصح هو فيجب بطلان هذا۔ (۵۰)

یعنی، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسی شرط ہے کہ عقد نکاح

جس کا مقتضی نہیں ہے اور عقود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شرط سے

فاسد ہو جاتے ہیں جیسے تجارت وغیرہ اور دوسرے وہ جن میں شرط

باطل ہو جاتی ہے اور عقد صحیح ہو جاتا ہے (جیسے نکاح وغیرہ) پس اس شرط کا بطلان بھی واجب ہے۔

لہذا شرط تحلیل، عقد نکاح کے عدم انعقاد (یعنی منعقد نہ ہونے) میں مؤثر نہ ہوگی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

حدیث شریف صحت نکاح پر دلیل ہے:

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ (۵۱) اور امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ (۵۲) لکھتے

ہیں:

ولكن يقال: لما سَمَّاهُ مُحْلِلًا دَلَّ عَلَى صِحَّةِ النِّكَاحِ، لِأَنَّ الْمُحْلِلَ هُوَ الْمُثْبِتُ لِلْحِلِّ، فَلَوْ كَانَ فَاسِدًا لَمَا سَمَّاهُ مُحْلِلًا۔
یعنی، اور لیکن کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا ایسا نکاح کرنے والے کو مُحْلِلُ (سابقہ شوہر کے لئے عورت کے نکاح کو حلال کرنے والا) فرمانا، صحت نکاح کی دلیل ہے کیونکہ مُحْلِلُ، حِلِّ کو ثابت کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اگر بشرط تحلیل کیا گیا نکاح فاسد ہوتا ہے تو آپ ﷺ اسے مُحْلِلُ نہ فرماتے۔

ظاہر ہے کہ بشرط تحلیل نکاح کرنے والا مُحْلِلُ (سابقہ شوہر کے لئے عورت کو حلال کرنے والا) اسی وقت ہوگا جب اس کا نکاح صحیح ہو جائے کیونکہ تحلیل کے لئے وطی (ہمبستری) بنکاح صحیح شرط ہے اگر نکاح صحیح نہ ہو تو اس کی وطی عورت کو سابق شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی اور وہ مُحْلِلُ نہیں ہو سکتا۔ جب اُسے مُحْلِلُ فرمایا گیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے اور حلالہ کرنے والا، کروانے والا اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔

۵۱۔ البناء شرح الهدایة، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۸۱

۵۲۔ فتح القدر شرح الهدایة، المجلد (۶)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۸۱

لعنت کی وجہ:

اور یہ بات کہ ایسے نکاح سے حصولِ تحلیل کے باوجود لعنت کیوں کی گئی.....؟ تو اس کے جواب میں شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

لأن إلتماس ذلك هتك للمروءة وإعارة التيس في الوطء لغرض الغير وذيلة، فإنه إنما يطاها ليعرضها لوطء الغير، وهو قلة حمية، ولهذا قال عليه السلام: "هُوَ التَّيْسُ الْمُسْتَعَارُ" (۵۳) یعنی، کیونکہ اس کی طلب مروت کی ہتک (رسوائی) ہے اور وطی میں نر کو دوسرے کی غرض سے مانگ کر لینا رذیل ہے کیونکہ وہ اس عورت سے صرف اس لئے وطی (ہمبستری) کرتا ہے تاکہ وہ اسے دوسرے کی وطی کے لئے حلال کر کے پیش کرے اور یہ قلتِ غیرت ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اسے "تَيْسُ الْمُسْتَعَارُ" (یعنی مانگا ہوا بکرا) فرمایا ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ اور متعہ میں فرق

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے اہل تشیع متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور اہلسنت حضرات حلالہ کو جائز کہتے ہیں؟ گویا دونوں ایک طرح سے وقتی نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ برائے کرم حلالہ اور

مُنعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرق بیان کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

نکاح کے اصطلاحی معنی:

حلالہ شرعاً نکاح ہی ہے اور شریعت مطہرہ میں نکاح اس مخصوص عقد کا نام ہے جو بالقصد مفیدِ ملکِ منعہ ہو یعنی اس کے ذریعہ مرد کا عورت سے نفع حاصل کرنا جائز ہو جائے۔ شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

العقد الشرعی الذی یوجب حلّ المرأة بنفسه۔ (۵۴)

یعنی، نکاح ایک شرعی عقد ہے جو بنفسہ عورت کے حلال ہونے کو واجب کرتا ہے۔

نکاح کی ایک شرط یہ بھی ہے:

پھر نکاح کی شرائط میں سے ہے کہ یہ عقد نکاح دو عاقل بالغ گواہوں کے سامنے ہو اگر نکاح دو مسلمانوں کا ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ﴾ (۵۵)

ترجمہ: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (کنز الایمان)

اور عورت، جس سے نکاح کیا جا رہا ہے وہ محرمات میں سے نہ ہو اور غیر مسلم یا غیر کتابیہ نہ ہو وغیرہ۔

۵۴۔ البناۃ شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب النکاح، ص ۶

۵۵۔ النساء: ۱۴۱/۴

اور حلالہ جب نکاح ہی ہے تو اسے حلالہ کیوں کہتے ہیں؟
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح مُطلقہ ثلاثہ کو جو اپنے شوہر پر حرام ہوتی ہے، سابقہ شوہر کے واسطے حلال کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس نکاح کو حلالہ کہا جاتا ہے۔

مُتَعہ کسے کہتے ہیں؟

اور مُتَعہ کے متعلق علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

هو أن يقول لامرأة أتمتع بك كذا مدة بكذا من المال۔ (۵۶)

یعنی، مُتَعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنے مال کے بدلے اتنی مدت کے لئے مُتَعہ کرتا ہوں۔

امام ابن حمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں مُتَعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنی مدت مثلاً دس دن یا چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرتا ہوں یا یوں کہنا کہ مجھے اپنے آپ سے چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرنے دے یا مدت ذکر نہ کرے۔

نکاح موقت اور مُتَعہ میں فرق:

اور پھر نکاح موقت اور مُتَعہ میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں شیخ الاسلام نے فرمایا نکاح موقت اور مُتَعہ میں فرق یہ ہے کہ نکاح موقت میں لفظ نکاح اور شادی ذکر کیا جاتا ہے اور مُتَعہ میں، میں مُتَعہ کرتا ہوں، یا مُتَعہ طلب کرتا ہوں، یعنی ہر وہ لفظ ذکر کیا جاتا ہے جو مُتَعہ کے مادہ پر مشتمل ہو، اور ہر وہ لفظ بولا جاتا ہے جس سے مُتَعہ میں گواہوں کا لازم نہ ہونا اور تعیین مدت ظاہر ہو، اور نکاح موقت میں گواہ ہوتے ہیں اور مدت مقرر ہوتی ہے۔ (۵۷)

شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض

۵۶۔ الہدایۃ، المجلد (۱-۲)، الجزء (۱)، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ص ۱۲۲

نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مُتْعہ ایک مُدّت کے لئے عقد ہوتا ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور بغیر طلاق کے انقطاع ہو جاتا ہے۔ (۵۸)

فقہ جعفریہ کی روشنی میں مُتْعہ:

اور فقہ جعفریہ کی روشنی میں جس عورت سے نفسانی خواہش پوری کرنی مقصود ہو اس سے مُتْعہ کر لیا جائے اور مُتْعہ کا رُکن یہ ہے کہ عورت سے مُدّت اور وقت کا تعین کیا جائے کہ کتنے پیسوں کے عوض وہ عورت کتنی مُدّت کے لئے اپنا جسم حوالے کرے گی۔ وقت پورا ہو جانے کے بعد مُتْعہ از خود ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔ ممتوعہ (مُتْعہ کی گئی) عورت کے لئے مسلمان یا اہل کتاب ہونا ضروری نہیں۔ مجوسی عورت سے بھی مُتْعہ کیا جاسکتا ہے۔ عقدِ مُتْعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ممتوعہ عورتوں میں تعداد کی کوئی حد ہے۔ حتیٰ کہ بیک وقت سو عورتوں سے بھی مُتْعہ کیا جاسکتا ہے۔ ممتوعہ (مُتْعہ کی گئی) عورت وراثت کی حقدار نہیں ہوتی۔ نہ ہی مُتْعہ کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔

جمیع اُمتِ مسلمہ کے نزدیک مُتْعہ حرام ہے اور اہل تشیع کے ہاں جائز بلکہ ثواب ہے۔

مُتْعہ اور نکاح میں فرق یہ ہے:

- ۱۔ اہل تشیع کے ہاں مُتْعہ کے رُکن، مُدّت کا تعین اور اُجرت کا تعین ہیں، چنانچہ شیعہ مصنف ابو جعفر محمد بن طوسی نے لکھا ”ذرا رہ نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا مُتْعہ صرف دو چیزوں سے منعقد ہوتا ہے مُدّت کا تعین اور اُجرت کا تعین ہو“۔ (۵۹)

۵۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۹)، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۳) نکاح الممتعة الخ، ص ۱۵۵، الحدیث: ۱۱ (۱۳۰۴)

۵۹۔ تہذیب الأحکام، المجلد (۷)، ص ۴۶۲

جبکہ نکاح کے رکن ایجاب و قبول ہیں۔ جیسا کہ کُتُب فقہ میں مذکور ہے: ینعقد بایجاب و قبول یعنی، نکاح ایجاب اور قبول سے منعقد ہو جاتا ہے۔

۲۔ ان کے ہاں مُتْعہ کا انعقاد لفظِ مُتْعہ اور ہر اس لفظ سے بھی ہوتا ہے جو مادۃ مُتْعہ کو شامل ہو۔ جیسا کہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کیا کہ ”ابو عمر کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے مُتْعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی! میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے مُتْعہ کرتا ہوں“۔ (۶۰)

جبکہ نکاح کا انعقاد صرف لفظِ نکاح، لفظِ تزویج اور ان الفاظ سے درست ہوتا ہے، جو فی الحال تملیکِ عین کے لئے موضوع ہوں (یعنی فی الحال عین چیز کے مالک ہونے کے لئے رکھے گئے ہو) کما فی کُتُب الفقہ

۳۔ مُتْعہ میں عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا کہ ”منصور بن صقیل سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ”مجوسی (آتش پرست) عورت سے مُتْعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں“۔ (۶۱)

جبکہ نکاح کے لئے عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری ہے کہ مشترکہ عورت سے نکاح نہیں ہوتا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ تُؤْمِنَ﴾ (۶۲)

ترجمہ: شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو

جائیں۔ (کنز الایمان)

۴۔ عقدِ مُتْعہ مدت پوری ہونے پر خود بخود ختم ہو جاتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابو جعفر نے لکھا کہ ”محمد بن اسماعیل کہتے ہیں میں نے ابو الحسن رضا

۶۰۔ الفروع فی الکافی، المجلد (۵)، ص ۴۵۵

۶۱۔ الاستبصار، المجلد (۳)، ص ۱۴۴

۶۲۔ البقرة: ۲۲۱/۲

علیہ السلام سے پوچھا کیا اس سے بغیر طلاق علیحدگی ہو جاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا
ہاں۔ (۶۳)

جبکہ نکاح کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی
۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

والنکاح لا ینعقد إلا مؤبداً۔ (۶۴)

یعنی، نکاح نہیں منعقد ہوتا مگر ہمیشہ کے لئے۔

اس لئے وہ خود بخود ختم نہیں ہوتا جب تک وہ اسباب نہ پائے جائیں جنہیں
شریعت مطہرہ نے نکاح ختم کرنے کے لئے مقرر کیا ہے جیسے طلاق اور وفات وغیرہما۔

۵۔ عقدِ متعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ امام ابن ہمام حنفی نے
”فتح القدیر“ میں لکھا جس کا بیان مندرجہ بالا سطور میں گذرا جبکہ نکاح میں
دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشَهِودٍ (۶۵)

یعنی، گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

الْبَغَايَا اللَّاتِي يُنْكَحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ۔ (۶۶)

یعنی، زانیہ عورتیں وہ ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہوں کے کریں۔

۶۔ متعہ میں عورتوں کی کوئی حد نہیں حتیٰ کہ بیک وقت ستر یا اس سے زیادہ عورتوں
سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا ”زرارہ کہتے ہیں ابو
عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کیا متعہ چار عورتوں سے کیا جاسکتا ہے؟ انہوں

۶۳۔ الاستبصار، المجلد (۳)، ص ۱۵۱

۶۴۔ البناية شرح الهداية، المجلد (۵)، کتاب النکاح، ص ۱۱

۶۵۔ الهداية، المجلد (۱-۲)، الجزء (۱)، کتاب النکاح، ص ۲۰۶

۶۶۔ جامع ترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۱۵) ما جاء لا نکاح إلا ببينة، ص ۱۸۴،
الحديث: ۱۱۰۳

نے کہا کہ مٹعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کرلو۔ (۶۷)
 جبکہ نکاح میں بیک وقت صرف چار عورتیں رہ سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:
 ﴿فَانِكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَ ثَلَاثًا وَ رُبْعًا﴾ (۶۸)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں، دو دو تین تین
 اور چار چار۔ (کنز الایمان)

۷۔ مٹعہ میں فریقین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے
 لکھا کہ ”مٹعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی“۔ (۶۹)
 جبکہ نکاح میں فریقین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔ فرمان الہی ہے:
 ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ
 فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ﴾ (۷۰)
 ترجمہ: اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا
 ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں
 سے تمہیں چوتھائی ہے۔ (کنز الایمان)

اور فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ
 لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ﴾ (۷۱)

ترجمہ: اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے
 اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے

۶۷۔ الاستبصار، المجلد (۳)، ص ۱۴۷

۶۸۔ النساء: ۳/۴

۶۹۔ الاستبصار، المجلد (۳)، ص ۱۴۷

۷۰۔ النساء: ۱۲/۴

آٹھواں۔ (کنز الایمان)

۸۔ عقدِ مُتْعہ ایک معینِ مُدّت کے لئے ہوتا ہے اور اس میں اضافہ کا اختیار رہتا ہے جیسا کہ ابو جعفر ثقی نے لکھا کہ ”محمد بن نعمان نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا تم عورت سے کہو کہ عقد ایک معینِ مُدّت تک ہے۔ پھر اگر میں نے چاہا تو اس مُدّت میں اضافہ کروں گا اور تم بھی اضافہ کر دینا“۔ (۷۲)

جبکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو دوام (ہیشگی) کے لئے وضع کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُنَّ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (۷۳)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں نہ پسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنز الایمان)

پھر اگر چہ وہ نکاح کے فوراً بعد ہی ختم کر دیا جائے جیسے طلاق وغیرہ سے یا کسی وجہ سے ختم ہو جائے جیسے وفات سے۔

۹۔ مُتْعہ والی عورت خرچہ کا حق نہیں رکھتی جیسا کہ خمینی نے مُتْعہ کے احکام میں لکھا کہ ”مُتْعہ والی عورت اگر چہ حاملہ ہو جائے خرچہ کا حق نہیں رکھتی“۔ (۷۴)

جبکہ منکوحہ نفقہ کا حق رکھتی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ط وَمَنْ قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ط﴾ (۷۵)

۷۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ، المجلد (۳)، ص ۲۹۴

۷۳۔ النساء: ۱۹/۴

۷۴۔ توضیح المسائل، ص ۳۲۹

۷۵۔ الطلاق: ۷/۶۵

ترجمہ: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ ہو گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا۔ (کنز الایمان)

اور حاملہ ہو تو بھی اس کو نفقہ دینے کا حکم ہے خواہ اس کو طلاق رجعی دی گئی ہو یا بائن۔ قرآن میں ہے:

﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٌ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (۷۶)

ترجمہ: اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو۔ (کنز الایمان)

۱۰۔ مُتْعہ میں جدائی کی صورت میں عدت نہیں ہوتی، ابو جعفر کلینی نے لکھا کہ ”ابو عمر کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے مُتْعہ کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے (مُتْعہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) کہا اس میں عدت نہیں ہے“۔ (۷۷)

جبکہ نکاح کے بعد طلاق وغیرہ سے جدائی کی صورت میں مدخول بہا پر عدت لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (۷۸)

ترجمہ: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (کنز الایمان)

اور غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا﴾ (۷۹)

۷۶۔ الطلاق: ۶/۶۵

۷۷۔ الفروع فی الکافی، المجلد (۵)، ص ۵۰۶

۷۸۔ البقرة: ۲۲۸/۲

ترجمہ: پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ
عدت نہیں جسے گنو۔ (کنز الایمان)

اور جدائی اگر وفات کی صورت میں ہو تو بھی عدت لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن
میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَزَرُونَ أَرْوَاجًا يُتْرَبْنَ
بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور تم میں جو مرے اور پیمیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن
اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (کنز الایمان)

اور اگر عورت حاملہ ہو اور جدائی چاہے طلاق سے ہو یا وفات سے تو بھی عدت
لازم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (۸۱)

ترجمہ: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (کنز الایمان)

۱۱۔ نبی کریم ﷺ نے مٹعہ قیامت تک حرام فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! آج سے قیامت تک کے لئے مٹعہ حرام ہے۔ (۸۲)

دوسری حدیث شریف ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مٹعہ کا حرام ہونا بتاتے

ہوئے فرمایا۔ اے ابن عباس ٹھہرو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن مٹعہ کرنے اور پالتو

گدھوں کو کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ (۸۳)

۸۰۔ البقرة: ۲۳۴/۲

۸۱۔ الطلاق: ۴/۶۵

۸۲۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۳) نکاح المتعة الخ، ص ۵۲۳، الحدیث: ۲۸- (۱۴۰۶)

۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۳) نکاح المتعة الخ، ص ۵۲۳، الحدیث: ۲۲- (۱۴۰۷)

مُتْعہ دو مرتبہ حرام کیا گیا ایک مرتبہ غزوہ خیبر میں جس کا بیان مذکور حدیث میں گزرا اور فتح مکہ میں، مکہ میں داخل ہوتے وقت مُباح کیا گیا پھر نکلنے سے قبل قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مُتْعہ مباح فرمایا پھر ہم ابھی مکہ سے نکلے نہ تھے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے حرام فرما دیا۔ (۸۴)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے مُتْعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے تم میں سے جس کے پاس بھی ان (ممتوعہ عورتوں) میں سے کوئی عورت ہو اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے بھی کچھ نہ لے۔ (۸۵)

خود اہل تشیع کے ہاں مُتْعہ کا ابدی حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی روایت کرتے ہیں کہ ”زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح مُتْعہ کو حرام کر دیا۔“ (۸۶)

جبکہ نکاح قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (۸۷)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔ (کنز الایمان)

اور حدیث شریف میں ہے :

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ (۸۸)

یعنی، نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ

۸۴۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۳) نکاح المتعة الخ، ص ۵۲۲، الحدیث: ۲۲ (۱۴۰۶)

۸۵۔ صحیح مسلم، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۳) نکاح المتعة الخ، ص ۵۲۳، الحدیث: ۲۸ (۱۴۰۶)

۸۶۔ الاستبصار، المجلد (۳)، ص ۱۴۲

۸۷۔ النساء: ۴/۴

۸۸۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۱) ماجاء فی فضل النکاح، ص ۴۱۵،

میرے طریقہ پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ قَدَرَ عَلَى أَنْ يَنْكِحَ فَلَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (۸۹)

یعنی، جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو پھر نکاح نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

تَزَوُّجُوا فَإِنَّ التَّزَوُّجَ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ۔ (۹۰)

یعنی، شادی کرو پس تحقیق شادی کرنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ☆

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

کیا حلالہ عورتوں کے لئے سزا ہے؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض پڑھی لکھی سمجھدار مسلمان عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اسلام نے مُطلقہ ثلاثہ کے لئے اپنے شوہر پر حلال ہونے کے لئے حلالہ کی شرط لگائی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیوی ہی طلاق کا ظلم سہے اور حلالہ کی سزا بھی اُسی کو ملے؟ تو اس کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا تو جروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

۸۹۔ سنن الدارمی، المجلد (۲)، کتاب النکاح، باب الحث علی التزوُّج، ص ۱۱۰، الحدیث: ۱۲۱۶۴

أيضاً البناية شرح الهداية، المجلد (۵)، کتاب النکاح، ص ۵

۹۰۔ البناية شرح الهداية، المجلد (۵)، کتاب النکاح، ص ۵

☆ اس فتویٰ میں کتب شیعہ کے حوالہ جات شرح صحیح مسلم للسعدی (المجلد: ۳) سے ماخوذ ہیں۔

الجواب:

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ عورت کو حلالہ کی سزا بھگتنے اور سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر کس نے جبر کیا؟ نہ قرآن و سنت نے، نہ صحابہ و تابعین نے، نہ ائمہ مجتہدین و علمائے دین نے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق دے کر ایک عرصہ کی رفاقت ختم کر دینے والے شوہر سے دوبارہ رفاقت کی تمنا، خود مُطلَّقه عورت ہی کرتی ہے۔ کوئی اس کو مجبور نہیں کرتا، نہ شریعت، نہ مفتی، نہ قاضی۔ اور عورت کے اپنے خاوند سے رفاقت کے لئے قرآن کی یہ ہدایت اس لئے ہے تاکہ آئندہ نہ عورت جلد بازی کرے طلاق لینے میں اور نہ مرد جلد بازی کرے طلاق دینے میں۔ طلاق دینے میں اکثر میاں بیوی دونوں کے کرٹوتوں کا انجام ہے کیونکہ مرد نے ایک طلاق پر اکتفاء نہیں کیا۔ اس لئے کہ تعلیم اسلامی حاصل نہ تھی یا تعلیمات اسلامی کو اہمیت نہ دی۔ یہ بھی اللہ عز و جل نے کرم فرمایا کہ ایک بار اپنے کرٹوتوں سے ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے تھے اور اس نا فرمانی کے ذریعہ اپنے کرٹوتوں سے انجام کو پہنچنے کے بعد ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ اگر یہ خل نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ زمانہ میں حرام کاری سے بدنام ہوتے اور کبیرہ کے مرتکب ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے جلّت کی راہ بتادی اور متعین فرمادی چاہیے تو تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے مگر انسان ظالم و جاہل ہے کہ اسلام پر، کلام الہی پر اور ذات باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے لگ گیا۔ حد ہو گئی کہ نعمت کو زحمت سمجھا جانے لگا۔ لہذا مرد و عورت ایک دوسرے پر حرام ہونے کے بعد چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا کرم ہو کہ جو ایک ساتھ رہ سکیں تو لاج رکھنے والے نے لاج رکھتے ہوئے یہ حکم فرمایا:

﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ ۙ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۖ ﴾ (۹۱)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے

پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

یعنی، وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے ہمبستری کے بعد طلاق دے اور عدت گزرنے کے بعد اب وہ عورت اپنے سابق شوہر کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔
تو عورت قرآن کی اس ہدایت کو بھی اپنی مرضی سے چاہتی ہے اور قبول کر لیتی ہے۔
اگر یہ قرآنی ضابطہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ظلم ہے تو عورتیں اسے کیوں اختیار کرتی ہیں؟
جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۹۲) اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۹۳) روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، پھر انہوں نے مجھے طلاق دے دی اور طلاق مغلطہ دی تھی پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس تو اس کپڑے کے پلو کی مانند ہے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ لیکن تم اس وقت تک ان سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم عبدالرحمن بن زبیر کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں موجود تھے اور خالد بن سعید بن العاص دروازے پر اپنے لئے اندر آنے کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا، ابوبکر! کیا تم اس عورت کی آواز نہیں سنتے؟ یہ نبی کریم ﷺ کے حضور کس قدر آواز سے گفتگو کر رہی ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۹۲۔ صحیح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۱۷) لا تحل المطلقۃ ثلاثاً حتی تنکح الخ، ص ۳، الحدیث: ۱۱۱ (۱۴۳۳)

حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی کہنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ لفظ حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو پھر ان کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

قرآن مجید میں مُطْلَقہ ثلاثہ کے سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ (۹۴) کے کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں نبی کریم اسے ”أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟“ کے الفاظ سے سوال کیا گیا۔ (۹۵)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے ”كَأَن يَحِلُّ لِي“ کے الفاظ میں سوال کیا۔ (۹۶)

اور آپ ﷺ نے خود ”لَمْ تَحِلَّ لَهُ“ کے الفاظ اپنی مبارک زبان سے ارشاد

۹۴۔ البقرة: ۲۳۱/۲

۹۵۔ صحيح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص ۴۱۳،

الحديث: ۵۲۶۱

أيضاً صحيح مسلم، کتاب (۱۶) النکاح، باب (۱۷) لا تحل المطلقة ثلاثة الخ، ص ۵۳۷، الحديث:

۱۱۴ (۱۴۳۳)

أيضاً الموطا الإمام محمد، کتاب الطلاق، باب المرأة يطلقها زوجها الخ، ص ۱۹۲-۱۹۳

أيضاً سنن الددارقطنی، المجلد (۳)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، حديث: ۳۹۳۲، ص ۲۱

أيضاً السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب الحلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

الخ، ص ۵۵۰، الحديث: ۱۴۹۷۱

۹۶۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب الحلع والطلاق، باب (۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق

الخ، ص ۵۴۷، الحديث: ۱۴۹۵۵

یہی الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمائے۔ (۹۸)
 اور یہی الفاظ حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی متفقہ طور پر: (۹۹) اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے متفقہ طور پر (۱۰۰) اور حضرت عمر ؓ اور حضرت علی ؓ (۱۰۱) اور حضرت انس ؓ (۱۰۲) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۱۰۳) وغیرہم سے مروی ہیں۔

اور تابعین میں حضرت امام جعفر صادق ؓ (۱۰۴) اور حضرت سعید بن مسیب، سعید بن جبیر اور حمید بن عبد الرحمن (۱۰۵) سے مروی ہیں۔

بہر حال ”حلال و حرام“، قرآن و حدیث اور دین و اسلام کی ایک اہم اصطلاح ہے جس کے بارے میں قرآن میں ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ اور احادیث و آثار صحابہ اور اقوال تابعین میں ”أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟“، ”كَأَن يَحِلُّ لِي؟“، ”لَمْ تَحِلَّ لَهُ“،

۹۷۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۳)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۲۷ - ۳۹۲۸، ص ۲۰
 أيضاً السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۴) ماجاء في إمضاء الطلاق الخ، ص ۵۵۰، الحدیث: ۱۴۹۷۰

۹۸۔ مصنف ابن أبي شيبة، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۹) في الرجل، يقول لامرأته: ”أنت طالق الخ“، ص ۲۱، الحدیث: ۷

۹۹۔ سنن أبي داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة الخ، ص ۴۵۰، الحدیث: ۲۱۹۸

۱۰۰۔ شرح معاني الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب (۸) الطلاق، باب (۲) الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۸، الحدیث: ۴۴۸۰

۱۰۱۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۴) ماجاء في إمضاء الطلاق الخ، ص ۵۴۷، الحدیث: ۱۴۹۵۸ - ۱۴۹۵۹

۱۰۲۔ مجمع البحرين في زوائد المعجمين، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب المأتم ثلاثاً الخ، ص ۳۵۵، الحدیث: ۲۳۷۵

۱۰۳۔ مصنف ابن أبي شيبة، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) في الرجل يزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹

۱۰۴۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۳)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، حدیث: ۳۹۷۹، ص ۳۱

۱۰۵۔ مصنف ابن أبي شيبة، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۸) في الرجل يزوج المرأة ثم يطلقها، ص ۱۹

”لَا تَحِلُّ لَهٗ“، ”لَا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ“ کے الفاظ آئے ہیں اس کے معنی (بالترتیب) ”تو اسے حلال نہ ہوگی“، ”کیا اسے حلال ہوگی؟“، ”کیا میرے لئے حلال ہے؟“ اسے حلال نہیں“ اور ”اسے حلال نہ ہوگی“ کے ہیں۔

اب حلالہ کے لفظ کو بے شرمی و بے حیائی قرار دینے اور مذاق اڑانے کی کیا کسی مسلمان کا ایمان اجازت دے گا؟ ہرگز نہیں۔ صرف وہی یہ بات کہے گا جس کے دل میں ایمان و ایقان کی جگہ بے شرمی و بے حیائی نے لے لی ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق کو معلق کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے ہندہ کے بارے میں کہا اگر میں اس سے نکاح کر کے ہمبستری کروں تو اسے تین طلاقیں ہیں حالانکہ اس وقت زید ہندہ دونوں اجنبی تھے پھر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہمبستری بھی ہوئی تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی یا نہیں اگر واقع ہو جائیں گی تو حضور ﷺ کے فرمان ”نکاح سے قبل طلاق نہیں ہوتی“ کا کیا مطلب ہوگا؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

صورت مسئلہ میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت زید پر حرام ہو جائے گی کیونکہ یہ تعلیق ہے اور تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی چیز موقوف ہے اُسے شرط کہتے ہیں۔

جیسے کسی نے اجنبیہ سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے۔ یہاں پر طلاق کا واقع ہونا نکاح کے ہونے پر موقوف ہے۔

تعلیق بالشرط جائز ہے:

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنٰمِنْ فِضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ (۱۰۶)

ترجمہ: ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر

ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم خیرات کریں گے۔ (کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ کے تحت شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

فهذا نظیر: ان تزوجتُ فلانة فهي طالق۔ (۱۰۷)

یعنی، پس یہ نظیر ہے ان تزوجت فلانة فهي طالق (یعنی اگر میں نے فلانی

عورت سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے) کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ إِذَا نَكَحْتُ فَلَانَةً فَهِيَ

طَالِقٌ كَذَلِكَ إِذَا نَكَحَهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَهُوَ

كَمَّا قَالَ۔ (۱۰۸)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب کسی

فحش نے کہا میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو

۱۰۶۔ التوبہ: ۷۵/۹

۱۰۷۔ عمدة القاری، المجلد (۱۴)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۹) لا طلاق قبل النکاح، ص ۲۵۴

۱۰۸۔ الموطا للإمام محمد بن الحسن، کتاب الطلاق، باب الرجل يقول: إذا نكحت فلانة فهي طلاق،

وہ جب اس سے نکاح کرے گا طلاق واقع ہو جائے گی اگر ایک طلاق یا دو یا تین کہی ہوں گی تو اتنی ہی واقع ہوں گی کہ جتنی اس نے کہی ہوں گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

رَوَى عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْمَنْصُوبَةِ: إِنَّهَا تُطَلَّقُ۔ (۱۰۹)
یعنی منصوبہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی قبیلہ یا شہر کی طرف منسوب ہو اس کے لئے مرد کہے اگر میں فلاں قبیلہ یا فلاں شہر کی فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طلاق واقع ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۷۹ھ روایت بیان کرتے ہیں کہ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: إِنْ قُلْتُ، إِنْ تَزَوَّجْتُ فَلَانَةً فَهِيَ كَظَهْرِ أُمِّي، قَالَ: إِنْ تَزَوَّجْتَهَا، فَلَا تَقْرَبُهَا حَتَّى تُكْفِرَ۔ (۱۱۰)

یعنی، قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر میں یہ کہوں اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے تو آپ نے فرمایا (یہ تعلیق صحیح ہے) جب تو اس سے شادی کرے تو ظہار کا گفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے قریب نہ جانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاق ظہار کو نکاح سے مُعلق کرنا درست ہے تو صریح طلاق کو بھی نکاح کے ساتھ مُعلق کرنا درست ہوگا، اگر تعلیق بالنکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے ساتھ مُعلق کرنا) جائز ہے تو تعلیق بالدخول مع النکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے بعد دخول سے مُعلق کرنا) بھی جائز ہے۔

اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ روایت کرتے ہیں قدامہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا، جس نے کہا، ہر عورت جس سے بھی وہ شادی کرے تو وہ طلاق والی ہے اور ہر باندی جسے بھی وہ خریدے تو وہ آزاد ہے، تو آپ نے فرمایا، اگر میں ہوتا تو نہ میں نکاح کرتا اور نہ ہی باندی خریدتا یعنی نکاح سے طلاق اور خریدنے سے باندی آزاد ہو جائے گی۔ (۱۱۱)

تابعین کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام زہری اور مکحول اس شخص پر جو یہ کہے ”ہر عورت جس سے میں شادی کروں اسے طلاق ہے“ اس پر (نکاح کے بعد) طلاق کو لازم کرتے تھے۔

اور امام شعبی سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ پر جس عورت سے بھی شادی کروں اُسے طلاق ہے تو آپ نے فرمایا وہ شخص اس پر جس سے بھی شادی کرے گا اُسے طلاق ہو جائے گی۔

اور امام زہری نے طلاق کو نکاح سے مُعلق کرنے کے بارے میں فرمایا إِذَا وَقَعَ النِّكَاحُ وَقَعَ الطَّلَاقُ یعنی، جب نکاح ہوگا طلاق واقع ہو جائے گی۔ (۱۱۲)

۱۱۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۷) فی الرجل یقول کل امرأۃ

یتزوجها الخ، الحدیث: ۱، ص ۱۷۰

۱۱۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ، المجلد (۴)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۶) من کان یوقعه علیہ الخ، و

باب (۱۷) فی الرجل یقول کل امرأۃ یتزوجها الخ، ص ۱۸۱

”نکاح سے قبل طلاق نہیں“ کا مطلب:

اور جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ لَا طَلَّاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے قبل طلاق نہیں یا لَا طَلَّاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔ (الحديث)

اس کے جواب میں شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

والحنفية يقولون: هذا تعليق بالشرط وهو يمين فلا يتوقف صحته على ملك المحل كاليمين بالله، وعند وجود الشرط يقع الطلاق وهو طلاق بعد وجود النكاح، فكيف يقال: إنه طلاق قبل النكاح؟ والطلاق قبل النكاح فيما إذا قال لأجنبية: ”أنت طالق“ فهذا كلام لغو، وفي مثل هذا يقال: لا طلاق قبل النكاح الخ۔ (۱۱۳)

یعنی، احناف فرماتے ہیں یہ تعلیق بشرط ہے اور وہ یمین ہے تو اس کی صحت محل کی ملک پر موقوف نہیں ہوگی جیسے اللہ کی قسم اور شرط کے پائے جانے کے وقت طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ طلاق نکاح کے وجود (یعنی نکاح کے پائے جانے) کے بعد ہوگی۔ تو کیسے کہا جائیگا کہ طلاق قبل نکاح ہے؟ اور طلاق قبل از نکاح اس صورت میں ہے جب کوئی شخص کسی اجنبیہ (عورت) سے کہے ”تو طلاق والی ہے“ تو یہ کلام لغو ہے اور اسی کی مثل کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ نکاح سے قبل طلاق نہیں۔۔

اور فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

”لَا طَلَّاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ وَلَا عِتْقَ إِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ“ انتہی، هذا لا

خلاف فيه أن الله جعل الطلاق بعد النكاح، والحنفية قائلون به،

فلا يجوز للشافعية أن يحتجوا به عليهم في مسألة التعليق، فإن تعليق الطلاق غير الطلاق، لأنه ليس بطلاق في الحال فلا يشترط لصحته قيام المحل، وحكى أبو بكر الرازي عن الزهري في قوله: لَا طَلَّاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ، قال: هو الرجل يقال له: تزوج فلانة، فيقول: هي طالق، فهذا ليس بشيء، فأما من قال: إن تزوجت فلانة فهي طالق، فإنما يطلق حين يتزوجها الخ۔ (۱۱۴)

یعنی ”طلاق واقع نہیں ہوتی مگر نکاح کے بعد اور غلام آزاد نہیں ہوتا مگر مالک ہونے کے بعد“ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے، اور احناف بھی اس کے قائل ہیں، تو شوافع کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تعلیق کے مسئلہ میں ان پر حجت پکڑیں، پس تحقیق تعلیق الطلاق، طلاق کا غیر ہے کیونکہ تعلیق فی الحال طلاق نہیں تو اس کی صحت کے لئے قیام محل بھی شرط نہیں، ابو بکر رازی نے لَا طَلَّاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ (طلاق نہیں مگر نکاح کے بعد) کے بارے میں امام زہری سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جس سے کہا جائے فلانی سے شادی کر، تو وہ کہے وہ طلاق والی ہے تو یہ جو اس نے کہا وہ طلاق والی ہے یہ کچھ نہیں، مگر جس نے کہا اگر میں نے فلانی سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے تو وہ عورت طلاق والی ہو جائے گی جب وہ اس سے شادی کرے گا۔

لہذا صورت مسئلہ میں طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی اور ہندہ زید پر حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
 الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
 الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بوقت نکاح طلاق کا اختیار حاصل کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت نکاح کے وقت اپنے لئے طلاق کا اختیار حاصل کر لے تو اس کو بعد نکاح طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ بینوا بالبرہان و توجروا عند الرحمن

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

”بوقت نکاح اگر کوئی عورت یا اس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہوں یا چاہے اپنے کو طلاق دے لوں یا دے لے۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے“۔ (۱۱۵)

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نقل کرتے ہیں:

لو خافت أن لا يطلقها الثاني فتقول: زوجت نفسي منك على أن أمري بيدى، أطلق نفسي كلما أريد، ويقول: تزوجت أو قبلت جاز النكاح، وصار الأمر في يدها۔ (۱۱۶)

یعنی، عورت کو خوف ہو کہ دوسرا شوہر مجھے طلاق نہیں دے گا تو وہ

نکاح کے لئے کہے میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ میرا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوگا، میں جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں اور مرد کہے میں نے شادی کی یا میں نے قبول کیا، نکاح جائز ہو جائے گا اور طلاق کا معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔

”اور اگر زوج کی جانب سے پہلے یہ الفاظ کہے گئے کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اسے اس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا۔“ (۱۱۷)

حدیث شریف میں ہے:

لَا طَّلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔ (۱۱۸)

یعنی، کوئی شخص طلاق کا مالک نہیں ہوتا جب تک نکاح نہ کر لے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ میں نکاح کے اعلان کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں اور اہل محلہ سے راز میں رکھا جائے جبکہ حدیث شریف میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے، تو بلا اعلان کیا گیا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ بینوا و توجروا

۱۱۷۔ بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص ۵۶

۱۱۸۔ سنن ابن ماجہ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۷) الطلاق قبل النکاح، ص ۵۱۹،

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الحواب:

نکاح کے لئے گواہی شرط ہے:

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

لا ینعقد نکاح المسلمین إلا بحضور الشاهدين حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین أو رجل و امرأتین عدولاً كانوا غیر عدولٍ أو محدودین فی القذف۔ (۱۱۹)

یعنی، دو مسلمانوں (یعنی مرد و عورت) کا نکاح آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان، دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی کے بغیر منعقد نہیں ہوتا، وہ (گواہ) عادل ہوں یا غیر عادل یا زنا کی تہمت میں سزا یافتہ ہوں۔ یعنی صحت و انعقاد نکاح کے لئے گواہی شرط ہے۔

بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا:

چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْبَغَايَا اللَّاتِي يُنْكَحُنَّ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ"

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "زانیہ عورتیں وہ ہیں جو بغیر گواہوں کے اپنا نکاح کریں" اور لکھتے ہیں:

والصحيح ما روى قوله عن ابن عباس لا نكاح إلا ببينة۔ (۱۲۰)

۱۱۹۔ الہدایۃ، المجلد (۱-۲)، الجزء (۱)، کتاب النکاح، ص ۲۰۶

۱۲۰۔ جامع ترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۱۵) ما جاء لانکاح إلا ببینۃ، ص ۱۸۴،

الحدیث: ۱۱۰۳

یعنی، اور صحیح وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”گواہوں کے بغیر نکاح نہیں“۔

اور لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمران بن حصین، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی روایتیں ہیں۔ (۱۲۱)
علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

إعلم أن الشهادة شرط في باب النكاح لقوله عليه السلام: ”لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ“۔ (۱۲۲)

یعنی، واضح ہو کہ گواہی باب نکاح میں شرط ہے اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ”گواہوں کے بغیر نکاح نہیں“۔
شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:
لنا قوله عليه الصلاة والسلام: ”لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ“۔ (۱۲۳)
یعنی، گواہ شرط ہونے میں ہماری دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:
”گواہوں کے بغیر نکاح نہیں“۔

محقق علی الاطلاق، امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:
أما اشتراط الشهادة فلقوله ﷺ: ”لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ“۔ (۱۲۴)
یعنی، مگر گواہی کی شرط پس نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے کہ
”گواہوں کے بغیر نکاح نہیں“۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَ مَنْ

۱۲۱۔ جامع ترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۱۵) ما جاء لانكاح إلا بینه، ص ۱۸۵،
الحدیث: ۱۱۰۳-۱۱۰۴

۱۲۲۔ الہدایہ، المجلد (۱-۲)، الجزء (۱)، کتاب النکاح، ص ۲۰۶

۱۲۳۔ عینی شرح الکنز، المجلد (۱)، کتاب النکاح، ص ۱۱۴

۱۲۴۔ فتح القدیر شرح الہدایہ، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۱۱

بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ وَغَيْرِهِمْ قَالُوا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ لَمْ
يَخْتَلِفُوا فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا مَنْ مَضَى مِنْهُمْ إِلَّا قَوْمًا مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ
مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا إِذَا شَهِدَ وَاحِدٌ
بَعْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهِمْ:
لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ حَتَّى يَشْهَدَ الشَّاهِدَانِ مَعًا عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ
الخ (۱۲۵)

یعنی، اسی پر اصحاب نبی ﷺ اور ان کے بعد تابعین وغیرہم کا عمل رہا
ہے کہ سب کہتے تھے کہ نکاح نہیں مگر گواہوں کے ساتھ (یعنی
گواہوں کے بغیر نکاح نہیں) پس اس مسئلہ میں ان میں کوئی
اختلاف نہ تھا پھر متاخرین علماء کی ایک جماعت نے ان سے
اختلاف کیا اور ان کا اختلاف بھی اس بات میں ہے کہ اگر ایک کو
ایک کے بعد گواہ بنایا (تو کیا حکم ہے) تو علمائے کوفہ وغیرہم میں
سے اکثر علماء نے کہا جب تک دونوں گواہ عقد نکاح کے وقت ایک
ساتھ موجود نہ ہوں نکاح جائز نہ ہوگا۔

اعلان نکاح کی حدیث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:
عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوا
عَلَيْهِ بِالْغُرْبَالِ۔ (۱۲۶)

یعنی، اس نکاح کا اعلان کرو اور اعلان کے لئے دف بجاؤ۔

قال السندی: "اضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغُرْبَالِ" أى بالدَفِّ للإعلان۔ (۱۲۷)
 علامہ ابوالحسن سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ فرماتے ہیں: "اضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْغُرْبَالِ"
 سے مراد، اعلان کے لئے دف بجانا ہے۔

اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ،
 وَاجْعَلُوا فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالْذُّفُوفِ۔ (۱۲۸)
 یعنی، اس نکاح کا اعلان کرو اور اسے مسجد میں کرو اور اعلان کے
 لئے دف بجاؤ۔

ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے اپنی "مسند"
 میں، ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں، طبرانی نے "کبیر" میں، ابو نعیم نے "حلیہ" میں اور
 امام حاکم نے "مستدرک" میں ابن زبیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (۱۲۹)
 سابقہ احادیث سے نکاح میں گواہی کا شرط ہونا مذکور تھا کہ گواہی کے بغیر نکاح
 نہیں اور دوسری احادیث میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے۔

نکاح کے اعلان سے مراد:

پس اگر اعلان سے مراد گواہی لی جائے تو امر و جواب کے لئے ہوگا جیسا کہ ملا علی
 قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

"أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ" أى بالْبَيِّنَةِ فالأمر للوجوب۔

یعنی، اس نکاح کا اعلان کرو یعنی گواہوں کے ساتھ تو امر و جواب

۱۲۷۔ حاشیة السندی علی السنن لابن ماجة، المجلد (۲)، کتاب النکاح، باب (۲۰) اعلان النکاح،

ص ۴۴۳، الحدیث: ۱۸۹۵

۱۲۸۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۹) النکاح، باب (۶) ما جاء فی اعلان النکاح، ص ۱۷۵،

الحدیث: ۱۰۸۹

۱۲۹۔ مرقاة المفاتیح، المجلد (۶)، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح، الفصل الثانی، ص ۲۱۷

کے لئے ہوگا۔

کیونکہ گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ

لکھتے ہیں:

إِذْ بِهِ يَحْصُلُ الْإِعْلَانُ - (۱۳۰)

یعنی، گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فَنَقُولُ: الْإِعْلَانُ يَحْصُلُ بِحُضُورِ الشَّاهِدَيْنِ لَوْ شَرِطَ كِتْمَانُ

الْعَقْدِ مَعَ حُضُورِ الشَّاهِدَيْنِ صَحَّ الْعَقْدُ عِنْدَنَا - (۱۳۱)

یعنی، پھر ہم کہتے ہیں اعلان گواہوں کی موجودگی سے حاصل ہو جاتا

ہے اگرچہ دو گواہوں کی موجودگی میں کئے گئے نکاح کو خفیہ رکھنے

کی شرط لگائی جائے۔

اور اگر اعلان سے مراد شرعی اظہار لیا جائے تو بھی امر و جواب کے لئے ہوگا

کیونکہ شرعی ظہور گواہوں سے ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

وَكَلَامُ الْمَبْسُوطِ حَيْثُ قَالَ: وَلَآنَ الشَّرْطُ لَمَّا كَانَ الْإِظْهَارَ

يَعْتَبَرُ فِيهِ مَا هُوَ طَرِيقُ الظُّهُورِ شَرْعاً وَذَلِكَ بِشَهَادَةِ الشَّاهِدَيْنِ

فَأَنَّهُ مَعَ شَهَادَتِهِمَا لَا يَبْقَى سِرّاً وَقَوْلُ الْكَرْخِيِّ نِكَاحُ السِّرِّ مَا لَمْ

يَحْضُرَ شُهُودٌ، فَإِذَا حَضَرُوا فَقَدْ أَعْلَنَ - (۱۳۲)

یعنی، مبسوط کا کلام جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ شرط جب نکاح کا

اظہار ہے تو نکاح کے اظہار میں شرعاً ظہور کے طریقے کا اعتبار کیا

۱۳۰۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۱۱۱

۱۳۱۔ البناء شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب النکاح، ص ۱۳

جائے گا اور شرعی ظہور دو گواہوں کے ساتھ ہے پس تحقیق دو گواہوں کی گواہی کے باوجود نکاح خفیہ نہیں رہتا اور امام کرنی کا قول ہے خفیہ نکاح وہ ہے جس میں گواہ حاضر نہ ہوں پس جب حاضر ہوں تو اس نکاح کا اعلان ہو گیا۔

اور اگر اعلان سے مراد صرف اظہار لیا جائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر امر استحباب کے لئے ہوگا۔

چنانچہ مشہور محدث ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ لکھتے ہیں: ”اعلان بالنکاح“ سے مراد اگر گواہ ہیں تو امرؤ جو بی ہے اور اگر مراد محض اظہار ہے:

فالأمر للاستحباب كما في قوله إيجعلوه في المساجد۔ (۱۳۳)
یعنی، تو امر استحبابی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ”نکاح مسجدوں میں کرو“۔

لہذا جو نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہو وہ درست ہو جائے گا اگرچہ اسے بقیہ لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہو۔ لیکن تہمت سے بچنے کے لئے ان لوگوں کو بتا دینا چاہئے جن کو مذکورہ عورت کے مطلقہ ثلاثہ ہونے کا علم ہو۔ چنانچہ مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: ”اور اس نکاح حلالہ کا علم ان لوگوں کو ہونا چاہئے جو اس کے مطلقہ ہونے کو جانتے ہیں ورنہ تہمت لگائیں گے کہ تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھے ہوئے ہے“۔ (۱۳۴)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے بعد سابق شوہر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ (یعنی تین طلاقیں) دے دے تو پھر وہ کسی دوسرے خاوند کے پاس رہنے کے بعد دوبارہ زید (یعنی پہلے شوہر) سے نکاح کرے تو اُسے کتنی طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر زید نے پہلے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور اس عورت کے دوسرے شوہر سے نکاح و ہمبستری اور شوہر ثانی کی طلاق یا وفات کے بعد، زید کے نکاح میں دوبارہ آنے کی صورت میں زید کو کتنی طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ بینوا بالبرہان و توجروا عند الرحمن

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

دونوں صورتوں میں زید دوبارہ تین طلاق کا مالک ہو جائے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ علامہ جلال الدین خوارزمی کرلانی لکھتے ہیں:

وهذه المسئلة يختلف فيه أصحاب النبی علیہ السلام، ما قاله أبو حنیفة وأبو یوسف رحمهما اللہ قول ابن عباس و ابن عمر و إبراهيم النخعی و أصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم - (۱۳۵) یعنی، اس مسئلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ نے جو فرمایا وہ حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابراہیم نخعی تابعی اور ابن مسعود کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

امام اکمل الدین محمد بن محمود بابر قی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

أى و من الخاض كلمة "حَتَّى" فى قوله تعالى: ﴿حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ ذكر الشيخ ههنا "مسألة الهدم"، و صورتها أن يطلق الرجل امرأته طلاقاً أو طلاقين و تنقضى عدتها، فتزوج باخر فيطلقها و تنقضى عدتها و تعود إلى الزوج الأول فعند أبى حنيفة و أبى يوسف تعود إليه بثلاث تطليقات و الزوج الثانى هدم الطلاق و الطلاقين كما يهدم الثلاث، و المسألة مختلف فيها بين الصحابة فعند ابن مسعود و ابن عباس، و ابن عمر يهدم ما دون الثلاث، و به أخذ الشيخان، ملخصاً (۱۳۶)

یعنی، خاض سے کلمہ "حَتَّى" ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ میں شیخ نے یہاں "ہدم کا مسئلہ" ذکر کیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے اور اس کی عدت ختم ہو جائے، پھر وہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر بعد ہمبستری کے وہ اُسے طلاق دے دے اور اس کی بھی عدت گزر جائے تو وہ عورت پہلے شوہر کی طرف لوٹے (یعنی وہ اس سے نکاح کرے تو کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا) تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف دونوں کے نزدیک وہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ لوٹے گی (یعنی شوہر کو پھر تین طلاق کا حق ہوگا) اور دوسرا شوہر ایک اور دو طلاقوں کو ڈھا دیتا ہے جیسا کہ وہ تین کو ڈھا دیتا ہے اور یہ مسئلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مختلف رہا، پس حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے نزدیک دوسرا

شوہر تین سے کم طلاقوں کو ڈھا (کر ختم کر) دیتا ہے، اور انہی صحابہ کے مسئلہ کو شیخین (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ) نے

لیا۔

پہلی دلیل:

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا أَوْ طَلَّقَهَا ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَارَادَ الْأَوَّلُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا عَلَى كَمِّ هِيَ عِنْدَهُ؟ فَالْتَفَتَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ: مَا تَقُولُ فِي هَذَا، قَالَ يَهْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِي الْوَاحِدَةَ وَالثَّنَيْنِ وَالثَّلَاثَ، وَاسْأَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - (۱۳۷)

یعنی، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق سے بائن کر دیا، اس عورت کی عِدّت گزر گئی تو اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی کر لی اور دوسرے شوہر کا وطی کے بعد انتقال ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی اور اس کی عِدّت بھی پوری ہو گئی۔ اب پہلا شوہر اس سے شادی کرنا چاہے تو وہ عورت پر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا۔ تو وہ حضرت ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو

حضرت ابن عباس نے فرمایا دوسرا شوہر ایک، دو، تین سب طلاقوں کو ختم کر دیتا ہے، اور فرمایا جاؤ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کر لو، انہوں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا تو آپ نے بھی اس مسئلہ کا وہی جواب دیا جو حضرت ابن عباس نے دیا تھا۔

لہذا اس سے ثابت ہوا کہ شوہر اول نے اگر اپنی بیوی کو ایک یا دو یا تین طلاقیں دے کر چھوڑا ہو حلالہ شرعیہ کے بعد وہ از سر نو تین طلاق کا مالک ہو جاتا ہے۔

دوسری دلیل:

اور حدیث شریف میں ہے:

”لَعَنَ اللَّهُ الْمُحْلِلَ وَالْمُحْلِلَ لَهُ“۔ (۱۳۸)

یعنی، حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر غینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

سَمَاءٌ مُحْلِلًا وَهُوَ الْمُثْبِتُ لِلْحِلِّ۔ (۱۳۹)

یعنی، اس میں نبی ﷺ نے زوج ثانی کو محلل فرمایا ہے اور وہ حلت کو ثابت کرنے والا ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، صاحب ہدایہ کے ان

الفاظ کی شرح میں لکھتے ہیں:

أَيُّ لِلزَّوْجِ الثَّانِي هُوَ مُثْبِتُ الْحِلِّ۔ (۱۴۰)

یعنی، صاحب ہدایہ کا یہ قول زوج ثانی کے لئے ہے کہ وہ حلت کو ثابت کرنے والا

۱۳۸۔ سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۶) النکاح، باب (۱۶) فی تحلیل، ص ۳۸۸، الحدیث: ۲۰۷۶

۱۳۹۔ الہدایۃ، المجلد (۱-۲)، الجزء (۲)، کتاب الطلق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۰۱

۱۴۰۔ البنایۃ شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب الطلق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۸۳

ہے، لہذا مُحْلِلُ اسے کہتے ہیں جو حلت کو ثابت کرے اور زوج ثانی کو مُحْلِل کہا گیا کیونکہ وہ حلت کو ثابت کرتا ہے۔ عورت کو تین طلاق دے کر جدا کرنے سے حرمت مغلطہ اور ایک یا دو طلاق سے بائن کرنے سے حرمت مخففہ لازم آتی ہے۔ جب دوسرا شوہر مغلطہ میں محلل ہے تو مخففہ میں بطریق اولیٰ محلل ہوگا، جیسا کہ امام ابن حمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

لَآنَهُ لَمَّا كَانَ مُحْلِلًا فِي الْغَلِيظَةِ فَفِي الْخَفِيفَةِ أُولَىٰ۔ (۱۴۱)
یعنی، زوج ثانی جب حرمت غلیظہ میں محلل ہے تو حرمت خفیفہ میں بطریق اولیٰ محلل ہوگا۔

لہذا زوج ثانی حرمت مغلطہ و مخففہ دونوں میں حلت کو ثابت کرتا ہے اور پھر حلت کی دو قسمیں ہیں حلت جدیدہ اور حلت سابقہ۔ اگر کہا جائے کہ وہ حلت سابقہ کو ثابت کرنے والا ہے تو تحصیل حاصل لازم آئے گا لہذا حلت سابقہ مراد نہیں ہو سکتی بلکہ حلت جدیدہ ہی مراد ہوگی۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

الحلّ الجديد، لأنه لا يجوز أن يكون المراد الحلّ السابق، لأنه تحصيل الحاصل وهو فاسد، لأنّ الحلّ السابق موجود فيما دون الثلاث۔ الخ (۱۴۲)

یعنی، حلت سے مراد حلت جدیدہ ہے کیونکہ حلت سابقہ مراد لینا جائز نہیں، اس لئے کہ وہ تحصیل حاصل ہے اور وہ فاسد ہے، کیونکہ حلت سابقہ تو ما دون الثلاث (تین سے کم) میں موجود ہے۔

اور علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بارتی حنفی متوفی ۸۶۷ھ لکھتے ہیں:

ثم الحلّ يثبت به اما أن يكون الحلّ السابق أو حلاً جديداً لا

۱۴۱۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلقة، ص ۳۷

۱۴۲۔ البناء شرح الہدایۃ، المجلد (۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلقة، ص ۳۷

سبیل إلى الأول لاستلزامه تحصيل الحاصل فتعين الثاني۔ (۱۴۳)
یعنی، پھر زوج ثانی سے جو حلت ثابت ہوتی ہے وہ حلت سابقہ
ہوگی یا جدیدہ، پہلی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے تحصیل حاصل
لازم آئے گا لہذا دوسری حلت ہی متعین ہوگی۔

جب حلت جدیدہ مراد ہے تو پھر اس حلت کا سابقہ حلت کے مغایر ہونا ضروری
ہے، حلت سابقہ ناقص تھی تو حلت جدیدہ کا کامل ہونا ضروری ہوگا۔ اور حلت کاملہ یہ
ہے کہ شوہر اول پھر سے تین طلاق کا مالک ہو جائے۔

علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابر ترقی حنفی متوفی ۸۶۷ھ لکھتے ہیں:

وبالضرورة يكون غير الأول والأول حل ناقص وكان الجديد

كاملاً وهو ما يكون بالطلقات الثلاث۔ (۱۴۴)

یعنی، اور ضروری ہے کہ وہ حلت پہلی حلت کا غیر ہو پہلی حلت
ناقص تھی اور حلت جدیدہ کامل ہوگی اور حلت کاملہ تین طلاقیں
کے مالک ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسری دلیل:

حدیث شریف ہے کہ رفاعہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور
عرض کی یا رسول اللہ ﷺ رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تو میں نے عبدالرحمن بن
زبیر سے نکاح کر لیا تو میں نے ان کو اپنے کپڑے کی مانند ڈھیلا (یعنی نامرد) پایا،
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ عرض کی، ہاں! تو
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں یہاں تک کہ تو اس کی اور وہ تیری مٹھاس چکے۔

اس حدیث کے بارے میں علامہ علاؤ الدین ہسکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

۱۴۳۔ العناية شرح الهداية، المجلد (۴)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ص ۳۷

۱۴۴۔ العناية شرح الهداية، المجلد (۴)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ۳۷

و محلّية الزوج الثانى أى جعله مثبتاً حلاً جديداً مطلقاً

بحدیث العسيلة (۱۴۵)

یعنی، زوج ثانی کا عورت کو زوج اول کے لئے حلال کرنا یعنی زوج ثانی کا حل جدید کو ثابت کرنے والا بننا ”حدیث عسيلة“ کی دلالت سے ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

بأن كونه مثبتاً للحلّ الجديد إنما هو بحدیث العسيلة (۱۴۶)

یعنی، شوہر ثانی حل جدید کو ثابت کرنے والا ہو، ”حدیث عسيلة“ کی دلالت سے ہے۔

اور شیخ احمد المعروف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں:

هذا الحديث كما أنه يدلّ على اشتراط الوطى بعبارة النصّ فكذا يدلّ على محلّية الزوج الثانى بإشارة النصّ و ذلك لأنه عليه السلام قال لها: ”أَتُرِيدِينَ أَنْ تَعُودِي إِلَى رَفَاعَةَ“ ولم يقل أتردين أن تنتهى حرمتك۔

یعنی، یہ حدیث جس کی طرح عبارتہ النصّ سے وطی (ہمبستری) کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح إشارة النصّ سے زوج ثانی کے محلل (پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے والا) ہونے پر بھی دل ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟“ آپ ﷺ نے عود (لوٹنے) کا لفظ فرمایا، اور یہ نہیں فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تیری حرمت ختم ہو جائے۔

آگے لکھتے ہیں:

والعود: هو الرجوع إلى حالة الأولى وفي الحالة الأولى كان الحلّ - ثابتاً لها، فإذا عادت الحالة الأولى عاد الحلّ و تجدد باستقلاله۔
یعنی، اور عود کے معنی پہلی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں اور پہلی حالت میں شوہر کے لئے حِلّت ثابت تھی، جب پہلی حالت لوٹ آئی تو حِلّت بھی جدیدہ مستقلاً لوٹ کر آگئی۔
اور لکھتے ہیں:

و إذا ثبت بهذا النصّ الحلّ فيما عدم فيه الحلّ وهو الطلقات الثلاث مطلقاً ففيما كان الحلّ ناقصاً وهو مادون الثلاث أولى أن يكون الزوج الثاني متمماً للحلّ الناقص بالطريق الأكمل۔ (۱۴۷)
یعنی، جب اس نص سے اُس جگہ حِلّت ثابت ہوگئی جہاں پر حِلّت معدوم تھی اور وہ تین طلاقوں کی صورت میں (معدوم) تھی اور جہاں حِلّت ناقصہ موجود تھی وہ تین طلاقوں سے کم طلاقیں دینے کی صورت میں (ناقص) موجود تھی تو زوج ثانی کا ناقص حِلّت کو بطریق اکمل پورا کرنا اولیٰ ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر بائن کرے یا دو یا طلاقِ مغلّظہ دے دے اور عدت گزار جانے کے بعد وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کر لے بنکاح صحیح مجامعت کے بعد وہ شخص فوت ہو جائے یا طلاق دے دے اور وہ عورت دوسرے شوہر کی عدت بھی گزار لے پھر سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرے

تو سابق شوہر، ہر صورت میں تین طلاقوں کا مالک ہو جائے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے بعد دوسرے شوہر کی عدت پہلے شوہر کے

گھر گزارنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں عموماً عورتیں دوسرے شوہر سے تین طلاق ملنے کے اس کے گھر عدت نہیں گزارتیں بلکہ حلالہ کے بعد پہلے شوہر کے گھر ہی رہتی ہیں۔ عورت کو عدت والا گھر چھوڑنا اور اس شخص کا اپنی معتدہ کو گھر سے نکال دینا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

عورت نے سابق شوہر کی عدت گزارنے کے بعد جب دوسرے شوہر سے نکاح کیا تو اب وہ دوسرے شوہر کی بیوی ہے پھر جب اس نے ہمبستری کے بعد اس عورت کو طلاق دی تو وہ عورت دوسرے شوہر کی معتدہ (یعنی دوسرے شوہر کی عدت میں) ہوگی نہ کہ پہلے شوہر کی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم:

اور طلاق دینے والے شوہروں کو اور ان کی معتدہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (۱۴۸)

ترجمہ: اور اپنے رب اللہ سے ڈرو، عِدَّت میں انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (کنز الایمان)

لہذا ”عورت کو عِدَّت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے اور نہ شوہر کو جائز ہے کہ مُطْلَقہ کو عِدَّت میں گھر سے نکالے اور نہ عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا روا“ (خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَبَلَكَ حُدُودَ اللَّهِ ط وَمَنْ يُتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (۱۴۹)

ترجمہ: اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (کنز الایمان)

نکالنے کی اجازت:

ہاں ”اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے“ (خزائن العرفان)

چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ﴾ (۱۵۰)

ترجمہ: مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (کنز الایمان)

اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

۱۴۸۔ الطلاق: ۱/۶۵

۱۴۹۔ الطلاق: ۱/۶۵

۱۵۰۔ الطلاق: ۱/۶۵

الْفَاحِشَةُ الْمُبَيَّنَةُ أَنْ تَفْحَشَ الْمَرْأَةُ عَلَى أَهْلِ الرَّجُلِ وَتُوْذِيَهُمْ۔
 یعنی، الْفَاحِشَةُ الْمُبَيَّنَةُ (صریح بے حیائی کی بات) یہ ہے کہ
 عورت مرد کے گھر والوں سے فحش بکے اور انہیں ایذا دے۔
 اور دوسری روایت میں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے
 فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

أَنْ تَبْذُو عَلَى أَهْلِهَا فَإِذَا بَذَتْ عَلَيْهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ إِخْرَاجُهَا۔
 یعنی، اس فرمان کا مطلب اپنے اہل سے فحش گوئی ہے، پس جب
 اُن سے فحش بکے تو اُن کے لئے اُس عورت کو نکالنا حلال ہے۔
 یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا:
 هُوَ الْبَذَاءُ عَلَى أَهْلِ زَوْجِهَا۔ (۱۵۱)
 یعنی، شوہر کے گھر والوں سے فحش بکنا اور ان کو ایذا دینا (مراد) ہے۔

نکلنے کی اجازت:

اگر شوہر نے اسے طلاق بائن یا مغلظہ دی ہو اور وہ فاسق ہو جس سے اُس عورت
 کے ساتھ بد فعلی کا خوف ہو اور وہاں کوئی ایسا نہ ہو جو اُس کی نیت بد کو روک سکے تو ایسی
 صورت میں وہ عورت اُس مکان سے نکل جائے کیونکہ یہ عذر ہے پھر جس مکان میں منتقل
 ہوئی وہاں سے نہ نکلے، بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد خود اس مکان سے نکل جائے اور عورت کو
 وہیں عِدَّت گزارنے کے لئے چھوڑ دے کیونکہ عورت پر عِدَّت والے گھر میں ٹھہرنا
 واجب ہے اور اُس پر واجب نہیں۔ اسی لئے بہتری اسی میں ہے کہ مرد گھر چھوڑ دے۔

۱۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العدد، باب ما جاء فی قول اللہ عزوجل ﴿إِلَّا أَنْ يَتَيَّنَ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ﴾، ص ۷۰۸-۷۰۹، الحدیث: ۱۵۴۸۵

امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

إلا أن يكون فاسقاً فحينئذ تخرج لأنه عذر والأولى أن يخرج

هو۔ (۱۵۲)

یعنی، مگر جب شوہر فاسق ہو تو اس وقت عورت عدت کے گھر سے

نکل سکتی ہے کیونکہ یہ عذر ہے اور بہتر یہ ہے کہ شوہر ہی نکل جائے۔

اسی طرح اگر گھر میں کوئی اور نہیں اور مکان آبادی کے کنارے پر ہو اور اُسے

وہاں جان یا مال کا خوف ہو یا صرف تنہا رہنے سے خوف کھاتی ہو، اس صورت میں بھی

مکان بدلنے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت

کرتے ہیں کہ ”أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَّتِهَا فَلِذَلِكَ

أُرْخِصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (۱۵۳)

یعنی، فاطمہ بنت قیس مکان وحشت میں تھیں تو اس کے آبادی کے

کنارے پر ہونے پر خوف کیا گیا، پس اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے

انہیں مکان بدلنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

اور فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے یمن جاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں

دے دی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا لہذا وہ مطلقہ مغلظہ

تھیں اور شوہران کے پاس نہ تھے۔

عذر پائے جانے کی صورت میں مطلقہ بائنہ کو مکان بدلنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے

۱۵۲۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد (۴)، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل، ص ۶۷

۱۵۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد (۷)، کتاب العدة، باب ما جاء فی قول اللہ عزوجل ﴿إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ﴾، ص ۷۱۲، الحدیث: ۱۵۴۹۵

نئے مکان کے تعین کا اختیار:

مگر نئے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کے پاس رہے گا جیسا کہ علامہ علاؤ الدین
ہسکفی متوفی ۱۰۸۰ھ لکھتے ہیں:

وفی الطلاق إلى حيث شاء الزوج۔ (۱۰۴)
یعنی، طلاق میں (عورت اس مکان کی طرف منتقل ہوگی) جہاں
شوہر چاہے۔

اور علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وتعيين المنزل الثاني للزوج في الطلاق۔ (۱۰۵)
یعنی، طلاق بائنہ میں دوسرے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کو ہے۔

نیا مکان قریب ہو یا دور:

مُعتدہ اگر مُطلَّقہ بائنہ یا مُغلَّظہ ہو اور کسی شرعی عذر کی بناء پر مکان بدلنا پڑے تو
ضروری نہیں کہ وہ مکان قریب ہی ہو ورنہ بھی لیا جاسکتا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین
شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

عَيِّنْ إِنْتِقَالَهَا إِلَى أَقْرَبِ الْمَوَاضِعِ مِمَّا انْهَدَمَ فِي الْوَفَاةِ وَ إِلَى
حيث شاءت في الطلاق بحر۔ (۱۰۶)

یعنی، مکان منہدم ہونے کی صورت میں عِدَّتِ وفات میں زیادہ
قریب جگہ کی طرف عورت کا منتقل ہونا متعین ہوگا اور عِدَّتِ طلاق
میں جہاں عورت چاہے۔

۱۰۴۔ الدر المختار شرح تنویر الأبصار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل: فی الحداد، ص ۵۳۷
۱۰۵۔ رد المحتار علی الدر المختار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل: فی الحداد، مطلب
الحق أن علی المفتی الخ، ص ۵۳۷

۱۰۶۔ رد المحتار علی الدر المختار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل: فی الحداد، ص ۵۳۷

اور جس مکان کی طرف منتقل ہو جائے پھر اسے نہ چھوڑے عِدَّت وہیں پوری کرے چنانچہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

و حکم ما انتقلت الیہ حکم المسکن الاصلی فلا تخرج منه

بحر۔ (۱۵۷)

یعنی، اور حکم اس مکان کا جس کی طرف عورت شرعی عذر کی وجہ سے منتقل ہوئی اصل رہائش کا سا ہے پھر وہاں سے نہ نکلے۔

اور عورت کا دوسرے شوہر کی عِدَّت سابق شوہر کے گھر گزارنا اور سابق شوہر کا غیر کی مُعتدہ کو اپنے گھر لانا کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ وہ اب نہ اس کا شوہر ہے نہ عورت اس کی عِدَّت میں ہے بلکہ وہ صرف ایک نامحرم ہے، لہذا ایسا کرنے سے عورت و سابق شوہر دونوں گنہگار ہوں گے۔ اور اگر اس نے گھر سے نکالا ہو جس کی وہ عورت مُعتدہ ہے تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔

اور عورت پر شوہر کے ہی گھر میں عِدَّت گزارنا شرعاً واجب ہے۔ جب تک کوئی شرعی عذر نہ پایا جائے اسی گھر میں رہے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مآخذ ومراجع

- 1- الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 2- أحكام الصغار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- 3- أحكام القرآن لابن العربي، دار المعرفة، بيروت
- 4- إختلاف الأئمة العلماء، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م
- 5- إخلاص النواوي في إرشاد الغاوي إلى مسالك الحاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٤م
- 6- إرشاد الساري في شرح صحيح البخاري، دار الفكر، بيروت
- 7- إرشاد الغاوي إلى مسالك الحاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٤م
- 8- الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م
- 9- الإشراف على مذاهب أهل العلم، دار الفكر، بيروت ١٤١٤هـ - ١٩٩٣م
- 10- الأشفاق على أحكام الطلاق، أيج أيم سعيد أيند كمپني، كراتشي
- 11- أشعة اللمعات شرح المشكاة، مكتبة النورية الرضوية، سكر
- 12- أصول فخر الإسلام البزدوي مع شرحه كشف الأسرار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- 13- إعراب القرآن لابن النحاس، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م
- 14- الأعلام للزركلي، دار العلم للملايين، الطبعة السادسة عشر ٢٠٠٥م
- 15- أعلام الموقعين عن رب العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨هـ - ١٩٩٦م
- 16- الإفصاح عن معاني الصحاح، مطبعة الكيلاني، القاهرة
- 17- إفاضة الأنوار شرح المنار، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي
- 18- الإفصاح عن معاني الصحاح في الفقه على مذاهب الأربعة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 19- إكمال المعلم بفوائد المسلم، دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 20- إنبأ الإنصاف في آثار الخلاف، المكتبة الغفورية العاصمية، كراتشي

- 22- بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧م
- 23- البناية شرح الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠ء
- 24- بياض الفقه، مخطوط مصور، دار الكتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشى
- 25- بياض المندوم عبدالحى السندى، مخطوط، دار الهدى، تيرهى، خير بور ميرس
- 26- البياض الهاشمى، مخطوط، المكتبة القاسمية، كنديارو
- 27- تأويلات أهل السنة، المكتبة الحفانية، بشاور
- 28- تبين الحقائق شرح كنز الدقائق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م
- 29- تحفة الفقهاء، دار الفكر، بيروت ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م
- 30- تحقيقات أسلمية حاشيه سلطان الفقه، إشاعة القرآن بلى كيشنز، لاهور ١٩٩٧م
- 31- تحقيق جامع المسانيد و السنن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م
- 32- تحقيق حاشية ابن عابدين، دار الثقافة و التراث، دمشق
- 33- تحقيق عبدالحكيم على التنبيه على مشكلات الهداية، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م
- 34- تحقيق عبدالقادر عطا على السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء
- 35- تحقيق كتاب الآثار، دار السلام، مصر، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م
- 36- تحقيق محمود على السنن لابن ماجة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ-١٩٩٨م
- 37- تذكرة مشاهير سنده، سندی أدبي بور، حيدر آباد
- 38- ترتيب الأعلام على الأعوام، دار الأرقم، بيروت
- 39- ترجمة الإمام الشوكانى و مذهبه عقيدته مع فتح القدير للشوكانى، دار المعرفة، بيروت
- 40- تفسير ابن عباس (تنوير المقياس من تفسير ابن عباس)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤م
- 41- تفسير ابن كثير، دار الأندلس، بيروت، الطبعة السابعة ١٤٠٥هـ-١٩٨٥ء
- 42- تفسير أبى السعود، دار أحياء التراث العربى، بيروت
- 43- تفسير البيضاوى (أنوار التنزيل و أسرار التأويل)، دار أحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨م

- 45- تفسیر محازن، مطبعة مصطفى البابي و أولاده، مصر، الطبعة الثانية ١٣٥٧هـ - ١٩٥٥ء
- 46- تفسیر عزائن العرفان، المكتبة الرضوية آرام باغ، كراتشي
- 47- تفسیر روح المعاني، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ - ١٩٨٥ء
- 48- تفسیر صاوی، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الاولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٩ء
- 49- تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان للنیشاپوری، دار المعرفة، بيروت، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م
- 50- التفسیر الكبير للإمام الرازي، دار إحياء التراث العربي، بيروت
- 51- تفسیر مظهری، بلوشستان بك دبو، كوتة
- 52- تفسیر معالم التنزيل، مطبعة مصطفى البابي و أولاده، مصر، الطبعة الثانية ١٣٥٧هـ - ١٩٥٥ء
- 53- تقديم تمام العناية في الفرق بين الصريح و الكناية، المكتبة القاسمية، كنديارو
- 54- التقرير لأصول فخر الإسلام البزدوي، وزارة الأوقاف و الشؤون الإسلامية، بدولة الكويت ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م
- 55- التنبيه على مشكلات الهداية، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- 56- تنوير الأبصار مع شرحه الدر المختار، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩ء
- 57- تنوير الأذهان و الضمائر شرح الأشباه و النظائر، مخطوط مصور، دارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشي
- 58- تمام العناية في الفرق بين الصريح و الكناية، المكتبة القاسمية، كنديارو
- 59- تهذيب التهذيب، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م
- 60- تهذيب الكمال في أسماء الرجال، دار الفكر، بيروت ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م
- 61- تيسير الباري، نعماني كتب خانة، لاهور
- 62- جاء الحق، نعيمی كتب خانة، گجرات
- 63- جمع الحوامع للسيوطي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 64- جامع البيان في تفسير القرآن للطبري، دار المعرفة، بيروت، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م
- 65- جامع الترمذي، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 66- جامع الرموز، أيج أيم سعيد، كمبني، كراتشي
- 67- جامع الفصولين، دار الإشاعة العربية، كوتة
- 68- الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ - ١٩٩٥م
- 69- جامع المسانيد و السنن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

- 70- جامع المضممرات، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 71- جامع الأسرار فی شرح المنار مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة
- 72- الجواهر الأخلاطی فی علم الفقه، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 73- الجوهرة النيرة، مير محمد کتب خانہ، کراتشی
- 74- الجوهر النقی علی هامش السنن الكبرى للبيهقي، نشر السنة ملتان
- 75- حاشية ابن التمجيد علی تفسير الإمام البيضاوي، دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م
- 76- حاشية السندی علی السنن لابن ماجه، دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 77- حاشية السندی علی السنن للنسائي، دارالفکر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م
- 78- حاشية القونوی علی تفسير الإمام البيضاوي، دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م
- 79- حسامی مع النامي، کتب خانہ مجيدية، ملتان
- 80- حسب المفتی، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 81- حلية العلماء فی معرفة مذاهب الفقهاء، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
- 82- خزانة الروايات، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 83- خزانة العلماء، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 84- خزانة الفتاوى، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 85- خزانة المفتين، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، کراتشی
- 86- خلاصة الفتاوى، المكتبة الرشيدية، کوئٹہ
- 87- الدراية فی تخريج أحاديث الهداية مع الهداية، مكتبة شركة علمية، ملتان
- 88- الدر المختار شرح الدر المختار، دارالفکر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م
- 89- الدر المنثور، دار إحياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م
- 90- الديباج علی صحيح مسلم بن الحجاج، دار الأرقم، بيروت
- 91- الذخائر الأشرفية فی ألغاز الحنفية، دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٨م

- 92- رحمة الأمة في اختلاف الأئمة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- 93- رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ - ١٩٧٩م
- 94- رساله ايك مجلس كى تين طلاقيں، مكتبة النور، كراتشى
- 95- رساله حكم الطلاق الثلاث، دار الرحمانية، جامع مسجد رحمانيه، بوهره بير، كراتشى
- 96- رساله طلاق، مصنفه حكيم محمد اسرائيل ندوى، مكتبه أهله حديث، كورت رود، كراتشى
- 97- رساله طلاق، طلاق كے مسائل مصنفه محمد اقبال كيلانى، حديث بيلي كيشنز، لاهور
- 98- رساله طلاق ثلاث، مكتبة جامعة خلفاء راشدين، كراتشى
- 99- رساله طلاق ثلاثه، مصنفه محمد يسين غير مقلد، المركز تحفظ حقوق السلفية، كراتشى
- 100- روزنامه ايكپريس كراتشى (پير) ٧ جمادى الآخرى ١٤٢٢هـ - ٢٧ اغسطس ٢٠٠١م، ص ١-٧
- 101- الروض المربع شرح زاد المستقنع، دار الأرقم، بيروت
- 102- زاد المستقنع، دار الأرقم، بيروت
- 103- زاد المعاد، مصطفى البابي و أولاده، مصر
- 104- سلطان الفقه المعروف فتاوى نظاميه، إشاعة القرآن بيلي كيشنز، لاهور ١٩٩٧م
- 105- سنده هائيكورت كے جج كا فيصله اور طلاق ثلاثه، مجلس گنج بخش، اسلام پور، لاهور
- 106- سنن ابن ماجه، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 107- سنن أبى داؤد، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- 108- سنن أبى داؤد، أيج أيم سعيد كمبنى، كراتشى
- 109- سنن الدار قطنى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 110- سنن الدارمى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 111- السنن الكبرى للبيهقى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م
- 112- السنن الكبرى للنسائى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ - ١٩٩١م
- 113- سنن النسائى، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م
- 114- شرح البغارى لابن بطال، مكتبة الرشيد، رياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م
- 115- شرح الزرقانى على مؤطا الإمام مالك، دارالمعرفة، بيروت، ١٣٩٨هـ - ١٩٧٨م
- 116- شرح صحيح مسلم للنووى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 117- شرح معاني الآثار، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م

- 118- شرح الوقایہ، مکتبہ إمدادہ، ملتان
- 119- صحیح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م
- 120- صحیح البخاری بشرح الکرمانی، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ-۱۹۸۱م
- 121- صحیح مسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م
- 122- ضیاء القرآن، ضیاء القرآن بیلئ کیشنز، لاہور
- 123- عمدة الفقه علی مذاهب الإمام أحمد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م
- 124- عمدة القاری شرح صحیح البخاری، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء
- 125- العناية شرح الهدایة علی هامش فتح القدير، دار إحياء التراث العربی، بیروت
- 126- عون المعبود شرح سنن أبی داؤد، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م
- 127- عینی شرح الكنز (رمز الحقائق)، مکتبہ النوریہ الرضویہ، سکر
- 128- عیون المذاهب، مخطوط مصور، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، میتادر، کراتشی
- 129- عیون المسائل فی فروع الحنفیة، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م
- 130- غایة البیان شرح الهدایة، مخطوط مصور، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، میتادر، کراتشی
- 131- غرر الأحکام مع شرحه الدرر، مطبعة أحمد کمال الکائنة فی دار الخلافة العلیا، ۱۳۳۰ھ
- 132- الفرّة المُنيفة فی تحقیق الإمام أبی حنیفة، مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۸۶م
- 133- فتاویٰ أجملیہ، شبیر برادرز، لاہور
- 134- الفتاویٰ الأسعدیة، الطبعة الخیریة، مصر
- 135- الفتاویٰ الإمام الغزالی، الیمامة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م
- 136- فتاویٰ الإمام الغزی، مطبع أهل السنة و الجماعة بریلی، الہند ۱۳۳۲ھ
- 137- فتاویٰ الإمام النووی، دار البشائر الإسلامیة، بیروت
- 138- فتاویٰ الأمجدیة، المکتبہ الرضویة، کراتشی، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م
- 139- الفتاویٰ الأنقرویة، المکتبہ القاسمیة، کوئٹہ
- 140- فتاویٰ ابن رشد، دار الغرب الإسلامی، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷م
- 141- الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ الہندیة، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ-۱۹۷۳م
- 142- الفتاویٰ التاتارخانیة، دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م

- 143- فتاویٰ ثنائیہ، اسلامی پبلشنگ ہاؤس، شیش محل روڈ، لاہور
- 144- فتاویٰ اللجنة الدائمہ للبحوث و الافتاء، دار المؤید، الرياض، الطبعة الخامسة ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م
- 145- فتاویٰ حجت، معطوط مصور، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، میتادر، کراتشی
- 146- الفتاویٰ الحنفیہ، معطوط مصور، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، میتادر، کراتشی
- 147- الفتاویٰ الخیریہ علی هامش الفتاویٰ تنقیح الحامدیہ، المكتبة الحبیبیہ، کوئٹہ
- 148- الفتاویٰ الرضویہ، المكتبة الرضویہ، کراتشی
- 149- الفتاویٰ السراجیہ، میر محمد کتب خانہ، کراتشی
- 150- فتاویٰ شرعیہ، دائرة الأوقاف و الشؤون الإسلامیہ دبئی، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م
- 151- الفتاویٰ الظہیریہ، معطوط مصور، دارالکتب لجمعية إشاعة أهل السنة، میتادر، کراتشی
- 152- فتاویٰ عزیزہ، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراتشی ۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶م
- 153- فتاویٰ علامہ شمس الدین رملی بر حاشیہ فتاویٰ الکبریٰ، ملتزم الطبع و النشر عبد الحمید أحمد حنفی، مصر
- 154- فتاویٰ العلماء فی عشرة النساء، دار الغدّ الحدید، المنصورة، مصر، الطبعة الأولى ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م
- 155- فتاویٰ فقیہ ملت، شبیر بردارز، لاہور
- 156- فتاویٰ فیض الرسول، شبیر بردارز، لاہور
- 157- الفتاویٰ القاسمیہ، در مطبع الیکٹرونک پریس لاہور
- 158- فتاویٰ قاضی خان (خانانہ) علی هامش الفتاویٰ الہندیہ، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ-۱۹۳۰م
- 159- الفتاویٰ الکبریٰ الفقیہہ، ملتزم الطبع و النشر عبد الحمید أحمد حنفی، مصر
- 160- فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ، مفتی اعظم سندھ اکادمی، کراتشی، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ
- 161- فتاویٰ مرکزی تربیت افتاء، کتب خانہ أمجدیہ، مہراج گنج ضلع بستی (یوپی) ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م
- 162- فتاویٰ مسعودی، سرہند بیل کیشنز، کراتشی
- 163- فتاویٰ مظہری، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم ای جناح روڈ، کراتشی
- 164- فتاویٰ معنی مشہور بدعائر اشرفیہ، المكتبة الحقانیہ، کوئٹہ

- 166- فتاویٰ نعیمیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
- 167- الفتاویٰ النقشبندیہ، معطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیۃ إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
- 168- فتاویٰ نوریہ، شعبۂ تصنیف و تالیف دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور، اوکاڑہ
- 169- الفتاویٰ الولوالجیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳م
- 170- فتاویٰ ہمایونی، در مطبع رفاه عام واقع، لاہور
- 171- الفتاویٰ الہندیہ، دارالمعرفہ، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۳ھ - ۱۹۷۳م
- 172- فتاویٰ یورپ، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۰۶م
- 173- فتح الباری شرح البخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م
- 174- فتح الغفار بشرح المنار، مکتبۃ اسلامیہ، کوئٹہ
- 175- فتح القدير الجامع بین فنی الروایۃ و الدراية فی علم التفسیر، دارالمعرفہ، بیروت
- 176- فتح القدير شرح الهدایۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- 177- فتح المعین علی شرح الكنز لملا مسکین، ایچ ایم سعید، کمپنی، کراتشی
- 178- فصول العمادی، معطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیۃ إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
- 179- فقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید، دار القلم، دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰م
- 180- فہرس مخطوطات دارالکتب الظاہریہ، الفقہ الحنفی، مطبعة الجاز دمشق، ۱۴۰۱، ۱۹۸۰م
- 181- فہرس الفقہ الحنفی، سلسلۃ فہارس المخطوطات المصوّرة (۱۰)، جامعۃ أم القری، مکہ
- المکرمۃ ۱۴۱۷ھ
- 182- القبس فی شرح مؤطا ابن انس، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۸م
- 183- قُرۃ العین بفتاویٰ علماء الحرمین، فتاویٰ العلامة العجمی، المکتبۃ القدس، کوئٹہ
- 184- قُرۃ العین بفتاویٰ علماء الحرمین، فتاویٰ العلامة المکی، المکتبۃ القدس، کوئٹہ
- 185- القنیۃ المنیۃ، معطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیۃ إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
- 186- القول الحسن فی جواب القول لمن، الطبع و النشر الحاج سالم الشورابی و محمد الشورابی
- فی سنۃ ۱۲۷۶ھ
- 187- کتاب الاختیار لتعلیل المختار، دارالمعرفہ، بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۳م
- 188- کتاب أدب القضاء، دارالکتب القادریہ، أدک بازار قنڈھار ۱۴۱۸ھ
- 189- کتاب الأم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲م

- 190- كتاب تأسيس النظر، مير محمد كتب بحانه، كراتشي
- 191- كتاب التبيين في فروع الفقه الشافعي، دار الفكر، بيروت
- 192- كتاب الفقه على مذاهب الأربعة، دار احياء التراث العربي، بيروت، ١٩٦٩م
- 193- كتاب المنتقى من السنن المسندة عن رسول الله ﷺ لابن جارود، دار القلم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م
- 194- كتاب الميسر في شرح مصابيح السنة، مكتبة نزار مصطفى الباز، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م
- 195- كشف الأسرار عن أصول البزدوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- 196- كشف الأسرار شرح المصنف على المنار، دار الكتب العلمية، بيروت
- 197- كشف الظنون عن أسامي الكتب الفنون، دار الفكر، بيروت، ١٤١٩هـ، ١٩٩٩م
- 198- كشف الغمة عن جميع الأمة، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م
- 199- الكفاية شرح الهداية مع فتح القدير، دار إحياء التراث العربي، بيروت
- 200- كنز الإيمان في ترجمة القرآن، المكتبة الرضوية، كراتشي
- 201- كنز البيان مختصر توفيق الرحمن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 202- كنز الدقائق، المكتبة الضيائية، راولپنڈی
- 203- اللباب في شرح الكتاب، دارالمعرفه، بيروت، الطبعة الاولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٨م
- 204- اللباب في علوم الكتاب، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٧م
- 205- لسان الحكام في معرفة الأحكام، مطبعة مصطفى البابي الحلبي و أولاده بمصر، الطبعة الثانية ١٣٩٣هـ - ١٩٧٣م
- 206- لسان العرب، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ - ١٩٩٠م
- 207- المبسوط للسرخسي، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 208- المتانة في العرمة عن الخزانة، حنة احياء الأدب السندي، كراتشي
- 209- مجمع البحرين في زوائد المعجمين، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 210- مجمع البحرين و ملتقى النيرين في الفقه الحنفي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م

- 212- مجموعة الفتاوى للملكاني الحنفى ، معطوط مصور، دارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة،
ميتادر، كراتشي
- 213- مجموع الفتاوى لابن تيمية، بأمر فهد بن عبدالعزيز، الرياض
- 214- مجموع فتاوى و مقالات متنوّعة، دار أصدقاء المجتمع، المملكة العربية السعودية
- 215- المحرّر فى الحديث، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 216- المحلّى لابن حزم، بيت الأفكار الدولية، الأردن/ السعودية
- 217- المحيط البرهاني فى الفقه النعماني، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- 218- المختار الفتوى، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- 219- مختصر إختلاف العلماء، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 220- المختصر للخليل مع مواهب الجليل، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م
- 221- مختصر القدورى مع شرح اللباب، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٨م
- 222- مخزن الفتاوى، مطبع كليى واقعه كلكته ١٣٣٠هـ
- 223- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، مكتبة إمدادية ، ملتان
- 224- المسند للإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الريان، بيروت
- 225- المسند للإمام أحمد بن حنبل، المكتب الإسلامى، بيروت
- 226- المسوى شرح المؤطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٣م
- 227- مشكاة المصابيح، دار الكتب العلمية، بيروت
- 228- المصنّف لعبد الرزاق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠م
- 229- مصنّف ابن أبى شيبة، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ - ١٩٩٤م
- 230- المعجم الكبير للطبراني، دار إحياء التراث العربى، بيروت
- 231- معجم ما طبع من كتب السنة، دار البخارى، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م
- 232- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ - ١٩٩٦م
- 233- مقارنة المذاهب فى الفقه، دار المعارف، مصر ١٩٨٦هـ
- 234- الملتقط فى الفتاوى الحنفية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م
- 235- ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
- 236- المنار مع شرحه جامع الأسرار، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م

- 237- منية المفتي، مخطوط مصور، دارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشي
- 238- موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان للهيثمى، دارالكتب العلمية، بيروت
- 239- مواهب الجليل من أدلة الخليل، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م
- 240- مواهب الرحمن على مذهب أبي حنيفة النعمان، مخطوط مصور، دارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشي

241- الموسوعة الفقهية لوزارة الأوقاف و الشؤون الإسلامية، الكويت، دار الصفوة، الكويت، الطبعة

الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٦م

- 242- موسوعة الأحكام و الفتاوى الشرعية، دار الغد الجديد، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م
- 243- المؤطا برواية الإمام محمد بن الحسن الشيباني، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الثانية
- 244- المؤطا لابن أنس مع شرحه القبس، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨م
- 245- المؤطا للإمام محمد بن الحسن الشيباني، قديمى كتب خانة، كراتشي
- 246- المؤطا للإمام مالك بن أنس، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ-١٩٩٦م
- 247- النبراس شرح شرح العقائد، نعماني كتب خانة، كابل، أفغانستان
- 248- التنف في الفتاوى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م
- 249- نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م
- 250- نستلمات الأسحار على إفاضة الأنوار، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي
- 251- نصب الراية تخريج أحاديث الهداية، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م
- 252- نيل الأوطار، دارالكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م
- 253- نور الأنوار شرح المنار، أيج أيم سعد كمبني، كراتشي
- 254- النهر الفائق شرح كنز الدقائق، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م
- 255- وقار الفتاوى، بزم وقار الدين، كراچی
- 256- الهداية، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ-١٩٩٠م
- 257- هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصاييح و المشكاة لابن حجر، دار ابن القيم، الدمام، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م

258- يعقوب باشه حاشية شرح الوقاية، مخطوط مصور، دارالكتب لجمعية إشاعة أهل السنة، ميتادر، كراتشي

دیگر ضمنی مآخذ

- 259- إتحاف النبلاء بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ، اسلامی پبلشنگ ہاؤس، لاہور
- 260- إزالة الخفاء بحوالہ طلاق ثلاث، مكتبة جامعة خلفاء راشدين، كراتشي
- 261- الإسيحاجي، بحوالہ البنایة شرح الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰م
- 262- الإستبصار، دار الكتب الإسلامية، تهرآن، بحوالہ شرح صحيح مسلم للسعيدی، فريد بك استال، لاہور
- 263- الإستذكار لابن عبد البر بحوالہ تحقيق عبد القادر در عطا على السنن الكبرى للبيهقي
- 264- الأضواء البيان بحوالہ مواهب الجليل، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۲۰۰۴م
- 265- توضيح المسائل، بحوالہ شرح مسلم للسعيدی، المجلد (۳)، فريد بك استال، لاہور
- 266- تهذيب الأحكام بحوالہ شرح مسلم للسعيدی، المجلد (۳)، فريد بك استال، لاہور
- 267- فتح المنعم بشرح زاد المسلم بحوالہ مواهب الجليل، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۲۰۰۴م
- 268- الفروع في الكافي بحوالہ شرح مسلم للسعيدی، المجلد (۳)، فريد بك استال، لاہور
- 269- الفوائد لابن رشد بحوالہ التنبيه على مشكلات الهداية، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م
- 270- الكاشف للذهبي بحوالہ تحقيق عبد القادر در عطا على السنن الكبرى للبيهقي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹م
- 271- كتاب الاعتبار في بيان الناسخ و المنسوخ من الآثار للحازمي بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ، اسلامی پبلشنگ ہاؤس، لاہور
- 272- المستدرک للحاکم بحوالہ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ، اسلامی پبلشنگ ہاؤس، لاہور
- 273- من لا يحضره الفقيه، بحوالہ شرح مسلم للسعيدی، المجلد (۳)، فريد بك استال، لاہور
- 274- ميزان الاعتدال للذهبي بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ، اسلامی پبلشنگ ہاؤس، لاہور

مکتبہ برکات المدینہ (فہرست کتب)

| قیمت | مصنف/مترجم | نام کتب |
|------|---|---|
| 90 | مترجم: علامہ محمد ناظم علی المصباح (انڈیا) | ۱۔ نور الایضاح مع حاشیہ ضوء المصباح (عربی) |
| 50 | علامہ مولانا مفتی نظام الدین رضوی (انڈیا) | ۲۔ مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم مذاہب اربعہ کی روشنی میں |
| 40 | علامہ مولانا مفتی نظام الدین رضوی (انڈیا) | ۳۔ اسلام اور جدید بینکاری |
| 40 | مولانا عبدالحکیم فرنگی محلی قدس سرہ | ۴۔ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن |
| 18 | علامہ مفتی عبدالحجید خاں قادری مصباحی (انڈیا) | ۵۔ علماء کی نظر میں وقت کی اہمیت |
| 120 | مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (انڈیا) | ۶۔ مقالات شارح بخاری |
| 210 | مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ | ۷۔ فتاویٰ صدر الافاضل |
| 85 | علامہ محمد احمد مصباحی | ۸۔ فتوں کا ظہور اور اہل حق کا جہاد |
| 85 | علامہ مبارک حسین مصباحی (انڈیا) | ۹۔ برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب |
| 120 | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی | ۱۰۔ المعتقد المعتقد المعتقد المستند (اردو) |
| 140 | حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی | ۱۱۔ طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم |
| 20 | علامہ یسین اختر مصباحی (انڈیا) | ۱۲۔ خاک حجاز (تاریخ اہل عرب) |
| 18 | مترجم: علامہ یسین اختر مصباحی (انڈیا) | ۱۳۔ پیغام حجاز |
| 225 | ابوالبرکات محمد افضل امجدی (دارالعلوم امجدیہ) | ۱۴۔ مومنوں کی مقدس مائیں |
| 25 | علامہ یسین اختر مصباحی (انڈیا) | ۱۵۔ موعے مبارک |
| 80 | علامہ یسین اختر مصباحی (انڈیا) | ۱۶۔ چند ممتاز علماء انقلاب ۱۸۵۷ء |
| 80 | مترجم: علامہ سید علیم اشرف جانی (انڈیا) | ۱۷۔ قرآن کریم میں معرب الفاظ |
| 60 | حافظ قاری شیخ غلام مصطفی کشمیری | ۱۸۔ ہماری تجوید |
| 185 | مفتی اللہ ڈونو جمارانی نقشبندی | ۱۹۔ الشرح الناجی فی حل السراجی (اردو) |
| 30 | علامہ مولانا محمد اسلم رضا | ۲۰۔ تحسین الوصول (اصول حدیث) |
| 60 | امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ | ۲۱۔ انوار المنان فی توحید القرآن |
| 120 | علامہ مولانا تقی علی خاں علیہ الرحمہ | ۲۲۔ اذاقہ الاحکام (میلا دو قیام) |
| 140 | علامہ مولانا تقی علی خاں علیہ الرحمہ | ۲۳۔ اصول الرشاد (اردو) |
| 350 | الشیخ الاسلام امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ | ۲۴۔ جد المتار علی رد المحتار (عربی) |
| 125 | الشیخ ظفر الدین البخاری علیہ الرحمہ | ۲۵۔ تحسین الوصول مع مقدمہ صحیح البخاری (عربی) |